حصارِ جنون

🌸👑ازقلم ماہین ملک

قسط 1:

حویلی شاہ زمان کی وسیع و عریض، سفید سنگِ مرمر سے بنی دیواریں ہمیشہ سے ہی جاہ و جلال اور روایت کی امین رہی تھیں۔ پچھلے پچیس سالوں سے اس حویلی کا دبدبہ پورے علاقے پر قائم تھا۔ لیکن اس حویلی کا اصل حسن اس کے وہ اونچے در و دیوار نہیں، بلکہ وہ ہنستی کھیلتی، محبت سے مہکتی زندگی تھی جو اس کے اندر سانس لیتی تھی۔

حویلی کے سب سے بڑے بیٹے، اذہان شاہ زمان کا نام سنتے ہی اچھے اچھوں کے ماتھے پر پسینہ آ جاتا تھا۔ اپنے کاروبار، اپنی خاندانی غیرت اور اصولوں کے معاملے میں وہ جتنا سخت اور بے لچک تھا، اپنی بیوی حیا کے لیے

Maheen Malik Novel

وہ اتنا ہی نرم، موم اور بے پناہ محبت کرنے والا شوہر تھا۔ حیا اور اذہان کی شادی کو تین سال گزر چکے تھے، لیکن ان کی محبت میں وقت کے ساتھ ساتھ مزید شدت اور گہرائی آ گئی تھی۔ وہ حیا کو اپنی زندگی، اپنا غرور اور اپنی کائنات مانتا تھا۔

آج کا دن حویلی کے لیے بہت خاص تھا۔ حیا کی شادی کے تین سال بعد، اللہ نے ان کی دعائیں سن لی تھیں اور آج حیا کا پہلا مہینہ complete ہو چکا تھا۔ وہ ماں بننے والی تھی —اذہان شاہ زمان کے بچے کی ماں۔ آج اس کا ریگولر میڈیکل چیک اپ تھا، اور اذہان نے سختی سے حویلی کے ڈرائیور کو منع کر دیا تھا کہ آج وہ اپنی جان، اپنی حیا کو خود اپنے ساتھ لے کر جائے گا۔

حیا آئینے کے سامنے کھڑی اپنے دوپٹے کو

درست کر رہی تھی۔ ہلکے گلابی رنگ کے ڈھیلے ڈھالے ریشمی سوٹ میں اس کا رنگ مزید نکھر آیا تھا، اور حمل کے مہینے کی وجہ سے اس کے چہرے پر ایک قدرتی، خوبصورت چمک (Pregnancy Glow) نمایاں تھی۔ جسے دیکھ کر اس کے لبوں پر ایک دلکش مسکراہٹ ابھر آئی۔

ابھی وہ اپنے بال سنوار ہی رہی تھی کہ پیچھے سے دو مضبوط اور مانوس بازو اس کے گرد حمائل ہو گئے۔ اذہان نے اسے پیچھے سے اپنی مضبوط گرفت میں لیتے ہوئے اپنا چہرہ اس کی گردن کے نرم جھکاؤ میں چھپا لیا۔ حیا کا دل یکدم زور سے دھڑکا۔ اذہان کی گرم سانسیں جب اس کی حساس جلد کو چھوئیں، تو اس کے پورے وجود میں ایک سنسنی سی دوڑ گئی۔

" اذہان... کیا کر رہے ہیں آپ؟ کوئی آ جائے گا..."

Maheen Malik Novel

حیا نے دھیمی، کانپتی ہوئی آواز میں کہا، حالانکہ وہ اس کے لمس سے خود پگھل رہی تھی۔

" آنے دیں حیا... مجھے اپنی بیوی سے پیار کرنے کے لیے کسی سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔" اذہان نے اپنی گھری، بھاری آواز میں سرگوشی کی اور اس کے کندھے سے ریشمی دوپٹہ سرکا کر وہاں اپنے گرم لب رکھ دیے۔ حیا نے بے اختیار اپنی آنکھیں موند لیں۔ اذہان نے اسے گھمایا اور اب وہ دونوں آمنے سامنے تھے۔ اذہان کی سیاہ، عقابی آنکھوں میں اس وقت حیا کے لیے صرف اور صرف بے پناہ، اور شدت تھی۔

اس نے جھک کر حیا کے پیٹ پر اپنا دایاں ہاتھ رکھا اور بہت نرمی سے اسے سہلایا۔ "آج میرا بچہ کیسا ہے؟ اپنی ماما کو زیادہ تنگ تو نہیں

Maheen Malik Novel

کیا اس نے؟" اذہان نے محبت سے چور آواز میں پوچھا۔

حیا نے شرما کر اپنے ہاتھ اذہان کے چوڑے کندھوں پر رکھ دیے، "نہیں، بالکل تنگ نہیں کیا۔ لیکن اس کے پاپا ہمیں ڈاکٹر کے پاس لے جانے میں لیٹ ضرور کر رہے ہیں۔"

اذہان کے لبوں پر ایک دلکش، فاتحانہ مسکراہٹ ابھری۔ اس نے حیا کی ٹھوڑی کو اپنی انگلیوں سے اٹھایا اور اس کی آنکھوں میں جھانکا، جہاں صرف اس کے لیے محبت کا سمندر لہراتا تھا۔ "تو چلو پھر، بیگم! آج کا دن صرف میرا اور تمہارا ہے۔"

وہ دونوں حویلی کے سب لوگوں سے مل کر، دادی جان کی دعائیں لے کر حویلی سے نکلے۔ اذہان نے اپنی سیاہ چمکتی ہوئی لینڈ کروزر کی فرنٹ سیٹ کا دروازہ خود حیا کے لیے کھولا۔

حیا کے بیٹھنے کے بعد اس نے بہت احتیاط سے سیٹ بیلٹ اس کے پیٹ کا خیال رکھتے ہوئے باندھی۔ اس دوران ان کے چہرے ایک دوسرے کے بے حد قریب تھے، اور اذہان نے موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے حیا کے گال پر ایک گہرا، پیار بھرا بوسہ دیا۔ حیا کا چہرہ شرم سے سرخ ہو گیا۔

گاڑی حویلی کے بڑے لوہے کے گیٹ سے نکل کر شہر کی طرف جانے والی سنسان، خوبصورت ہائی وے پر دوڑنے لگی۔ راستے کے دونوں طرف اونچے، ہرے بھرے درخت تھے اور ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی۔ گاڑی کے اندر کا ماحول نہایت پرسکون تھا اور ہلکی آواز میں ایک رومانوی دھن گونج رہی تھی۔

اذہان بائیں ہاتھ سے سٹیرنگ سنبھالے ہوئے تھا، جبکہ اس کا دایاں ہاتھ مسلسل حیا کے چھوٹے،

Maheen Malik Novel

نرم ہاتھ کو اپنی گرفت میں لیے ہوئے تھا۔ وہ بار بار اس کی انگلیوں کو چوم لیتا۔

"اذہان، سامنے دیکھیں نا، گاڑی چلا رہے ہیں آپ۔" حیا نے مصنوعہ غصے سے اسے ٹوکا، لیکن اس کے اپنے دل کا حال برا تھا۔

"گاڑی تو خود بخود چل رہی ہے حیا، میرا دل اور میری نظریں تو صرف تم پر چلتی ہیں۔" اذہان نے محبت بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے گاڑی کی سپیڈ تھوڑی دھیمی کی اور ہائی وے کے ایک سائیڈ پر، جہاں گھنے درختوں کا سایہ تھا اور دور دور تک کوئی دوسری گاڑی نہیں تھی، وہاں اپنی لینڈ کروزر کو روک دیا۔

"اذہان؟ یہاں کیوں روکی گاڑی؟" حیا نے حیرت سے پوچھا۔

اذہان نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس نے گاڑی کا انجن آن رہنے دیا لیکن کار کے اندر کی لائٹس

Maheen Malik Novel

مدہم کر دیں اور اپنا سیٹ بیلٹ کھول کر حیا کی طرف جھکا۔ اس کی نظریں حیا کے گلابی، رسیلے لبوں پر ٹک گئیں جو اس وقت گھبراہٹ میں ہلکے سے کانپ رہے تھے۔

" اذہان... یہ ہائی وے ہے، کوئی دیکھ لے گا..." حیا نے مدافعت کی آخری کوشش کی، لیکن اذہان کے ارادے کچھ اور ہی تھے۔

" گاڑی کے شیشے ٹینٹڈ)Tinted(ہیں جانِ جاں۔ باہر سے کوئی اندر نہیں دیکھ سکتا، اور اگر دیکھ بھی لے تو مجھے پرواہ نہیں ہے۔ مجھے اس وقت اپنی تشنstep کو مٹانا ہے۔" اذہان کی آواز گہری اور مگن ہو چکی تھی۔

اس نے حیا کے چہرے کو اپنے دونوں ہاتھوں کے پیالے میں لیا۔ اس کے انگوٹھے حیا کے نرم گالوں کو سہلا رہے تھے۔ حیا نے بے اختیار اپنے ہاتھ اذہان کے سینے پر رکھ دیے، جہاں اس کے

دل کی دھڑکن انتہائی تیز اور بے ترتیب تھی۔ اذہان نے مزید کوئی فاصلہ باقی نہیں رکھا۔ اس نے جھک کر اپنے گرم، پیاسے لب حیا کے نازک، گلابی لبوں پر رکھ دیے۔

یہ کوئی عام بوسہ نہیں تھا، اس میں تین سال کی محبت کا نچوڑ، آنے والے بچے کی خوشی اور ایک دوسرے کے وجود میں کھو جانے کی شدید، گہری تڑپ تھی۔ اذہان نے حیا کے لبوں کو اپنے حصار میں لیا۔ وہ بہت نرمی مگر شدت سے حیا کے لمس کو اپنے اندر اتار رہا تھا۔ حیا کے وجود میں جیسے کرنٹ دوڑ گیا۔ اس کے ہاتھ اذہان کے گریبان کو مضبوطی سے تھام گئے، اور وہ خود کو مکمل طور پر اپنے شوہر کے حوالے کر چکی تھی۔

گاڑی کے اندر وقت جیسے تھم گیا تھا۔ صرف ان کی تیز ہوتی سانسوں کی آوازیں گونج رہی

Maheen Malik Novel

تھیں۔ اذہان کا ہاتھ حیا کی کمر کے گرد کسا ہوا تھا، جو اسے اپنے مزید قریب کر رہا تھا۔ وہ حیا کے لبوں سے ہوتا ہوا اس کے گالوں، اس کی مخملی پیشانی اور پھر اس کی صراحی دار گردن پر اپنی محبت کے گہرے نشان چھوڑنے لگا۔ حیا کے منہ سے ایک دھیمی، سسکاری نکلی جس نے اذہان کے جذبات کی آگ کو مزید بھڑکا دیا۔

کئی منٹوں کے اس طویل، گہرے اور روح تک کو بھگو دینے والے رومانوی ملاپ کے بعد، اذہان نے آہستہ آہستہ اپنے لب حیا کے وجود سے الگ کیے۔ دونوں کی سانسیں پھولی ہوئی تھیں اور آنکھوں میں محبت کا خمار صاف نمایاں تھا۔ حیا کا سانس دھونکنی کی طرح چل رہا تھا اور اس کے سرخ لب اذہان کی محبت کی گواہی دے رہے تھے۔ اس نے شرم کے مارے اپنا چہرہ اذہان کے چوڑے سینے میں چھپا لیا۔

Maheen Malik Novel

اذہان نے اسے اپنی بانہوں میں سمیٹ کر اس کے بالوں کو چوما اور ایک لمبا، پرسکون سانس لیا۔ "تم میری زندگی کا سب سے خوبصورت احساس ہو، حیا۔ میں دنیا کی ہر خوشی تمہارے قدموں میں لا کر رکھ دوں گا۔"

حیا نے اس کے سینے پر سر رکھے ہوئے ہی مسکرا کر کہا، "میری دنیا تو آپ ہیں، اذہان۔ بس آپ ہمیشہ میرے ساتھ رہیے گا، مجھے اور کچھ نہیں چاہیے۔"

اذہان نے اسے خود میں اور بھینچ لیا، یہ سوچے بغیر کہ آنے والا وقت ان کی اس خوبصورت، جنت جیسی زندگی میں کیا طوفان لانے والا تھا۔ کچھ دیر اسی طرح ایک دوسرے کے سحر میں گم رہنے کے بعد، اذہان نے حیا کو سیدھا کیا، اس کا دوپٹے درست کیا اور ایک بار پھر اس کے لبوں کو چوم کر گاڑی آگے بڑھا دی، ان

Maheen Malik Novel

کا سفر اب ہسپتال کی طرف تھا، لیکن ان کے دل اب بھی اسی رومانوی سحر میں گرفتار تھے۔

قسط 2:

ہسپتال سے واپسی کا سفر بھی اتنا ہی حسین تھا، جہاں ڈاکٹر نے حیا اور بچے کی صحت کو بالکل بہترین قرار دیا تھا۔ حویلی واپس پہنچ کر پورے گھر میں جیسے عید کا سماں تھا۔ دادی جان، زایان کی امی اور حویلی کے باقی افراد حیا کو دعائیں دے رہے تھے اور اذہان کی خوشی تو چھپائے نہیں چھپ رہی تھی۔ لیکن وہ کہتے ہیں نا کہ بڑی خوشیوں کے پیچھے اکثر گہرے اور سیاہ سائے چھپے ہوتے ہیں، حویلی شاہ زمان کو بھی کسی حاسد کی نظر لگنے والی تھی۔

چیک اپ کے ٹھیک تین دن بعد، اذہان کو شہر

سے دور اپنے آبائی زرعی فارم ہاؤس پر ایک ضروری میٹنگ کے لیے جانا تھا۔ حیا کا دل صبح سے ہی اداس اور کسی انجانے خوف سے لرز رہا تھا۔ جب اذہان تیار ہو کر کمرے سے نکلنے لگا، تو حیا نے اس کی آستین پکڑ لی۔

" اذہان... مت جائیں نا آج۔ میرا دل بہت گھبرا رہا ہے، جیسے کچھ برا ہونے والا ہو۔" حیا کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے۔

اذہان نے مڑ کر حیا کو دیکھا۔ اس کے چہرے پر لکھی پریشانی دیکھ کر وہ تڑپ اٹھا۔ اس نے حیا کو اپنے سینے سے لگایا اور اس کے آنسو چوم لیے۔ "پاگل بیگم! میں کوئی پہلی بار تو نہیں جا رہا۔ بس چند گھنٹوں کی بات ہے، شام تک میں تمہارے پاس واپس آ جاؤں گا۔ اپنا اور میرے بچے کا خیال رکھنا۔" اس نے حیا کے ماتھے پر اپنی محبت کی آخری مہر ثبت کی

اور مسکراتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔ حیا کو کیا معلوم تھا کہ یہ اس کی زندگی کی آخری مسکراہٹ تھی جو وہ دیکھ رہی تھی۔

شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے جب یہ ہولناک حادثہ پیش آیا۔ اذہان فارم ہاؤس سے اپنی گاڑی میں اکیلا واپس حویلی کی طرف آ رہا تھا۔ ہائی وے کے اس سنسان موڑ پر، جہاں چند دن پہلے اس نے حیا کے ساتھ محبت کے حسین لمحات گزارے تھے، آج وہاں موت اس کا انتظار کر رہی تھی۔

اچانک دو تیز رفتار بڑی گاڑیاں اس کی لینڈ کروزر کے سامنے آکر رکیں، جس سے اذہان کو زوردار بریک لگانی پڑی۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھ پاتا، گاڑیوں سے چہروں پر نقاب چڑھائے کلاشنکوف بردار خاندانی دشمن باہر نکلے۔ وہ شاہ زمان خاندان کے پرانے اور کٹر

Maheen Malik Novel

دشمن 'ملک خانداد' کے کارندے تھے، جو اپنی پرانی دشمنی کا بدلہ لینے کے لیے تاق میں بیٹھے تھے۔

اذہان نے اپنی گاڑی کا دروازہ کھولا، اس کی آنکھوں میں خوف کا ایک تذکرہ تک نہ تھا، صرف شاہ زمان خاندان کا جاہ و جلال تھا۔ "کون ہو تم لوگ؟ اور یہ کیا بدتمیزی ہے؟" اس نے دھاڑ کر پوچھا۔

لیکن سامنے کھڑے وحشیوں کو کوئی بات نہیں کرنی تھی۔ ان کا مقصد صرف ایک تھا—حویلی شاہ زمان کی کمر توڑنا۔

ٹھائیں! ٹھائیں! ٹھائیں!

ہائی وے کا سنسان ماحول گولیوں کی تڑتڑاہٹ سے گونج اٹھا۔ گولیوں کی ایک بوچھاڑ اذہان کے چوڑے سینے پر لگی۔ ایک گولی سیدھی اس کے دل کے آر پار ہو گئی۔ اذہان کے منہ سے

Maheen Malik Novel

صرف ایک ادھوری صدا نکلی—"حیا...!" اور اس کا کسرتی، مضبوط وجود سڑک پر ڈھیر ہو گیا۔ اس کا وہ خون، جو حویلی کا مان تھا، سفید سنِگ مرمر کی سڑک پر ابلنے لگا۔ حملہ آور اپنی گاڑیوں میں بیٹھے اور لمحوں میں وہاں سے فرار ہو گئے۔ اذہان شاہ زمان کی روح پرواز کر چکی تھی، اور پیچھے رہ گئی تھی صرف اس کی بے جان، خون میں لت پت لاش۔

حویلی میں رات کے آٹھ بج چکے تھے۔ حیا مسلسل اپنے کمرے کی بالکونی میں کھڑی راستے کو تک رہی تھی۔ اس کا فون بار بار اذہان کا نمبر ملا رہا تھا، لیکن آگے سے صرف بند ہونے کی ٹون آ رہی تھی۔ اس کا دل سینے سے باہر آنے کو تھا۔

اچانک حویلی کے صحن میں گاڑیوں کے ہارن اور چیخ و پکار کی آوازیں گونجیں۔ حیا کے

Maheen Malik Novel

ہاتھ سے اس کا موبائل چھوٹ کر نیچے گرا اور اس کے اسکرین کے پرزے اڑ گئے۔ وہ دیوانہ وار نیچے کی طرف بھاگی۔

صحن کا منظر دیکھ کر حیا کے پیروں تلے سے زمین نکل گئی۔ زایان اور حویلی کے ملازمین اذہان کی خون میں نہائی ہوئی، سفید چادر سے ڈھکی لاش کو اندر لا رہے تھے۔ زایان کی آنکھیں خون آلود تھیں اور وہ غصے اور صدمے سے کانپ رہا تھا۔

اذہان...!" حیا کے حلق سے ایک ایسی چیخ " نکلی جس نے حویلی کی دیواروں کو ہلا کر رکھ دیا۔

وہ دیوانہ وار بھاگتی ہوئی لاش کے پاس پہنچی اور سفید چادر کو جھٹکے سے ہٹا دیا۔ سامنے اس کے سر کا سائیں، اس کا شوہر، اس کی کائنات بے جان پڑی تھی۔ اس کا وہ چہرہ

Mareen Malik Novel

جو ہمیشہ حیا کو دیکھ کر مسکراتا تھا، آج بالکل سفید اور ٹھنڈا ہو چکا تھا۔ اس کے گلابی سوٹ پر اذہان کا سرخ، گرم خون لگنے لگا۔

اذہان! اٹھیں نا! دیکھیں میں رو رہی ہوں۔۔۔ آپ " کو تو میرا رونا پسند نہیں تھا نا؟ اٹھیں، مجھ سے بات کریں!" حیا نے اس کے بے جان سینے پر سر رکھ کر اسے ہلانا شروع کیا، لیکن وہاں اب کوئی دھڑکن باقی نہیں تھی۔

حویلی شاہ زمان میں قیامت کا منظر تھا۔ دادی جان صدمے سے وہیں فرش پر گر گئیں، زایان کی ماں بین کر رہی تھیں، اور حویلی کے ملازمین دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے۔ پورے علاقے میں یہ خبر آگ کی طرح پھیل گئی کہ حویلی کا بڑا بیٹا، ان کا جوان شیر مارا گیا ہے۔

حیا کی حالت سب سے زیادہ ابتر تھی۔ وہ اذہان کے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں لے کر چوم

رہی تھی، اس کے خون کو اپنے چہرے اور مانگ میں بھر رہی تھی۔ "آپ نے وعدہ کیا تھا اذہان... آپ نے کہا تھا کہ آپ شام تک واپس آ جائیں گے... ہمارے بچے کا تو سوچا ہوتا... میں اس کے بغیر کیسے جیوں گی؟"

صدمے کی شدت اتنی گہری تھی کہ حیا کا دماغ اس سچائی کو قبول کرنے سے قاصر تھا۔ روتے روتے اچانک اس کے پیٹ میں شدید درد اٹھا، اور وہ ایک گہری آہ بھر کر اذہان کی لاش کے اوپر ہی بے ہوش ہو گئی۔ حویلی کا وہ گھر، جو تین دن پہلے خوشیوں کا گہوارہ تھا، آج وہاں صرف ماتم، خون کی بو اور کبھی نہ ختم ہونے والی ویرانی کا راج تھا۔

حویلی شاہ زمان پر چھائی ماتمی فضا کو کئی روز گزر چکے تھے، لیکن اذہان کے قتل کا زخم اب بھی ہرا تھا اور حیا کا رو رو کر برا حال تھا۔

اسی دوران معلوم ہوا کہ قتل کی پشت پناہی کرنے والا 'ملک خانداد' کا چھوٹا بھائی تھا، جو واردات کے بعد ملک سے فرار ہو چکا تھا۔ علاقے میں خونریزی اور مزید لاشیں گرنے کا شدید خطرہ تھا، جس کے تدارک کے لیے دونوں خاندانوں اور علاقے کے معززین نے مل کر ایک ہنگامی جرگہ بلایا۔

حویلی کے بڑے دالان میں سفید چاندنیاں بچھائی گئی تھیں۔ پگڑیاں اچھالنے اور خون کا بدلہ خون سے لینے کے نعرے گونج رہے تھے۔ شاہ زمان خاندان کے غیور مرد، جن کی قیادت اب زایان کر رہا تھا، اپنی بندوقیں تانے کھڑے تھے، جبکہ دوسری طرف ملک خاندان کے بڑوں کے سر جھکے ہوئے تھے۔

شاہ زمان خان! جو ہونا تھا وہ ہو گیا... ملک کا " لڑکا بھاگ چکا ہے، لیکن ہم اس خونی دشمنی

کو مزید بڑھانا نہیں چاہتے۔ ہم صلح کے لیے تیار ہیں،" ملک خانداد کے وکیل نے جرگے کے سامنے ہاتھ جوڑے۔

جرگے کے صدر، ایک بوڑھے معزز نے اپنی لاٹھی فرش پر ماری اور فیصلہ سنانے کے لیے کھڑے ہوئے:

" قانون اپنی جگہ، لیکن علاقے کی ریت کے مطابق خون بہا کا فیصلہ یہ جرگہ کرتا ہے۔ ملک خاندان کا لڑکا فرار ہے، اس لیے اس قبیلے کی عزت، ان کی 18 سالہ بیٹی عنایہ کو 'وانی' میں شاہ زمان خاندان کے حوالے کیا جائے گا! یہ لڑکی عمر بھر اس حویلی کی لونڈی بن کر رہے گی اور اسی طرح یہ خونی دشمنی دفن ہوگی۔"

جرگے کا یہ فیصلہ سنتے ہی وہاں موجود سب لوگوں کے سر گھوم گئے۔ وانی—ایک ایسی ریت جہاں معصوم بیٹیوں کو مردوں کے گناہوں کی

Mareen Malik Novel

سزا بھگتنے کے لیے دشمنوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جاتا تھا۔

زایان نے اپنی گہری، غصیلی آنکھوں سے ملک خانداد کی طرف دیکھا۔ اس کے دل میں اپنے بھائی اذہان کے خون کا بدلہ لینے کی آگ لگی ہوئی تھی، اور اس نے جرگے کا یہ فیصلہ بغیر کسی اعتراض کے قبول کر لیا۔ اس کے نزدیک، عنایہ کو اس حویلی میں لا کر اس کے خاندان کو تڑپانا ہی ان کا اصل انتقام تھا۔

دوسری طرف، اس معصوم عنایہ کو اس ہولناک فیصلے کی بھنک تک نہ تھی، جو اپنے کالج کے بستے کو سنبھالے، زندگی کے رنگین خواب آنکھوں میں سجائے اپنے گھر کی طرف لوٹ رہی تھی۔ اسے کیا معلوم تھا کہ اس کے بھائی کا کیا ہوا گناہ، اس کی پوری زندگی کو جہنم بنانے والا تھا۔

قسط 3 :

عنایہ، جو ابھی صرف اٹھارہ برس کی ایک معصوم اور چنچل لڑکی تھی، اپنے مستقبل کے حسین خواب آنکھوں میں سجائے کالج کی کتابیں سینے سے لگائے گھر واپس لوٹ رہی تھی۔ اس کا رنگ گورا، آنکھیں ہرنی کی طرح بڑی اور معصوم تھیں، جن میں دنیا کی تلخیوں کا کوئی نقش نہیں تھا۔ وہ اپنی دھن میں مگن جیسے ہی گھر کے صدر دروازے میں داخل ہوئی، اسے وہاں کا ماحول بدلا ہوا اور انتہائی اجنبی محسوس ہوا۔

صحن میں اس کے باپ، ملک خانداد اور قبیلے کے دوسرے مردوں کے چہرے اترے ہوئے تھے، اور ان کی آنکھوں میں ایک عجیب سی سفاکی اور شرمندگی کا آمیزہ تھا۔

عنایہ! اپنی کتابیں پھینک دو اور ابھی میرے "

ساتھ چلو۔" اس کے باپ نے سرد اور کڑک دار آواز میں حکم دیا۔

لیکن بابا... کیا ہوا ہے؟ امی کہاں ہیں؟ اور آپ " مجھے کہاں لے جا رہے ہیں؟" عنایہ کا دل کسی ان جانے خوف سے زور سے دھڑکا۔

جرگے کے سردار نے فیصلہ سنایا، " آج سے عنایہ ونی ہوگی۔"

عنایہ کو لگا جیسے اس کے پاؤں تلے زمین نکل گئی ہو۔

نہیں ! " اس کی ماں چیخ اٹھی۔

میری بیٹی کا کیا قصور ہے؟" "

اس کے باپ نے اس کا بازو زبردستی اور بے رحمی سے پکڑا اور اسے گھسیٹتے ہوئے باہر کھڑی گاڑی کی طرف لے جانے لگا۔

Maheen Malik Novel

" بابا! مجھے درد ہو رہا ہے، چھوڑیں مجھے!" عنایہ روتے ہوئے چلائی، لیکن غیرت اور جرگے کے فیصلے کے سامنے اس کے باپ کا دل پتھر ہو چکا تھا۔

جب گاڑی جرگے کے بڑے دالان کے باہر آ کر رکی اور عنایہ کو زبردستی مردوں کے اس ہجوم کے سامنے لایا گیا، تو اس کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ وہاں اس نے سنا کہ اس کے بھائی نے حویلی شاہ زمان کے بڑے بیٹے اذہان کا قتل کر دیا ہے، اور اب اس خون کے بدلے، اس خونی دشمنی کو مٹانے کے لیے اسے 'ونی' کیا جا رہا ہے۔ ونی—یعنی وہ اب کسی کی بیوی نہیں، بلکہ عمر بھر کے لیے دشمنوں کی لونڈی اور قیدی بننے جا رہی تھی۔

" نہیں بابا! خدا کے لیے ایسا مت کریں! میں نے تو کوئی گناہ نہیں کیا، پھر مجھے کس جرم کی

سزا مل رہی ہے؟" عنایہ کے حلق سے ایک دردناک چیخ نکلی۔ وہ دالان کے تپتے ہوئے فرش پر گر پڑی۔ اس کا رو رو کر برا حال ہو چکا تھا، اس کی آنکھوں کا کاجل اس کے گالوں پر بہہ نکلا تھا اور کالج کا دوپٹے مٹی میں رول رہا تھا۔

اس نے تڑپ کر اپنے باپ کے گھٹنے پکڑنے چاہے، لیکن وہاں موجود شاہ زمان خاندان کے مردوں، خصوصًا زایان کی غصیلی اور نفرت انگیز نظریں اس کے وجود کو جھلسا رہی تھیں۔ زایان نے اپنی کلاشنکوف پر گرفت مضبوط کرتے ہوئے عنایہ کی طرف دیکھا، جس کی معصومیت اور آنسو اس کے دل میں لگی انتقام کی آگ کو ٹھنڈا کرنے میں ناکام تھے۔ عنایہ کا رو رو کر برا حال تھا، لیکن غیرت کے اس بازار میں اس کے آنسوؤں کی قیمت صرف ایک سودا بن کر رہ گئی تھی۔

عنایہ دالان کے تپتے ہوئے فرش پر گھسٹتی ہوئی اپنے باپ کے پاؤں سے جا لپٹی۔ اس کے گورے، نازک ہاتھ اپنے باپ کے جوتوں کو چھو رہے تھے، اور اس کے آنسو ملک خانداد کی شلوار کے پائنچوں کو بھگو رہے تھے۔ اس کا سانس الٹ رہا تھا، اور خوف کی شدت سے اس کا پورا وجود بری طرح کانپ رہا تھا۔

" بابا! میں آپ کے پاؤں پکڑتی ہوں، خدا کے لیے مجھ پر یہ ستم مت کریں۔ مجھے ونی مت کریں بابا! میں آپ کی بیٹی ہوں نا... مجھے گولی مار دیں، مجھے زہر دے دیں، لیکن مجھے ان دشمنوں کے رحم و کرم پر مت چھوڑیں!" عنایہ نے ہچکیوں کے درمیان اکھڑتی ہوئی آواز میں التجا کی، لیکن ملک خانداد نے نفرت اور کمزوری کے ملے جلے احساس کے ساتھ اپنا پاؤںپیچھے کھینچ لیا۔ جرگے کا فیصلہ اٹل تھا، اور اپنی جان بچانے کے لیے اس نے اپنی بیٹی

کا سودا کر دیا تھا۔

ونی ہو گی تو نکاح کے ساتھ ہوگی۔" اس کی "
بھاری آواز گونجی۔

کئی لوگ حیران رہ گئے۔

اس کے والد نے چونک کر اسے دیکھا۔ " زایان ! "

مگر زایان نے سرد لہجے میں کہا،

میں کسی لڑکی کو بغیر رشتے کے اپنے گھر
نہیں لے جاؤں گا۔ اگر آئے گی تو میری بیوی بن
کر۔ "

جرگے میں سرگوشیاں شروع ہو گئیں

کچھ لوگ متفق تھے، کچھ حیران۔

آخر کار جرگے کے بزرگوں نے سر ہلا دیا۔

" ٹھیک ہے۔ نکاح ابھی ہوگا۔"

مگر جرگے کے فیصلے کے بعد کسی کی نہیں

Maheen Malik Novel

سنی جاتی تھی۔

جرگے کے معززین نے اب آخری مہر لگانے کے لیے مولوی صاحب کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا۔ دالان کے دوسری طرف شاہ زمان خاندان کا نیا سربراہ، زایان شاہ زمان کھڑا تھا۔ زایان، جس کی عمر تقریباً 30 سال تھی، حویلی کا سب سے غصیلا، ضدی اور بے رحم مرد مانا جاتا تھا۔ اس کا کسرتی چوڑا سینہ، چھ فٹ کا قد اور سیاہ، سلگتی ہوئی آنکھیں اس وقت غصے کی آگ اگل رہی تھیں۔ اس کے چہرے کے سخت خدوخال بتا رہے تھے کہ اس کے دل میں رحم نام کی کوئی شے باقی نہیں بچی۔ وہ عنایہ کو صرف اپنے بھائی کے قاتل کی بہن دیکھ رہا تھا —ایک ایسی شے، جس پر وہ اپنا پورا غصہ نکالنے کا حق رکھتا تھا۔

لڑکی کو آج ہی خان خاندان کے حوالے کیا جائے

گا۔ " یہ سنتے ہی عنایہ کے آنسو بہنے لگے۔

" زایان شاہ زمان خان! کیا آپ کو ملک خانداد کی بیٹی عنایہ، اپنے بڑے بھائی کے خون بہا کے بدلے، ونی کی ریت کے تحت نکاح میں قبول ہے؟" مولوی کی آواز دالان میں گونجی۔

زایان نے ایک گہرا، سرد سانس لیا۔ اس نے اپنی خمار آلود مگر غصیلی نظریں فرش پر پڑی روتی ہوئی عنایہ پر ڈالیں اور انتہائی سخت، کڑک دار آواز میں کہا:

" قبول ہے!"

عنایہ کے کانوں میں یہ لفظ کسی دھماکے کی طرح لگا۔

اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا۔وہ نظریں جھکائے بیٹھا تھا

پہلی بار عنایہ کو محسوس ہوا کہ آج وہ سب کچھ ہار چکی ہے۔

Maheen Malik Novel

اس کا نکاح زایان سے پڑھا دیا گیا۔ وہ زایان، جو غصے کا تیز تھا اور جس کے دل میں صرف انتقام کی آگ لگی ہوئی تھی، اب قانونی اور شرعی طور پر اس کا شوہر بن چکا تھا، لیکن یہ رشتہ محبت کا نہیں، بلکہ عمر بھر کی قید اور ظلم کا پروانہ تھا۔

قسط 4:

نکاح کے فوراً بعد، زایان نے عنایہ کو کسی بے جان شے کی طرح بازو سے دبوچا اور اپنی گاڑی کی پچھلی سیٹ پر پٹخ دیا۔ گاڑی پوری رفتار سے حویلی شاہ زمان کی طرف دوڑ رہی تھی۔ عنایہ کار کے ایک کونے میں سمٹی، گھٹنوں میں سر دیے سسک رہی تھی، جبکہ فرنٹ سیٹ پر بیٹھا زایان اسٹیئرنگ پر اپنی گرفت مضبوط کیے ہوئے غصے سے دانت پیس رہا تھا۔ اس کی سلگتی ہوئی نظریں بار بار

ریرویو مرر میں اس معصوم لڑکی کا جائزہ لے رہی تھیں، جسے وہ اپنے بھائی کے خون کا حساب چکانے کے لیے لا رہا تھا۔

جب لینڈ کروزر حویلی کے بڑے لوہے کے گیٹ کو عبور کرتی ہوئی وسیع صحن میں رکی، تو زایان نے اتر کر پچھلا دروازہ کھولا اور عنایہ کا ہاتھ پکڑ کر اسے باہر کھینچا۔ عنایہ کے پاؤں لڑکھڑا گئے، اور وہ حویلی کے اسی سفید سنِگ مرمر کے ٹھنڈے فرش پر جا گری، جہاں کچھ دن پہلے اذہان کا خون بہا تھا۔

حویلی کے دالان میں زایان کی ماں اور سیاہ لباس میں ملبوس حیا پہلے ہی کھڑی ان کا انتظار کر رہی تھیں۔ زایان کی ماں کا چہرہ غصے اور صدمے سے سرخ تھا، جبکہ حیا کی آنکھوں میں اپنے سہاگ کے لٹ جانے کا کبھی نہ ختم ہونے والا کرب اور نفرت کی آگ تھی۔

"یہ ہے امان! یہ ہے اس قاتل کی بہن کو، لے آیا میں
ہمارے بھائی کے خون کا بدلہ!" زایان نے سرد
اور کڑک دار آواز میں عنایہ کو فرش پر
دھکیلتے ہوئے کہا۔

عنایہ نے جیسے ہی خوف سے اپنی بڑی بڑی،
انسوؤں سے لبرز آنکھیں اٹھائیں، زایان کی ماں
تڑپ کر آگے بڑھی۔ "اوئے خونی چڑیل! تیرے
بھائی نے میرا ہنستا کھیلتا بیٹا اجاڑ دیا!" انہوں
نے عنایہ کے بالوں سے پکڑ کر اسے جھٹکا دیا
اور اس کے چہرے پر ایک زوردار تھپڑ دے مارا۔
عنایہ کے منہ سے چیخ نکل گئی، اس کا نازک
گال لمحوں میں سرخ ہو گیا۔

ابھی وہ سنبھل بھی نہ پائی تھی کہ حیا، جو
اذہان کی موت کے بعد سے اپنے ہوش و حواس
کھو چکی تھی، دیوانہ وار آگے بڑھی۔ "میرا
اذہان لوٹا دو! کیوں مارا میرے شوہر کو؟" حیا

نے روتے ہوئے عنایہ کو کندھوں سے دبوچ کر فرش پر پٹخا

اس کی آواز گھر گھر اکر رہ گئی۔ لیکن حیا کے دل میں رحم نہیں تھا۔ انھوں نے وہ بھاری ڈنڈا ہوا میں لہرایا اور پوری قوت سے زمین پر پڑی بے بس عنایہ پر وار کیا۔

" آہ اماں ۔۔۔ " ڈنڈا جیسے ہی عنایہ کے نازک کندھے اور پیٹھ پر لگا اس کی ایک بے ساختہ روح فرساچیخ کچن کی در و دیوار کو ہلا گئی۔ درد کی ایک تیز لہر اس کے پورے وجود میں دوڑ گئی

وہ عنایہ کو مار رہی تھی، اپنے دل کی آگ بجھانے کے لیے اس معصوم پر ستم ڈھاتی جا رہی تھی۔

Maheen Malik Novel

" خدا کے لیے مجھے معاف کر دیں... میرا کوئی قصور نہیں ہے..." عنایہ فرش پر رولتے ہوئے التجا کر رہی تھی، اس کا کالج کا جوڑا جگہ جگہ سے پھٹ چکا تھا اور سفید سنِگ مرمر پر اس کے آنسوؤں کے داغ پڑ رہے تھے۔ لیکن حویلی کے اس دالان میں آج رحم کا کوئی گزر نہیں تھا؛ اس معصوم لڑکی پر ظلم اور ستم کی باقاعدہ شروعات ہو چکی تھی

حویلی کے سب سے اندھیرے اور ویران کونے میں واقع اس بڑے کمرے میں عنایہ کو لا کر پھینک دیا گیا تھا۔ کمرے کی فضا بوجھل اور سرد تھی۔ عنایہ فرش پر گھٹنوں کے گرد بازو لپیٹے، اکھڑتی ہوئی سانسوں کے ساتھ رو رہی تھی۔ اس کا پورا وجود درد سے چور تھا—وہ درد جو اسے زایان کی ماں اور حیا کے ہاتھوں ملا تھا، اور وہ گہرا صدمہ جو اس کی معصوم روح کو پہنچا تھا۔ اس کا نقاہت زدہ، نازک

Maheen Malik Novel

وجود خوف کے مارے مسلسل کانپ رہا تھا۔

رات کے بارہ بجے اچانک کمرے کا بھاری لکڑی کا دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا۔ عنایہ کا دل سینے سے باہر آنے کو ہوا۔ سامنے زایان شاہ زمان کھڑا تھا۔ اس کی قمیض کے اوپر کے دو بٹن کھلے تھے، بال بکھرے ہوئے تھے اور اس کی گہری، سیاہ آنکھوں میں غصے، انتقام اور ایک عجیب سی شدید، سلگتی ہوئی دیوانگی کا آمیزہ تھا جسے دیکھ کر عنایہ کا خون جم گیا۔

زایان نے پیچھے مڑ کر دروازے کو لاک کیا، جس کی کڑک دار آواز خاموش کمرے میں کسی دھماکے کی طرح گونجی۔ وہ بھاری قدم اٹھاتا ہوا عنایہ کی طرف بڑھا۔

" نہیں... میرے پاس مت آئیں زایان... خدا کے لیے!" عنایہ نے گھبرا کر پیچھے ہٹنے کی کوشش کی، لیکن پیٹھ دیوار سے جا لگی۔ راستے بند ہو

چکے تھے۔
زایان نے بغیر ایک لفظ بولے جھک کر عنایہ کو اس کے نازک بازو سے دبوچا اور ایک ہی جھٹکے میں اسے فرش سے اٹھا کر کنگ سائز بیڈ پر پٹخ دیا۔ اس کی گرفت اتنی سخت تھی کہ عنایہ کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ اس سے پہلے کہ وہ سنبھل پاتی، زایان کا بھاری، کسرتی وجود اس کے اوپر حاوی ہو چکا تھا۔ اس نے عنایہ کے دونوں ہاتھوں کو اس کے سر کے اوپر لے جا کر اپنے ایک ہی مضبوط ہاتھ میں جکڑ لیا۔

" چھوڑیں مجھے! آپ بہت برے ہیں! میں نے آپ کا کیا بگاڑا ہے؟" عنایہ نے تڑپ کر اپنی جان چھڑانے کی کوشش کی، اس کی بڑی بڑی آنکھوں سے آنسو بہہ کر اس کے گالوں پر پھیل رہے تھے۔

" تم نے کچھ نہیں بگاڑا عنایہ... لیکن تم اس

قاتل کا خون ہو جس نے میرا بھائی مجھ سے چھینا ہے۔" زایان کی آواز گھری، بھاری اور لرزا دینے والی حد تک سرد تھی، لیکن اس کی نظریں اس وقت عنایہ کے سرخ، کانپتے ہوئے لبوں اور اس کی سفید، صراحی دار گردن پر ٹکی ہوئی تھیں جہاں خوف کی وجہ سے رگیں تڑپ رہی تھیں۔ "تم اب میری جاگیر ہو، میری قیدی ہو۔۔۔ اور آج رات میں تم پر اپنا پورا حق لوں گا۔"

یہ کوئی عام رات نہیں تھی؛ یہ غصے، انتقام اور ایک ایسی شدید جذباتی کشش کا ٹکراؤ تھا جس نے دونوں کے وجود کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ زایان نے عنایہ کی مدافعت اور روتی ہوئی آواز کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے، اپنے گرم لب عنایہ کے اچھوتے، گلابی لبوں پر رکھ دیے۔

عنایہ نے شدت سے اپنا سر دائیں بائیں گھمانا چاہا، لیکن زایان کا دوسرا ہاتھ اس کے چہرے کو مضبوطی سے اپنی گرفت میں لے چکا تھا۔ اس کا بوسہ نرم نہیں، بلکہ غصے اور گہری تڑپ سے چور تھا، جس میں وہ عنایہ کے وجود کے چپے چپے کو اپنے نام کر دینا چاہتا تھا۔ عنایہ کا سانس رکنے لگا، اس کے دل کی دھڑکنیں دیوانی ہونے لگیں۔ زایان کا لمس جتنا بے رحم تھا، اتنا ہی سحر انگیز بھی تھا، جس نے آہستہ آہستہ عنایہ کی مدافعت کو پگھلانا شروع کر دیا۔

اس کے لبوں کی تشن مٹانے کے بعد، زایان کے تپتے ہوئے لب عنایہ کے گالوں کے آنسوؤں کو چومتے ہوئے نیچے اس کی مخملی گردن کی طرف بڑھ گئے۔ اس کے مضبوط ہاتھ عنایہ کے نازک وجود پر اپنا پورا حق (Zabardasti Ka Haq) جتا رہے تھے۔ عنایہ کے منہ سے

Maheen Malik Novel

سسکاریاں نکل رہی تھیں، اور اس کے ہاتھ، جو پہلے زایان کو پیچھے دھکیل رہے تھے، اب بے اختیار اس کے چوڑے کندھوں پر جم گئے تھے۔ کمرے کے مدہم چراغ تلے، انتقام کی یہ آگ دیکھتے ہی دیکھتے ایک بے پناہ، گہرے اور بولڈ رومانس کے طوفان میں بدل چکی تھی، جس نے ان دونوں کو اپنی گرفت میں لے کر دنیا و مافیہا سے بے خبر کر دیا تھا۔

قسط : 5

شدید طوفان کے بعد کی خاموشی کی طرح، کمرے میں مدہم روشنی اب بھی پھیل رہی تھی۔ رات کے اس گہرے، تپتے ہوئے رومانس اور زبردستی کے حق نے عنایہ کے پورے وجود کو توڑ کر رکھ دیا تھا۔ وہ بستر کے ایک کونے میں سفید چادر خود کے گرد لپیٹے اوندھے منہ پڑی سسک رہی تھی۔ اس کی پیٹھ پر ابھرتے ہوئے

نیل اور اس کے گالوں پر جمے ہوئے آنسو اس بھیانک رات کی گواہی دے رہے تھے۔ اس کی حالت انتہائی ابتر تھی، وہ بستر سے ہلنے کے قابل بھی نہیں رہی تھی۔

کمرے کے دوسری طرف، زایان شاہ زمان آئینے کے سامنے کھڑا اپنی قمیض کے بٹن بند کر رہا تھا۔ اس کے چہرے پر رات کا وہ وحشیانہ غصہ تو اب کم ہو چکا تھا، لیکن اس کی جگہ ایک عجیب سے بوجھل خمار اور پچھتاوے کے ملے جلے تاثر نے لے لی تھی۔ اس نے آئینے میں اپنے پیچھے بستر پر پڑی اس معصوم لڑکی کے لرزتے ہوئے وجود کو دیکھا۔ اس کا دل یکدم زور سے دھڑکا۔ اس نے جو کچھ کیا تھا، وہ اس کے بھائی کا انتقام تھا، لیکن اس شدید اور گہرے لمس نے اس کے اپنے دل کے اندر بھی ایک ہلچل مچا دی تھی جسے وہ تسلیم نہیں کرنا چاہتا تھا۔

اسی وقت زایان کے موبائل پر ایک تیکھی رنگ ٹون گونجی۔ اس نے فون کان سے لگایا، دوسری طرف سے اس کے بزنس پارٹنر کی گھبرائی ہوئی آواز آئی۔ بیرونِ ملک کے ایک انتہائی اہم پروجیکٹ اور فیکٹری کے معاملات میں کوئی بڑا مسئلہ کھڑا ہو گیا تھا جس کے لیے زایان کا فوری وہاں پہنچنا لازمی تھا۔

زایان نے گہرا سانس لیا، فون جیب میں ڈالا اور بھاری قدم اٹھاتا ہوا بستر کے قریب آیا۔ اس نے جھک کر عنایہ کے چہرے سے بکھرے ہوئے بال ہٹائے۔ اس کے تپتے ہوئے لب اب بھی عنایہ کے لمس سے مہک رہے تھے۔ اس نے آخری بار جھک کر عنایہ کی برہنہ، نازک گردن پر اپنے لب رکھے، جہاں اس کی رات کی دی گئی خراشیں موجود تھیں۔ عنایہ نے تکلیف اور خوف سے اپنی آنکھیں مزید میچ لیں۔

" میں جا رہا ہوں عنایہ... لیکن یہ مت بھولنا کہ تم شاہ زمان کی قیدی ہو۔ میری دی گئی یہ رات اور یہ حالت یاد رکھنا، کیونکہ جب میں واپس آؤں گا، تو حساب یہیں سے شروع ہوگا جہاں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔"

اس کی آواز گہری مگر کاٹ دار تھی۔ زایان نے اپنا سفری بیگ اٹھایا اور کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا، اور کچھ ہی دیر بعد حویلی کے صحن سے اس کی تیز رفتار گاڑی کی آواز آئی جو اسے ایئرپورٹ کی طرف لے جا رہی تھی۔ وہ عنایہ کو اس کی بدترین حالت میں، حویلی کے جلادوں کے درمیان تنہا چھوڑ کر بیرونِ ملک روانہ ہو چکا تھا، مگر اپنے رومانس کا وہ گہرا اور ان مٹ سحر اس کے وجود پر ہمیشہ کے لیے چھوڑ گیا تھا۔

حویلی شاہ زمان میں جہاں ایک طرف ستم کے

سائے گھرے تھے، وہیں دوسری طرف وقت اپنی رفتار سے چل رہا تھا۔ اذہان کے بے رحمانہ قتل کو کئی دن گزر چکے تھے اور حویلی کا ہر فرد اس صدمے کی آگ میں جل رہا تھا۔ دعا شاہ زمان—جو اذہان اور زایان کی اکلوتی لاڈلی بہن تھی—بھائی کی موت کے بعد جیسے جیتے جی مر چکی تھی۔ اس کا ہنستا کھیلتا چہرہ مرجھا چکا تھا اور وہ کئی دنوں سے اپنے کمرے میں بند صرف آنسو بہا رہی تھی۔ لیکن زندگی کا پہیہ نہیں رکتا؛ گھر والوں کے اصرار پر، بھاری دل کے ساتھ، وہ اتنے دنوں بعد پہلی بار اپنی یونیورسٹی جانے کے لیے تیار ہوئی تھی۔

وہ سفید سادہ سوٹ میں ملبوس، آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے لیے جب یونیورسٹی کے کوریڈور میں داخل ہوئی، تو فضا میں پھیلی رونق اسے اپنے زخموں پر نمک کی طرح محسوس ہو رہی تھی۔ وہ سر جھکائے، بوجھل

Maheen Malik Novel

قدموں سے اپنی کلاس کی طرف بڑھ رہی تھی۔ صدمے کی وجہ سے وہ پہلے ہی لیٹ ہو چکی تھی اور پروفیسر کے کلاس میں جانے کا وقت ہو چکا تھا۔

دوسری طرف، اسی یونیورسٹی کے اس بڑے ہال نما کلاس روم میں ایان کھڑا تھا۔ ایان، جو دعا کا پھپھو زاد بھائی (کزن) تھا، اسی یونیورسٹی میں معاشیات (Economics) کا پروفیسر تھا۔ وہ جتنا ذہین اور پڑھا لکھا تھا، اصولوں کا اتنا ہی پکا، سخت اور ڈسپلن پسند تھا۔ اس کی گہری بھوری آنکھیں اور چہرے پر سنجیدگی اس کے رعب کو مزید بڑھا دیتی تھی۔ وہ کلاس میں کسی بھی قسم کی لاپرواہی یا دیر سے آنے کو سخت ناپسند کرتا تھا، چاہے سامنے کوئی بھی ہو۔

دعا نے لرزتے ہوئے ہاتھ سے کلاس روم کا آدھا

Maheen Malik Novel

کھلا دروازہ مزید دھکیلا۔ "سر... کیا میں اندر آ سکتی ہوں؟" اس کی آواز صدمے اور کمزوری کی وجہ سے بہت دھیمی تھی۔

ایان نے ہاتھ میں پکڑا مارکر وائٹ بورڈ پر رکھا اور مڑ کر دروازے پر کھڑی دعا کو دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں ایک لمحے کے لیے دعا کی حالت دیکھ کر تڑپ ابھری، لیکن اگلے ہی لمحے اس کے اصول اور اس کا روایتی سخت لہجہ غالب آ گیا۔ وہ جانتا تھا کہ دعا پر کیا گزری ہے، لیکن یونیورسٹی کی حد تک وہ صرف ایک ۔

" مس دعا شاہ زمان! آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ میری کلاس شروع ہوئے پندرہ منٹ گزر چکے ہیں۔" ایان کی آواز سرد اور کڑک دار تھی، جس نے پوری کلاس کو خاموش کر دیا۔

" سر... وہ میں... بھائی کی وجہ سے..." دعا کے لب کانپے اور اس کی آنکھوں میں دوبارہ آنسو

تیرنے لگے۔ وہ چاہتی تھی کہ ایان اس کا کزن ہونے کے ناطے اس کے دکھ کو سمجھے، لیکن ایان کا چہرہ بالکل سپاٹ رہا۔

"یونیورسٹی رولز سب کے لیے برابر ہیں، مس دعا۔ گھریلو حالات جو بھی ہوں، کلاس میں لیٹ آنے کی اجازت میں کسی کو نہیں دے سکتا۔ آپ اسی وقت میری کلاس سے باہر نکل جائیں اور جب تک یہ لیکچر ختم نہیں ہوتا، آپ اندر نہیں آئیں گی!" ایان نے انتہائی سخت اور بے لچک لہجے میں اپنا فیصلہ سنایا اور انگلی سے باہر کا راستہ دکھایا۔

پوری کلاس کے سامنے اس طرح نکالے جانے پر دعا کو شدید ذلت کا احساس ہوا۔ اس نے ایک نفرت انگیز، سلگتی ہوئی نظر ایان کے چہرے پر ڈالی۔ اس کا دل پہلے ہی بھائی کے غم سے پھٹ رہا تھا، اور آج ایان کی اس بے رخی نے اس کے

دل میں اپنے اس کزن کے لیے نفرت کی ایک اور گہری دیوار کھڑی کر دی تھی۔ وہ اپنے آنسو پونچھتی ہوئی پیر پٹختی کلاس سے باہر نکل گئی، یہ جانے بغیر کہ یہ سخت گیر پروفیسر کزن آنے والے وقت میں کس طرح اس کی زندگی کا سب سے بڑا فیصلہ بننے والا تھا۔

قسط 6:

کلاس سے نکلنے کی اس ذلت نے دعا کے دل میں ایان کے لیے نفرت کی آگ کو مزید بھڑکا دیا تھا۔ وہ ایان، جو اس کا پھپھو زاد بھائی تھا، بچپن سے ہی دعا کو زہر لگتا تھا کیونکہ وہ ہمیشہ اپنی پڑھائی، رعب اور اصولوں کا دھونس جماتا تھا۔ لیکن قسمت کا کھیل دیکھیں کہ اسی رات حویلی شاہ زمان میں ایک بار پھر زندگی کا سب سے بڑا فیصلہ ہونے

Maheen Malik Novel

جا رہا تھا۔

اذہان کے قتل کے بعد حویلی کے حالات بدل چکے تھے۔ زایان ملک سے باہر تھا اور حویلی کے بڑوں کو دعا کے مستقبل کی فکر ستا رہی تھی۔ دشمنی کے اس ماحول میں دادی جان اور دعا کے والد نے فیصلہ کیا کہ دعا کو مزید اکیلا نہیں چھوڑا جا سکتا، اور اس کا ہاتھ فوراً کسی مضبوط محافظ کے ہاتھ میں دینا ہوگا۔ اور وہ محافظ کوئی اور نہیں، بلکہ ایان تھا۔

"نہیں بابا! میں ایان سے شادی کبھی نہیں کروں گی! میں اس سے نفرت کرتی ہوں، وہ ایک بے رحم اور مغرور انسان ہے!" دعا نے حویلی کے بڑے ہال میں روتے ہوئے پاؤں پٹخے، لیکن دادی جان نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"دعا! یہ حویلی کی عزت اور تمہاری حفاظت کا معاملہ ہے۔ تمہیں اپنے بڑوں کا فیصلہ ماننا

ہوگا،" دادی جان کی آواز میں خاندانی رعب تھا۔

دوسری طرف ایان خاموشی سے کھڑا تھا۔ اس کے چہرے پر ہمیشہ کی طرح سنجیدگی تھی، لیکن اس کی گہری آنکھوں میں دعا کے لیے ایک چھپی ہوئی تڑپ اور تحفظ کا احساس تھا۔ وہ دعا کی ضد سے اچھی طرح واقف تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر ایک ایسی شرط رکھی جس نے سب کو خاموش کر دیا۔

" مجھے یہ نکاح قبول ہے، لیکن میری ایک شرط ہے۔ دعا اپنی پڑھائی جاری رکھے گی، وہ یونیورسٹی جائے گی اور اپنا کیریئر بنائے گی۔۔۔ بشرطیکہ وہ پہلے ابھی، اسی وقت میرے ساتھ نکاح کے بندھن میں بندھے۔" ایان نے اپنی بھاری، کسرتی آواز میں صاف لفظوں میں کہا۔

دعا نے تڑپ کر ایان کو دیکھا۔ اس کے پاس کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا۔ اپنی پڑھائی کو

بچانے اور خاندانی دباؤ کے سامنے بے بس ہو کر، اس نے روتے ہوئے، لرزتے لبوں سے مولوی صاحب کے سامنے تین بار "قبول ہے" کہہ دیا۔ اس طرح، زبردستی اور شدید نفرت کے اس ماحول میں، دعا کا نکاح ایان کے ساتھ پڑھا دیا گیا۔ وہ ایان، جس نے اسے چند گھنٹے پہلے کلاس سے نکالا تھا، اب شرعی طور پر اس کا شوہر بن چکا تھا، لیکن دعا کے دل میں اس کے لیے نفرت اب پہلے سے کہیں زیادہ گہری ہو چکی تھی

نکاح کے بھاری بندھن میں بندھنے کے بعد بھی دعا کے دل کی دنیا ابتر تھی۔ وہ اپنے کمرے کی بالکونی میں کھڑی رات کے اندھیرے کو تک رہی تھی، جہاں ہوا کی ہر لہر اس کے وجود میں لگی نفرت کی آگ کو ہوا دے رہی تھی۔ لال رنگ کے ریشمی جوڑے میں ملبوس، ہاتھوں میں مہندی رچائے وہ دلہن تو بن چکی تھی،

Maheen Malik Novel

لیکن اس کے چہرے پر صرف اور اس کے دل میں صرف ایان کے لیے غصہ تھا۔ اس نے ایان کی شرط مان کر نکاح تو کر لیا تھا، لیکن اسے اپنے مینو میں شامل کرنا اس کے بس کی بات نہیں تھی۔

ابھی وہ جذباتی جنگ میں مبتلا تھی کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور ایان اندر داخل ہوا۔ سفید کلف لگے کڑوے سوٹ میں وہ اس وقت حد درجہ وجیہہ اور رعب دار لگ رہا تھا۔ اس کی نظریں سیدھی بالکونی میں کھڑی اپنی ضدی دلہن پر گئیں۔ وہ بھاری، نپے تلے قدم اٹھاتا ہوا اس کی طرف بڑھا۔

دعا نے اس کی آہٹ سن کر رخ موڑا اور اپنی بڑی بڑی سلگتی ہوئی آنکھیں اس کے چہرے پر ٹکا دیں۔ "کیوں آئے ہیں آپ یہاں؟ ہمارا نکاح صرف ایک سمجھوتہ ہے، آپ کو مجھ پر کوئی

حق نہیں ملا!" اس نے تلخی سے کہا۔

ایان کے لبوں پر ایک مبہم، دلکش مسکراہٹ ابھری۔ وہ بغیر کوئی فاصلہ برقرار رکھے دعا کے بالکل قریب آ کر کھڑا ہو گیا، یہاں تک کہ اس کے وجود سے اٹھنے والی مہنگی عطر کی خوشبو دعا کے حواسوں کو معطر کرنے لگی۔

"حق مانگا نہیں جاتا دعا، حق تو جتایا جاتا ہے۔ اور تم اب میری بیوی ہو، یہ بات اپنے اس چھوٹے سے دماغ میں بٹھا لو۔"

دعا نے غصے سے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے پیچھے دھکیلنا چاہا، لیکن ایان کا کسرتی، چوڑا وجود اپنی جگہ سے ایک انچ نہ ہلا۔ اس سے پہلے کہ دعا کچھ اور بولتی، ایان نے اس کی دونوں کلائیوں کو دبوچ کر اسے بالکونی کی ٹھنڈی دیوار سے لگا دیا۔ دعا کا سانس یکدم رک گیا۔

" چھوڑیں مجھے، ایان! آپ ایک بے رحم انسان ہیں..." دعا نے تڑپ کر اپنی جان چھڑانے کی کوشش کی، لیکن ایان کی گرفت لوہے کی طرح سخت تھی۔

" تمہاری یہ زبان بہت زیادہ چلتی ہے دعا، اور اسے روکنے کا طریقہ مجھے اچھی طرح آتا ہے،" ایان کی آواز گھری، بھاری اور حد درجہ رومانوی ہو چکی تھی۔ اس کی نظریں دعا کے کانپتے ہوئے، سرخ لبوں پر جم گئیں۔

اس نے مزید کوئی مہلت نہیں دی۔ جھک کر اس نے اپنے لب دعا کے لبوں پر رکھ دیے۔ یہ بوسہ ایان کی بچپن سے چھپی محبت، اس کی تڑپ اور دعا کی ضد کو توڑنے کا ایک والہانہ اظہار تھا۔ دعا نے شدت سے مدافعت کرنی چاہی، لیکن ایان کا دوسرا ہاتھ اس کی کمر کے گرد کسا جا چکا تھا جو اسے اپنے وجود میں

جذب کر رہا تھا۔

اس شدید اور گہرے لمس نے دعا کے پورے وجود کو پگھلا کر رکھ دیا۔ اس کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہہ نکلے، لیکن اس بار ان آنسوؤں میں صرف نفرت نہیں، بلکہ ایک انوکھا، گہرا خمار بھی تھا جو ایان کا لمس اس کی روح تک اتار رہا تھا۔ کئی منٹوں کے اس طویل اور گہرے رومانوی ملاپ کے بعد جب ایان نے اپنے لب الگ کیے، تو دعا کی سانسیں اکھڑ رہی تھیں اور اس کا چہرہ شرم اور شدتِ جذبات سے لال ہو چکا تھا۔ ایان نے اس کے ماتھے پر اپنا سر ٹکایا اور دھیمی سرگوشی میں کہا، "اب بولو، کیا اب بھی میں تمہارا کچھ نہیں لگتا؟" اور دعا کے پاس اس بار کوئی جواب نہیں تھا۔

قسط 7:

یونیورسٹی کا کوریڈور اس وقت طلبہ کی چہل پہل سے گونج رہا تھا، لیکن شعبہ معاشیات کے اس سنسان گوشے میں فضا حد درجہ تناؤ کا شکار تھی۔ چند لمحے پہلے ہی ایان نے ایک بار پھر سب کے سامنے دعا کو اس کے پروجیکٹ میں کوتاہی اور کلاس میں غیر حاضری پر سخت تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے کلاس روم سے باہر نکلنے کا حکم دیا تھا۔

دعا، جو اب ایان کی منکوحہ بیوی بن چکی تھی، اس سرِعام ذلت کو برداشت نہ کر سکی۔ اس کا رو رو کر برا حال تھا۔ وہ اپنی کتابیں سینے سے بھیچے، تیز قدم اٹھاتی ہوئی کوریڈور کے آخر میں واقع پروفیسر ایان کے پرسنل آفس کی طرف بڑھی۔ وہ آج اس سے آر پار کا فیصلہ کرنا چاہتی تھی۔

جیسے ہی وہ آفس کے اندر داخل ہوئی، اس نے

پیچھے مڑ کر بھاری لکڑی کا دروازہ زور سے بند کیا۔ کچھ ہی سیکنڈز بعد ایان بھی اپنے مخصوص رعب دار انداز میں اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر ہمیشہ کی طرح ایک سپاٹ، سنجیدہ تاثر تھا جو دعا کے غصے کو مزید بھڑکا رہا تھا۔

"کیا بدتمیزی ہے یہ ایان؟" دعا چلیائی، اس کی بڑی بڑی مخملی آنکھوں سے غصے کے آنسو بہہ رہے تھے، اور اس کا گورا چہرہ شدِت جذبات سے تمتما اٹھا تھا۔ "آپ روز سب کے سامنے میری تذلیل کرتے ہیں! اگر آپ کو مجھ سے اتنی ہی نفرت ہے، تو کیوں کیا مجھ سے نکاح؟ کیوں رکھی پڑھائی کی شرط؟"

ایان نے اپنے ہاتھ میں پکڑی فائلیں میز پر پٹخیں اور دو قدم آگے بڑھ کر دعا کے بالکل سامنے آ کھڑا ہوا۔ اس کا چھ فٹ کا وجیہہ

Maheen Malik Novel

وجود اس وقت دعا پر حاوی ہو رہا تھا۔
"بدتمیزی میں نہیں، تم کر رہی ہو مسز دعا ایان شاہ زمان! یونیورسٹی کے اندر میں تمہارا پروفیسر ہوں، اور اگر تم اپنے رولز پر پورا نہیں اترو گی، تو میں تمہیں اسی طرح کلاس سے باہر نکالوں گا۔"

" میں نفرت کرتی ہوں آپ سے! آپ ایک پتھر دل انسان ہیں!" دعا نے تڑپ کر کہا اور غصے میں ایان کے کلف لگے گریبان کو اپنے دونوں ہاتھوں سے جکڑ کر اسے پیچھے دھکیلنا چاہا، "آپ کو لگتا ہے کہ نکاح کے بعد آپ مجھے اپنی انگلیوں پر نچائیں گے؟ کبھی نہیں!"

دعا کی اس جارحیت اور اس کے ہاتھوں کے لمس نے ایان کے اندر جیسے کسی سوئے ہوئے طوفان کو جگا دیا۔ اس کی بھوری آنکھوں میں سنجیدگی یکسر غائب ہو گئی اور اس کی جگہ

Maheen Malik Novel

ایک گھرے، شدید رومانوی خمار نے لے لی۔ اس نے ایک ہی جھٹکے میں دعا کی دونوں نازک کمر کو اپنے مضبوط بازو کے حصار میں لیا اور اسے پیچھے کی طرف دھکیلتے ہوئے دیوار کے ساتھ لگا دیا۔ دعا کی پیٹھ جیسے ہی دیوار سے ٹکرائی، اس کا سانس حلق میں اٹک گیا۔

" تمہاری یہ لڑائی، تمہارا یہ غصہ... یہ سب صرف ایک دکھاوا ہے دعا۔" ایان کی آواز اب حد درجہ دھیمی، بھاری اور لرزا دینے والی حد تک رومانوی ہو چکی تھی۔ اس کے چہرے کا رعب اب ایک گھرے مردانہ سحر میں بدل چکا تھا جو دعا کے ہوش اڑا رہا تھا۔ "تم جتنی مجھ سے لڑتی ہو، تمہاری یہ سانسیں میرے اتنے ہی قریب آنا چاہتی ہیں۔"

" ایان... چھوڑیں مجھے... یہ یونیورسٹی ہے... کوئی آ جائے گا..." دعا کی آواز اب تلخی کے

Maheen Malik Novel

بجائے ایک کانپتی ہوئی التجا میں بدل چکی تھی کیونکہ ایان کا چہرہ اس کے اتنے قریب تھا کہ ان کی گرم سانسیں ایک دوسرے سے ٹکرا رہی تھیں۔

" آنے دو... سب کو پتہ چلنے دو کہ یہ ضدی لڑکی کس کی جاگیر ہے،" ایان نے سرگوشی کی اور مزید کوئی فاصلہ باقی نہ رکھا۔ اس نے جھک کر اپنے تپتے ہوئے پیاسے لب دعا کے سرخ، کپکپاتے لبوں پر رکھ دیے۔

یہ بوسہ پچھلی راتوں سے کہیں زیادہ گہرا اور شدید تھا۔ اس میں کلاسروم کی تکرار، ان کی پرانی دشمنی اور اب ایک دوسرے کے وجود میں ڈھل جانے کی والہانہ تڑپ شامل تھی۔ ایان نے دعا کی کلائیوں پر اپنی گرفت ڈھیلی کر دی، لیکن اس کا دوسرا ہاتھ دعا کے بالوں کے ریشمی گچھوں میں الجھ کر اس کے سر کو

مضبوطی سے تھامے ہوئے تھا۔ دعا نے شروع میں مدافعت کی، لیکن ایان کے اس بے پناہ اور گہرے لمس کے سامنے اس کا سارا غصہ لمحوں میں پگھل کر بہہ گیا۔

آفس کے اس بند کمرے میں وقت جیسے رک گیا تھا۔ دعا کی آنکھیں موند گئیں، اس کے ہاتھ جو پہلے ایان کو پیچھے دھکیل رہے تھے، اب بے اختیار اس کی گردن کے گرد حمائل ہو گئے اور وہ خود کو اس گہرے رومانوی سحر کے حوالے کر چکی تھی۔ جب ایان نے کئی منٹوں کے اس طویل، روح تک کو بھگو دینے والے لمس کے بعد اپنے لب الگ کیے، تو دونوں کی سانسیں اکھڑ رہی تھیں۔ دعا کا چہرہ شرم سے گلاب کی طرح سرخ ہو چکا تھا اور اس کی لپ اسٹک پوری طرح خراب ہو چکی تھی۔ ایان نے اس کے گال پر جمی نمی کو اپنے انگوٹھے سے صاف کیا اور اس کے کان کے پاس جھک کر دھیمی آواز میں

Maheen Malik Novel

کہا، "اگلی بار کلاس میں لیٹ مت آنا، ورنہ سزا اس سے بھی زیادہ سخت ہوگی۔" دعا نے شرما کر اپنا چہرہ اس کے چوڑے سینے میں چھپا لیا، جہاں ان کی لڑائی اب ایک گھرے پیار میں بدل چکی تھی۔

قسط 08:

حویلی شاہ زمان کے وسیع و عریض دالان میں جہاں نئی کہانیاں اپنے رنگ بدل رہی تھیں، وہیں حویلی کا ایک کونا ایسا بھی تھا جہاں برسوں پرانی ایک یکطرفہ محبت خاموشی سے دم توڑ رہی تھی۔ وہ عیشل تھی۔ عیشل—جو زایان کے سگے چاچو کی اکلوتی بیٹی تھی۔ اس کا رنگ گورا، نقش تیکھے اور وہ حویلی کی سب سے مغرور لڑکی مانی جاتی تھی، لیکن اس کا یہ سارا غرور صرف ایک شخص کے سامنے

Maheen Malik Novel

مٹی ہو جاتا تھا، اور وہ تھا زایان شاہ زمان۔

عیشل بچپن سے ہی زایان کے نام پر منسوب تھی اور اس نے ہوش سنبھالتے ہی صرف زایان کو چاہا تھا۔ اس کے لیے زایان صرف اس کا منگیتر نہیں تھا، بلکہ اس کی کائنات، اس کا پہلا اور آخری خواب تھا۔ وہ زایان کے غصیلا مزاج، اس کے کڑک دار لہجے اور اس کی ہر سختی پر مرتی تھی۔ حویلی میں سب جانتے تھے کہ عیشل، زایان کی منگنی کے بندھن میں بندھی ہوئی ہے اور وہ جلد ہی اس حویلی کی بڑی بہو بننے والی تھی۔

لیکن وقت کا پہیہ ایسا گھما کہ اذہان کے قتل کے بعد جرگے نے زایان کا نکاح زبردستی عنایہ سے کروا دیا۔ عنایہ، جو دشمنوں کی بیٹی تھی اور ونی میں آئی تھی، وہ اب زایان کی زندگی کا حصہ بن چکی تھی۔ یہ سچائی عیشل کے دل

پر کسی خنجر کی طرح لگی تھی۔

آج وہ اپنے کمرے میں کھڑی کھڑکی سے باہر تک رہی تھی جہاں سے زایان کا وہ اندھیرا کمرہ صاف نظر آتا تھا، جہاں وہ عنایہ کو چھوڑ کر گیا تھا۔ اس کے دل میں حسد، نفرت اور تڑپ کی ایک مہیب آگ لگی ہوئی تھی۔

" تم میری جگہ نہیں لے سکتیں عنایہ... زایان صرف میرا ہے! اس نے بچپن سے صرف مجھ سے محبت کی ہے، وہ اس دشمن کی بیٹی کو کبھی قبول نہیں کرے گا،" عیشل نے اپنے ہاتھ میں پکڑا ہوا شیشے کا گلاس زور سے دیوار پر مارا، جس کے پرزے اڑ گئے۔

عیشل کی محبت اب ایک جنون کی شکل اختیار کر چکی تھی۔ وہ زایان کے ساتھ گزارے ہوئے ماضی کے وہ خوبصورت اور گھرے رومانوی لمحات یاد کر رہی تھی جب زایان نے

بچپن کے اس رشتے کے مان میں ہمیشہ اس کا خیال رکھا تھا اور اسے اپنے رعب دار انداز میں اپنی منگیتر تسلیم کیا تھا۔ وہ زایان کی اس گہری اور والہانہ محبت کو کسی اور کی جاگیر بنتے نہیں دیکھ سکتی تھی، اور اسی حسد نے اب اس کے دل میں عنایہ کو برباد کرنے کا ایک ہولناک پلان تیار کرنا شروع کر دیا تھا۔

حویلی شاہ زمان کا ایک حصہ اگر حسد اور انتقام کی آگ میں جل رہا تھا، تو دوسرا حصہ نور کی ہنستی کھیلتی شخصیت سے روشن تھا۔ نور—جو زایان کے چاچو کی چھوٹی بیٹی اور عیشل کی سگی بہن تھی—اپنی مغرور بہن کے برعکس حد درجہ مخلص، معصوم اور چنچل تھی۔ وہ حویلی کی رونق تھی؛ اس کی آمد کے ساتھ ہی پورے دالان میں قہقہے گونج اٹھتے تھے۔ وہ ہر وقت ہنستی کھیلتی، سب سے لاڈ اٹھواتی پھرتی تھی اور حویلی کا ہر فرد،

چاہے وہ کتنا ہی غصیلا کیوں نہ ہو، نور کی معصوم باتوں پر مسکرانے پر مجبور ہو جاتا تھا۔

لیکن حویلی کے اسی ہنستے کھیلتے ماحول کے پس پردہ، ایک معصوم وجود پر ستم کی انتہا کی جا رہی تھی۔ زایان کو بیرونِ ملک گئے کئی دن گزر چکے تھے، اور اس کی عدم موجودگی میں عنایہ پر حویلی کی خواتین کا ظلم مزید بڑھ گیا تھا۔

عنایہ—جس نے زندگی میں کبھی گھر کا کوئی بڑا کام نہیں کیا تھا—اب اس حویلی کی لونڈی بنا دی گئی تھی۔ صبح کا سورج نکلنے سے لے کر رات کے اندھیرے تک، اس کے نازک ہاتھوں سے حویلی کا سارا بھاری کام کروایا جاتا۔ بڑے بڑے دالان جھاڑنا، صحن کی صفائی کرنا اور بھاری برتن دھونا اب اس کا روز کا معمول بن چکا تھا۔ اس کے گورے، مخملی ہاتھ جگہ جگہ سے

کٹ چکے تھے اور ان پر نیل پڑ چکے تھے۔

ستم کی انتہا یہ تھی کہ اتنے کام کے باوجود اسے پیٹ بھر کر کھانا بھی نہیں دیا جاتا تھا۔ زایان کی ماں اور عیشل سخت پہرہ رکھتیں کہ کوئی عنایہ کو کھانا نہ دے۔

آج بھی دوپہر کی تپتی دھوپ میں عنایہ بھوکی پیاسی صحن میں فرش دھو رہی تھی۔ نقاہت کی وجہ سے اس کا سر چکرا رہا تھا اور پاؤں لرز رہے تھے۔ بھوک اور پیاس کی شدت سے اس کی بڑی بڑی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا تھا۔ وہ بے بس ہو کر وہیں گیلے فرش پر بیٹھ گئی اور اس کے آنسو پانی کے ساتھ بہنے لگے۔

نور نے جب کوریڈور سے گزرتے ہوئے عنایہ کی یہ حالت دیکھی، تو اس کا دل تڑپ اٹھا۔ وہ چاروں طرف نظریں بچا کر، ایک چادر میں

چھپا کر روٹی کا نوالہ اور پانی کا گلاس لے کر عنایہ کی طرف بڑھی۔

"عنایہ... جلدی سے یہ کھا لو، اس سے پہلے کہ اماں یا عیشل آپی آ جائیں،" نور نے دھیمی اور ہمدردانہ آواز میں کہا۔

عنایہ نے لرزتے ہاتھوں سے پانی کا گلاس لیا، لیکن جیسے ہی اس نے پہلا گھونٹ بھرا، پیچھے سے عیشل کی کڑک دار آواز گونجی۔ "نور! یہ کیا بدتمیزی ہے؟"

عیشل نے آگے بڑھ کر نور کے ہاتھ سے روٹی چھینی اور عنایہ کے سامنے سے پانی کا گلاس جھٹک دیا۔ پانی فرش پر بہہ گیا اور گلاس ٹوٹ گیا۔ "یہ یہاں عیش کرنے نہیں آئی، ہمارے بھائی کے خون کا حساب چکانے آئی ہے! اس خونی کی بہن کو تڑپنا ہی ہوگا!" عیشل نے عنایہ کو بالوں سے پکڑ کر کھینچا۔

عنایہ تڑپ کر فرش پر گر پڑی، اس کی رو رو کر بری حالت تھی اور اس کا پورا وجود درد سے کراہ رہا تھا۔ زایان کی دی گئی وہ آخری رومانوی مگر سخت رات اور اب حویلی والوں کا یہ ظلم—عنایہ کی زندگی اب ایک ایسے جہنم میں تبدیل ہو چکی تھی جہاں ستم کی کوئی حد باقی نہیں رہی تھی۔

قسط 09:

حویلی شاہ زمان کے در و دیوار پر سردی کے سائے گہرے ہو رہے تھے، اور ان سایوں کے ساتھ ہی عنایہ کی زندگی کی ویرانی بھی بڑھتی جا رہی تھی۔ زایان کو گئے ہوئے پورے تین ماہ کا طویل عرصہ بیت چکا تھا، لیکن اس نے ایک بار بھی پلٹ کر اس معصوم کی خبر نہیں لی تھی۔

Maheen Malik Novel

وہ اسے جس دوزخ میں چھوڑ کر گیا تھا، وہاں ہر گزرتا دن عنایہ کے لیے ایک نئی قیامت ڈھاتا تھا۔

پچھلے کچھ دنوں سے عنایہ کی طبیعت حد درجہ ناساز تھی۔ اس کا گورا چہرہ بالکل زرد پڑ چکا تھا اور آنکھوں کے گرد گھرے سیاہ حلقے ابھر آئے تھے۔ صبح سویرے اٹھتے ہی اس کا جی متلانے لگتا، اور حویلی کا سارا بھاری کام کرتے ہوئے اس کے پاؤں بری طرح لرزنے لگتے تھے۔ نقاہت اس کے وجود پر اس قدر حاوی ہو چکی تھی کہ اب اس سے دالان کا جھاڑو اٹھانا بھی محال ہو رہا تھا۔

آج صبح بھی جب وہ کچن کے باہر برتن دھونے کے لیے بیٹھی، تو اچانک اس کے سر میں تیز چکر آیا۔ اس کے ہاتھ سے شیشے کا پیالہ چھوٹ کر فرش پر گرا اور ٹوٹ گیا۔ اس سے پہلے کہ

وہ خود کو سنبھال پاتی، وہ بے ہوش ہو کر ٹھنڈے سنِگ مرمر پر گر پڑی۔

خوش قسمتی سے، زایان کی دور کی ایک نرم دل خالہ، جو کچھ دنوں کے لیے حویلی آئی ہوئی تھیں، وہاں سے گزر رہی تھیں۔ عنایہ کی یہ حالت دیکھ کر ان کا دل تڑپ اٹھا۔ انہوں نے زایان کی ماں کے غصے کی پرواہ نہ کرتے ہوئے، حویلی کے ڈرائیور کو بلایا اور زبردستی عنایہ کو گاڑی میں ڈال کر شہر کے لیڈی ڈاکٹر کے پاس لے گئیں۔

ہسپتال کے سفید، ٹھنڈے کمرے میں عنایہ اسٹریچر پر لیٹی تھی، جبکہ ڈاکٹر اس کا معائنہ کر رہی تھی۔ کچھ ہی دیر بعد، ڈاکٹر نے اپنے چہرے پر ایک مسکراہٹ لاتے ہوئے خالہ کی طرف دیکھا۔

" مبارک ہو! یہ اتنی کمزوری اور غش آنے کی

Maheen Malik Novel

وجہ کوئی بیماری نہیں ہے... آپ کی بہو ماں بننے والی ہے۔ عنایہ بی بی کا چوتھا مہینہ شروع ہونے والا ہے،" ڈاکٹر نے یہ خوشخبری سنائی۔

ماں بننے والی تھی...! یہ الفاظ جیسے ہی عنایہ کے کانوں سے ٹکرائے، اس کے پورے وجود میں ایک سنسنی سی دوڑ گئی۔ اس کا ہاتھ بے اختیار اپنے ہلکے سے ابھرے ہوئے پیٹ پر چلا گیا۔ اس کے اندر اس جلاد، اس غصیلا شوہر زایان شاہ زمان کا خون پرورش پا رہا تھا۔ وہ رات... وہ زایان کا زبردستی کا حق اور گہرا رومانوی لمس، جو وہ اپنے پیچھے چھوڑ گیا تھا، وہ اب ایک نئی زندگی کی شکل میں عنایہ کے وجود کے اندر سانس لے رہا تھا۔

عنایہ کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہہ نکلے، لیکن اس بار ان آنسوؤں میں صرف درد نہیں

تھا؛ ان میں ایک ماں کا مان اور اپنے اندر لہراتی زندگی کا ایک انوکھا، گہرا احساس بھی شامل تھا جس نے اسے حویلی کے ہر ظلم سے لڑنے کا ایک نیا حوصلہ دے دیا تھا۔

عنایہ کے ماں بننے کی خبر جب حویلی شاہ زمان پہنچی، تو در و دیوار پر جیسے ایک عجیب سی خاموشی چھا گئی۔ زایان کی اولاد، حویلی کا ہونے والا چراغ اس معصوم عنایہ کے بطن میں پرورش پا رہا تھا، یہ سچائی دادی جان اور گھر کے بڑوں کے دلوں کو تھوڑا نرم کر گئی۔ لیکن حیا، جو اپنے شوہر اذہان کے صدمے میں دن رات جل رہی تھی، اس خبر کو سنتے ہی پاگلوں کی طرح عنایہ کے کمرے میں آئی۔

"خوشیاں منا رہے ہو تم لوگ؟" حیا نے چیخ کر عنایہ کو بستر سے کھینچ کر فرش پر گرایا۔ اس کا اپنا پانچواں مہینہ چل رہا تھا، لیکن صدمے

نے اسے اندھا کر دیا تھا۔ "تیرے بھائی نے میرا
سہاگ اجاڑ دیا، اور تو یہاں زایان کے بچے کی
ماں بن کر راج کرے گی؟ میں یہ کبھی نہیں
ہونے دوں گی!" حیا نے غصے اور تڑپ میں عنایہ
پر ظلم کی انتہا کر دی، اسے مارنے لگی، جبکہ
عنایہ صرف روتے ہوئے اپنے پیٹ کو اپنے دونوں
ہاتھوں سے چھپا رہی تھی۔

" خدا کے لیے میرے بچے کو کچھ مت کہیں، حیا
آپی! مجھے مار لیں، لیکن میرے بچے پر رحم
کریں..." عنایہ فرش پر تڑپتے ہوئے التجا کر رہی
تھی۔

دوسری طرف، عیشل کے دل پر تو جیسے سانپ
لوٹ گیا تھا۔ زایان کا بچہ، جس کے خواب
عیشل نے بچپن سے دیکھے تھے، وہ آج اس
دشمن کی بیٹی کے وجود کا حصہ تھا۔ حسد
اور نفرت اب عیشل کے دماغ پر پوری طرح

Maheen Malik Novel

حاوی ہو چکے تھے۔ وہ یہ برداشت نہیں کر سکتی تھی کہ عنایہ زایان کے بچے کو جنم دے کر حویلی کی ملکہ بن جائے۔

"یہ بچہ اس دنیا میں نہیں آئے گا، عنایہ! اگر زایان میرا نہیں ہوا، تو اس کے بچے پر تمہارا حق بھی میں رہنے نہیں دوں گی،" عیشل نے اپنے کمرے کے اندھیرے میں دانت پیستے ہوئے ایک ہولناک عہد کیا۔

اس نے اب باقاعدہ عنایہ کے پیدا ہونے والے بچے کو مارنے کی سازشیں بنانا شروع کر دیں۔ وہ حویلی کے کچن میں ایسے مواقع تلاش کرنے لگی جہاں وہ عنایہ کے کھانے یا دودھ میں کوئی ایسی دوا ملا سکے جس سے اس کا بچہ ضائع ہو جائے، یا پھر اسے سیڑھیوں سے گرا کر اس کا وجود ہمیشہ کے لیے اجاڑ دے۔ عیشل کی کالی نیت اب حویلی میں ایک نئے خون کا

کھیل کھیلنے کے لیے تیار تھی۔

قسط 10:

عنایہ کے ماں بننے کی خبر نے جہاں حویلی میں ہلکی سی نرمی پیدا کی تھی، وہیں عیشل کے اندر لگی حسد کی آگ کو بارود بنا دیا تھا۔ وہ ہر قیمت پر عنایہ کو زایان کی زندگی اور اس حویلی سے بے دخل کرنا چاہتی تھی۔ جب اسے محسوس ہوا کہ بچے کی وجہ سے زایان کی ماں کا دل پگھل سکتا ہے، تو اس نے عنایہ کے کردار پر ایک ایسا بدنمایاں داغ لگانے کا فیصلہ کیا جس کے بعد موت ہی عنایہ کا واحد ٹھکانہ بنتی۔

اس ہولناک سازش کے لیے عیشل نے زایان کے سب سے وفادار اور پرانے ملازم شایان کو چنا۔ شایان، جس کے والدین بچپن میں ہی وفات پا چکے تھے، زایان کا دایاں ہاتھ مانا جاتا تھا۔

زایان نے اسے اپنے بھائی کی طرح ساتھ رکھا تھا، اس پر اندھا یقین کیا تھا اور شایان بھی حویلی کی عزت کے لیے اپنی جان دینے کو تیار رہتا تھا۔ عیشل جانتی تھی کہ اگر وہ شایان اور عنایہ کو ایک ساتھ کسی غلط پوزیشن میں رنگے ہاتھوں سب کے سامنے لے آئے، تو زایان کا غصہ پورے ملک خاندان سمیت عنایہ کو مٹا کر رکھ دے گا۔

آج دوپہر حویلی کا ماحول بوجھل اور پرسکون تھا۔ عیشل نے پہلے سے پلاننگ کے تحت عنایہ کو بہت سارے بھاری کپڑے دھونے کے لیے دیے اور اسے سختی سے حکم دیا کہ وہ یہ سب کپڑے لے کر حویلی کی سب سے اوپر والی سنسان چھت پر جائے اور وہیں انہیں دھوئے۔ عنایہ، اپنی پریگننسی کی نقاہت کے باوجود، عیشل کے خوف سے وہ بھاری بالٹی اٹھائے بوجھل قدموں سے سیڑھیاں چڑھ کر

چھت پر چلی گئی۔

جب عنایہ چھت پر چلی گئی، تو عیشل نے دالان میں کھڑے شایان کو آواز دی۔ اس کے چہرے پر ایک مکارانہ سنجیدگی تھی۔

" شایان! زایان بھائی کا ایک بہت ضروری پارسل اور کچھ کاغذات اوپر چھت والے سٹور روم میں پڑے ہیں۔ وہ ابھی، اسی وقت جا کر لے آؤ۔ زایان بھائی نے فون پر تاکید کی ہے،" عیشل نے جھوٹ بولتے ہوئے کہا۔

شایان، جو زایان کے نام پر بغیر کچھ سوچے حکم ماننے کا عادی تھا، نے سر جھکایا۔ "جی چھوٹے مالکن، میں ابھی لے کر آتا ہوں،" وہ سیدھا سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔

دوسری طرف، تپتی دھوپ میں عنایہ چھت پر گھٹنوں کے بل بیٹھی، روتے ہوئے وہ کپڑے دھو رہی تھی جو عیشل نے اسے دیے تھے۔ اس کا

Maheen Malik Novel

گورا چہرہ پسینے سے تر تھا اور سانس پھول رہی تھی۔ عیشل نیچے کھڑی سیڑھیوں کے پاس مسکرا رہی تھی، وہ اب بس چند منٹ کا انتظار کر رہی تھی تاکہ شور مچا کر پوری حویلی کو اوپر بلا سکے اور عنایہ کا وجود ہمیشہ کے لیے مٹی میں رولا سکے۔

حویلی شاہ زمان کی سب سے اونچی اور سنسان چھت پر سازش کا تانا بانا پوری طرح بن چکا تھا۔ عیشل نیچے کھڑی دل ہی دل میں فتح کے شادیانے بجا رہی تھی۔ اس نے سوچا تھا کہ شایان اوپر جائے گا، اور وہ دو منٹ بعد ہی شور مچا کر پورے گھر کو اوپر لے جائے گی تاکہ عنایہ پر بدکرداری کا ایسا داغ لگے کہ زایان خود اسے گولی مار دے۔ لیکن قدرت کا اپنا ایک انصاف ہوتا ہے، جو اکثر انسان کی عقل کو دنگ کر دیتا ہے۔

Maheen Malik Novel

عنایہ اوپر چھت کے ایک کونے میں کھڑی عیشل کے دیے ہوئے کپڑے جلدی جلدی دھونے میں مصروف تھی۔ نقاہت کی وجہ سے اس کا سر چکرا رہا تھا، اس لیے وہ وہیں دیوار کی اوٹ میں بنے واشنگ ایریا میں نیچے بیٹھ گئی۔ اس کی پوزیشن ایسی تھی کہ چھت کے مرکزی دروازے سے آنے والے کو وہ آسانی سے نظر نہیں آ سکتی تھی۔

ٹھیک اسی وقت، عیشل اپنے منصوبے کو حتمی شکل دینے کے لیے، چاروں طرف نظریں دوڑاتی ہوئی خود بھی دبے قدموں سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آ گئی۔ وہ چھت کے مرکزی دروازے کے پاس کھڑی ہو کر اپنے فون پر اپنی ماں سے رابطہ کر رہی تھی تاکہ اسے بتا سکے کہ شایان اوپر جا چکا ہے اور اب دالان میں شور مچانے کا وقت ہے۔

" ہاں اماں! بس میں چھت پر ہی کھڑی ہوں۔۔۔
شایان اوپر آ گیا ہے۔ عنایہ کو اب اس حویلی
سے نکلنا ہی ہوگا، زایان اب صرف میرا۔۔۔"
عیشل فون پر ابھی پوری بات بھی نہ کر پائی
تھی کہ سامنے سے شایان تیز قدم اٹھاتا ہوا
نمودار ہوا۔

شایان جیسے ہی چھت پر داخل ہوا، اس نے
عنایہ کو نہیں بلکہ عیشل کو وہاں فون پر
سازشیں کرتے ہوئے رنگے ہاتھوں سن لیا۔ عیشل
کے آخری الفاظ شایان کے کانوں میں پگھلے
ہوئے سیسے کی طرح اترے۔ شایان کا سارا
وجود غصے سے کانپ اٹھا۔ وہ جان گیا کہ زایان
بھائی کا کوئی پارسل نہیں تھا، بلکہ اس
معصوم عنایہ اور خود اس کی وفاداری کا
سودا کرنے کے لیے عیشل نے یہ جال بنا تھا۔

" چھوٹی مالکن! یہ کیا گھناؤنا کھیل ہے؟"

Maheen Malik Novel

شایان کی گرجدار آواز گونجی۔

عیشل نے گھبرا کر مڑ کر دیکھا، شایان کو اپنے سامنے پا کر اس کے ہاتھ سے موبائل چھوٹ کر فرش پر گرا۔ "شایان... تم... تم یہاں؟" اس کا چہرہ خوف سے سفید پڑ گیا۔

شایان کی آنکھوں میں زایان کی وفاداری کا خون اتر آیا تھا۔ "آپ نے مجھے اور زایان بھائی کی بیوی کو بدنام کرنے کے لیے یہ سب کیا؟ میں ابھی نیچے جا کر دادی جان اور سب گھر والوں کو آپ کا یہ سچ بتاؤں گا!" شایان غصے میں پلٹا اور جیسے ہی وہ واپس جانے کے لیے مڑا، تیز چلتی ہوا کے ایک زوردار جھٹکے سے چھت کا بھاری لوہے کا دروازہ بھرررشنن کی آواز کے ساتھ بند ہوا اور اس کا پرانا ہینڈل خود بخود لاک ہو گیا۔

شایان نے پاگلوں کی طرح دروازے کو جھٹکا

Maheen Malik Novel

دیا، لیکن وہ اندر سے لاک ہو چکا تھا اور اسے کھولنے کا کوئی طریقہ نہیں تھا۔ عیشل کا اپنا بنایا ہوا جال اسی پر پلٹ چکا تھا؛ وہ عنایہ کو پھنسانے آئی تھی اور خود شایان کے ساتھ چھت پر قید ہو چکی تھی۔

ابھی وہ دونوں اس صدمے سے سنبھل بھی نہ پائے تھے کہ سیڑھیوں کی طرف سے زایان اور اذہان کی کزن دعا اوپر آ رہی تھی۔ دعا، جو اپنے کسی کام سے اوپر والے سٹور کی طرف آئی تھی، نے جیسے ہی لوہے کے بند دروازے کے شیشے سے اندر جھانکا، اسے شایان اور عیشل ایک دوسرے کے بے حد قریب، گھبرائے ہوئے کھڑے نظر آئے۔ عیشل کا گرا ہوا فون اور ان کے چہروں کی ہوائیاں سب کچھ بیاں کر رہی تھیں۔

دعا نے بغیر کچھ سوچے سمجھے، صدمے اور

Maheen Malik Novel

حیرت کے مارے وہیں سیڑھیوں پر کھڑے ہو کر پوری حویلی کو سر پر اٹھا لیا۔ "اماں! دادی جان! جلدی اوپر آئیں... عیشل آپی اور شایان اوپر چھت پر بند ہیں! جلدی آئیں!"

دعا کا یہ شور پورے دالان میں گونج اٹھا، اور لمحوں میں حویلی کا سکون ایک نئے اور ہولناک طوفان کی زد میں آ گیا۔ عیشل کی اپنی ہی چال نے اس کی اپنی عزت کا جنازہ نکال دیا تھا۔

قسط 11:

دعا کا مچایا ہوا شور حویلی کی سنِگ مرمر کی دیواروں سے ٹکرا کر جب دالان میں گونجا، تو جیسے ایک اور قیامت ٹوٹ پڑی۔ دادی جان، زایان کی ماں، چاچو اور حویلی کے دیگر ملازمین دیوانہ وار سیڑھیوں کی طرف بھاگے۔ جب چاچو نے بھاری کلہاڑی سے چھت کے پرانے

لاک کو توڑا اور دروازہ کھولا، تو سامنے کا منظر دیکھ کر ان کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔

عیشل خوف اور شرمندگی سے روتی ہوئی ایک کونے میں کھڑی تھی، جبکہ شایان سر جھکائے، اپنے صاف دامن کی گواہی لیے خاموش تھا۔ دیوار کی اوٹ میں بیٹھی عنایہ بھی یہ ہنگامہ سن کر باہر آ چکی تھی اور خوف زدہ نظروں سے سب کو دیکھ رہی تھی۔ عیشل کی اپنی بنائی ہوئی چال الٹی پڑ چکی تھی؛ وہ عنایہ کو بدنام کرنے آئی تھی، لیکن قدرت نے اسے خود اس کے جال میں جکڑ دیا تھا۔

" یہ کیا بے حیائی ہے عیشل؟ ایک نوکر کے ساتھ چھت پر؟" عیشل کے باپ)زایان کے چاچو(نے غصے سے چلیاتے ہوئے عیشل کے چہرے پر ایک زوردار تھپڑ دے مارا۔ عیشل فرش پر جا گری۔

" نہیں پاپا! خدا کے لیے میری بات سنیں! میں تو

Maheen Malik Novel

یہاں عنایہ کو..." عیشل نے روتے ہوئے سچ اگلنا چاہا، لیکن اس کی ماں نے تڑپ کر اس کا منہ بند کر دیا۔ اگر عیشل یہ بتاتی کہ وہ سازش کر رہی تھی، تب بھی وہ شایان کے ساتھ اکیلی پکڑی گئی تھی اور حویلی کی غیرت کا جنازہ نکل چکا تھا۔

حویلی شاہ زمان اپنی عزت اور ناموس کے معاملے میں حد درجہ سخت تھی۔ چاچو اور دادی جان نے وہیں کھڑے کھڑ ے ایک ہولناک اور فوری فیصلہ کر لیا۔ حویلی کی عزت کو بازار کا تماشہ بننے سے بچانے کا واحد حل یہی تھا کہ عیشل کا گناہ چھپا دیا جائے۔

مولوی صاحب کو بلاؤ! ابھی، اسی وقت اس " لڑکی کا نکاح شایان سے پڑھایا جائے گا!" دادی جان نے لاٹھی فرش پر مار کر اپنا حتمی اور اٹل فیصلہ سنا دیا۔

Maheen Malik Novel

" نہیں دادی جان! نہیں بابا! میں اس ملازم، اس نوکر سے شادی کبھی نہیں کروں گی! خدا کے لیے ایسا مت کریں، زایان بھائی کی عزت کا واسطہ..." عیشل پاگلوں کی طرح چلائی، اپنے باپ کے پاؤں پکڑنے لگی، لیکن حویلی کی عزت کے لٹ جانے کے خوف نے باپ کے دل کو پتھر بنا دیا تھا۔

شایان نے ایک بار زایان کے نام پر سر جھکایا۔ وہ جانتا تھا کہ وہ بے قصور ہے، لیکن اگر وہ انکار کرتا تو حویلی کے مرد اسے وہیں گولی مار دیتے۔ چند ہی منٹوں میں، اسی بوجھل اور عبرت ناک ماحول میں عیشل کا زبردستی نکاح شایان کے ساتھ پڑھا دیا گیا۔

نکاح کے فوراً بعد، شایان نے عیشل کا بازو مضبوطی سے دبوچا۔ اس کی آنکھوں میں اب وہ پرانی غلامی نہیں، بلکہ ایک شوہر کا مان

Maheen Malik Novel

اور عیشل کی گھناؤنی سازش کے خلاف غصہ تھا۔ وہ اسے کھینچتا ہوا حویلی سے باہر لایا اور اپنی موٹر سائیکل پر بٹھا کر حویلی سے دور اپنے اس چھوٹے سے کچے گھر کی طرف لے گیا، جہاں وہ اکیلا رہتا تھا۔ وہ گھر جو زایان نے اسے بچپن میں ماں باپ کے مرنے کے بعد دیا تھا۔ عیشل، جو حویلی کی ملکہ بننے کے خواب دیکھ رہی تھی، آج ایک ملازم کی منکوحہ بن کر اس کے کچے مکان کی دہلیز پر آ کھڑی ہوئی تھی۔

شہر کے مضافات میں واقع شایان کا وہ کچا اور بوسیدہ مکان آج حویلی شاہ زمان کی اس مغرور شہزادی کا مقدر بن چکا تھا۔ کمرے کی مدہم پیلی روشنی، دیواروں سے جھڑتا ہوا پلستر اور ایک کونے میں پڑی پرانی چارپائی—

Maheen Malik Novel

یہ وہ دنیا تھی جس کا تصور بھی عیشل نے اپنی شان و شوکت والی زندگی میں کبھی نہیں کیا تھا۔

شایان نے جیسے ہی کمرے کا بوسیدہ لکڑی کا دروازہ بند کیا، عیشل جو پہلے ہی غصے اور صدمے سے پاگل ہو رہی تھی، پھٹ پڑی۔

اپنی اوقات مت بھولنا شایان!" عیشل نے پاس " پڑی ایک مٹی کی صراحی کو زور سے زمین پر دے مارا جو چھناکے سے ٹوٹ گئی۔ "تم زایان بھائی کے ایک ادنٰی سے نوکر ہو، اور نوکر ہی رہو گے! یہ مت سمجھنا کہ نکاح کے ان چند بولوں سے تم میرے شوہر بن گئے ہو۔ میں تمہیں کبھی قبول نہیں کروں گی!"

شایان خاموشی سے کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں اب حویلی والی وہ غلامی اور جھکاؤ بالکل نہیں تھا۔ اس نے آہستگی سے

اپنی قمیض کے کف فولڈ کیے اور نپے تلے قدم اٹھاتا ہوا عیشل کی طرف بڑھا۔ اس کی اس سرد خاموشی نے عیشل کے دل میں ایک انجانا سا خوف پیدا کر دیا۔

"آپ نے مجھے نوکر کہا، چھوٹی مالکن؟" شایان کی آواز میں ایک عجیب سی کاٹ اور گہرائی تھی۔ "ہاں، میں نوکر تھا، لیکن آپ کی اس گھناؤنی سازش نے مجھے آپ کا شوہر بنا دیا ہے۔ آپ نے زایان بھائی کی بیوی، اس معصوم عنایہ کو بدنام کرنے کے لیے میرے پاک دامن پر کیچڑ اچھالنا چاہا؟ آپ کو اندازہ بھی ہے کہ اگر آپ کا یہ کالا سچ زایان بھائی کو پتہ چل گیا، تو وہ آپ کا کیا حشر کریں گے؟"

"بکواس بند کرو اپنی!" عیشل نے تڑپ کر اپنا ہاتھ شایان کے چہرے پر تھپڑ مارنے کے لیے اٹھایا، لیکن اس سے پہلے کہ اس کا ہاتھ شایان

Maheen Malik Novel

کے گال کو چھوتا، شایان نے ہوا میں ہی اس کی کلائی کو لوہے کی طرح مضبوطی سے دبوچ لیا۔

شایان نے ایک ہی جھٹکے سے عیشل کو اپنی طرف کھینچا۔ عیشل کا نازک وجود شایان کے چوڑے، کسرتی سینے سے آ کر ٹکرایا۔ اس کا سانس یکدم حلق میں اٹک گیا۔

" اب ہاتھ مت اٹھانا عیشل، کیونکہ اب میں حویلی کا وہ نوکر نہیں ہوں جو تمہاری ہر زیادتی پر سر جھکا لیتا تھا... اب میں تمہارا شوہر ہوں، تمہارا مجازی خدا، اور مجھے اپنی بیوی کا غرور توڑنا بہت اچھی طرح آتا ہے۔" شایان کی آواز اب غصے اور ایک گہرے، بے پناہ مردانہ سحر میں بدل چکی تھی۔

" چھوڑو مجھے... تم میری برابری نہیں کر سکتے..." عیشل نے روتے ہوئے پیچھے ہٹنے کی کوشش کی، لیکن شایان نے اس کی کمر کے گرد

اپنا مضبوط بازو لپیٹ کر اسے چارپائی کے کنارے پر گرا دیا اور خود اس کے اوپر حاوی ہو گیا۔

اس نے عیشل کے دونوں ہاتھ اس کے سر کے اوپر چارپائی سے لگا کر دبوچ لیے۔ عیشل کی بڑی بڑی مغرور آنکھوں میں اب پہلی بار ایک سچا اور گہرا خوف تیر رہا تھا۔ شایان نے مزید کوئی بات کیے بغیر، انتہائی گہرے، سخت اور والہانہ انداز میں اپنے لب عیشل کے کانپتے ہوئے لبوں پر رکھ دیے۔

یہ لمس حویلی کے اس نوکر کا نہیں، بلکہ ایک حاکم شوہر کا تھا جو اپنی بیوی کے غرور کو خاک میں ملا رہا تھا۔ عیشل نے شدت سے مدافعت کی، اس نے اپنا سر گھمانا چاہا، لیکن شایان کی گرفت اتنی سخت اور اس کا بوسہ اتنا شدید تھا کہ عیشل کا سارا غصہ اور

مدافعت لمحوں میں دم توڑ گئی۔ اس کے دل کی دھڑکنیں دیوانی ہونے لگیں، اور اس کا وہ غرور جس پر وہ برسوں سے ناز کرتی تھی، شایان کے اس ایک گھرے اور سلگتے ہوئے لمس کے سامنے پگھل کر آنسوؤں کی صورت میں اس کے گالوں پر بہہ نکلا۔ اس کچے مکان کی یہ رات عیشل کی زندگی کا وہ نیا موڑ ثابت ہوئی جس نے اسے ہمیشہ کے لیے شایان کی جاگیر بنا دیا تھا ۔.

قسط : 12

کچے مکان کی وہ ہولناک مگر سحر انگیز رات گزر چکی تھی، لیکن عیشل کے وجود پر شایان کے لمس کا وہ گھرا خمار اور اس کے غرور کی شکست کے نشانات اب بھی تازہ تھے۔ وہ چارپائی کے ایک کونے میں سر جھکائے بیٹھی

Maheen Malik Novel

تھی، اس کی آنکھوں کے آنسو اب سوکھ چکے تھے اور ان کی جگہ ایک سنسان خاموشی نے لے لی تھی۔ شایان صبح سویرے ہی بغیر کچھ کہے حویلی کے کاموں کے لیے نکل چکا تھا، اسے اپنی نئی حیثیت کا اندازہ تھا مگر وہ زایان کی وفاداری سے پیچھے نہیں ہٹ سکتا تھا۔

ابھی دوپہر کا سورج اپنی پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا کہ اچانک شایان کے اس چھوٹے سے کچے گھر کے باہر تیز رفتار گاڑیوں کے بریک لگنے کی دل دہلا دینے والی آوازیں گونجیں۔ عیشل کا دل یکدم زور سے دھڑکا۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھتی، لکڑی کا وہ بوسیدہ دروازہ ایک زوردار لات کے ساتھ چور چور ہو کر اندر گرا۔

سامنے زایان شاہ زمان کھڑا تھا۔

پورے تین ماہ بعد وہ بیرونِ ملک سے واپس

لوٹا تھا، لیکن اس کے چہرے پر واپسی کا کوئی سکون نہیں تھا—وہاں صرف اور صرف ایک مہیب، خونخوار طوفان تھا جو کسی کو بھی مٹا دینے کے لیے کافی تھا۔ اس کی گہری، سیاہ آنکھوں میں اس وقت دیوانگی اور وحشت کا وہ رنگ تھا جسے دیکھ کر عیشل کے جسم کا سارا خون جم گیا۔ زایان کو حویلی پہنچتے ہی پتہ چلا تھا کہ اس کی غیر موجودگی میں اس کی منگیتر عیشل اور اس کے سب سے وفادار نوکر شایان کو چھت پر رنگے ہاتھوں پکڑا گیا اور ان کا نکاح کر دیا گیا۔ زایان کے لیے یہ صرف اس کی منگیتر کی بے وفائی نہیں تھی، یہ اس کی غیرت، اس کے نام اور اس کے اندھے یقین کا قتل تھا۔

زایان بھاری، بے رحم قدم اٹھاتا ہوا کمرے کے اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں اس کی چمکتی ہوئی کالی پسٹل تھی جس کا رخ

سیدھا عیشل کی طرف تھا۔

"زایان بھائی...!" عیشل خوف کے مارے چیخ اٹھی اور پیچھے ہٹتے ہوئے دیوار سے جا لگی۔ "خدا کے لیے میری بات سنیں! میں بے قصور ہوں! یہ سب میں نے عنایہ کو پھنسانے کے لیے کیا تھا! وہ شایان کے ساتھ کوئی چکر نہیں تھا، میں تو صرف..."

"خاموش... بالکل خاموش!" زایان کی گرجدار، دھیمی مگر لرزا دینے والی آواز کمرے میں گونجی۔ اس نے آگے بڑھ کر ایک ہی جھٹکے میں عیشل کا گلا اپنے بائیں ہاتھ سے دبوچ لیا اور پسٹل کی ٹھنڈی نالی اس کی پیشانی پر ٹکا دی۔ "تم نے میرے نام پر داغ لگایا عیشل... شاہ زمان کی غیرت کو بازار کا تماشہ بنایا! اور شایان... اس کتے کی یہ مجال کہ اس نے میری جاگیر پر آنکھ اٹھائی؟"

زایان بھائی، سچ کہہ رہی ہوں! وہ دروازہ بند " ہو گیا تھا، میں عنایہ کا بچہ ضائع کرنا چاہتی تھی..." عیشل نے سانس رکنے کے عالم میں تڑپتے ہوئے سچ اگلنا چاہا، لیکن زایان کا غصہ اس وقت کسی کی بات سننے کی حد سے بہت آگے نکل چکا تھا۔ اس کے لیے عیشل کا یہ اعتراف کہ وہ اس کے ہونے والے بچے کو مارنا چاہتی تھی، اس کی وحشت کو اور بڑھا گیا۔

اس نے عیشل کو جھٹکے سے فرش پر پٹخ دیا۔ "تمہاری سزا موت ہے عیشل... لیکن میں تمہیں اتنی آسانی سے مرنے نہیں دوں گا۔ تم اب اس نوکر کے کتے کی طرح اس کچے مکان میں سڑوگی۔ شاہ زمان کے در و دیوار اب تمہارے لیے ہمیشہ کے لیے بند ہیں۔"

زایان نے نفرت سے پسٹل واپس اپنی پشت پر اڑسی اور مڑا۔ وہ اب شایان کی تلاش میں

نکلنے والا تھا، اس شایان کے لیے جس نے اس کی منگیتر کو اپنے لمس سے ناپاک کیا تھا (خواہ حالات جو بھی تھے)۔ زایان کا یہ طوفان اب حویلی کی طرف مڑ رہا تھا،

کچے مکان میں عیشل کو اس کی اوقات بتا کر جب زایان شاہ زمان حویلی واپس پہنچا، تو اس کے قدموں کی آہٹ سے ہی در و دیوار کانپ اٹھے۔ حویلی کا ہال اس وقت مکمل سنسان تھا، لیکن فضا میں ایک خوفناک تپش تھی۔ زایان کے چہرے پر چڑھا وحشت کا رنگ دیکھ کر کسی ملازم کی ہمت نہ ہوئی کہ اس کے سامنے آ سکے۔ وہ سیدھا سیڑھیاں چڑھتا ہوا اپنے اس تاریک کمرے کی طرف بڑھا جہاں وہ تین ماہ پہلے عنایہ کو ایک بدترین حالت میں چھوڑ کر گیا تھا۔

اس نے ایک ہی جھٹکے سے کمرے کا بھاری لوہے

Mahreen Malik Novel

کا دروازہ کھولا جو دیوار سے ٹکرا کر تیز آواز کے ساتھ بند ہوا۔

کمرے کے اندر، عنایہ بستر کے کنارے بیٹھی اپنے ابھرے ہوئے پیٹ پر ہاتھ رکھے کوئی دعا مانگ رہی تھی۔ زایان کی اچانک اور طوفانی آمد پر اس کا سارا وجود خوف سے لرز اٹھا۔ اس نے تڑپ کر اپنی بڑی بڑی مخملی آنکھیں اٹھائیں، جن میں زایان کا وحشیانہ جلال دیکھ کر آنسو تیرنے لگے۔

زایان نے ایک ہی نظر میں عنایہ کے اس بدلے ہوئے وجود کو دیکھا۔ اس کا گورا چہرہ جو نقاہت سے زرد تھا، اور اس کا وہ پیٹ جو اب واضح طور پر اس کی امانت کا پتہ دے رہا تھا۔ زایان کا دل یکدم زور سے دھڑکا، لیکن اس کے دماغ پر چھایا ہوا عیشل اور شایان کی بے وفائی کا غصہ اس کے جذبات پر غالب آ گیا۔ وہ

شیر کی طرح لپکا اور ایک ہی جھٹکے میں عنایہ کو اس کے نازک بازو سے پکڑ کر بستر سے نیچے کھینچ لیا۔

" تو یہاں آرام سے بیٹھ کر میرے بچے کو جنم دینے کے خواب دیکھ رہی ہے عنایہ؟" زایان کی بھاری، کڑک دار آواز اس کے کان کے پاس گونجی۔ اس نے عنایہ کے چہرے کو اپنے مضبوط ہاتھ کی گرفت میں لے کر اوپر اٹھایا۔ "تیری اس حویلی میں ہمدرد عیشل اور میرا وہ وفادار کتا شایان... ان دونوں نے مل کر میری پیٹھ میں خنجر گھونپا ہے! اور تم... تم سب اس سازش میں شامل تھے!"

" نہیں زایان... خدا کے لیے میری بات سنیں!" عنایہ رو پڑی، اس کے نازک ہاتھ زایان کی مضبوط گرفت کو ہٹانے کی ناکام کوشش کر رہے تھے۔ "شایان بھائی بے قصور ہیں، اور

Mahreen Malik Novel

عیشل آپی نے مجھے پھنسانے کے لیے..."

" خاموش! اپنے اس پاک دامن بھائی کے قاتل کے سامنے زبان مت چلاؤ!" زایان کا غصہ اب انتہا کو چھو رہا تھا۔ اس نے غصے میں عنایہ کو پیچھے دھکیلنا چاہا، لیکن عنایہ نے روتے ہوئے، اپنے وجود میں لہراتی زندگی کے مان پر، زایان کے کلف لگے گریبان کو اپنے دونوں ہاتھوں سے جکڑ لیا۔

" میں خاموش نہیں رہوں گی!" عنایہ کی آواز میں اس بار ایک ماں کا انوکھا اور بے باک حوصلہ تھا۔ "آپ مجھے مار لیں، مجھے تڑپا لیں، لیکن اپنے غصے میں اس معصوم کو مت بھولیں جو میرے اندر سانس لے رہا ہے۔ یہ آپ کا خون ہے زایان! شاہ زمان کا وارث ہے!"

عنایہ کے اس والہانہ اور جرات مندانہ لمس نے، اور اس کے ہاتھوں کی گریبان پر گرفت نے

زایان کے اندر جیسے ایک دم سے آگ لگا دی۔ اس کی آنکھوں کا غصہ لمحے بھر میں ایک گھرے، شدید مردانہ خمار اور دیوانگی میں بدل گیا۔ تین ماہ کا طویل ہجر، عنایہ کے وجود کی یہ خوشبو اور اس کے لبوں کی تپش زایان کے حواسوں پر حاوی ہو گئی۔

اس نے مزید ایک سیکنڈ بھی ضائع نہیں کیا۔ اس نے ایک ہی جھٹکے میں عنایہ کی کمر کے گرد اپنا بازو کسا اور اسے دیوار کے ساتھ لگا کر اس کے دونوں ہاتھوں کو اس کے سر کے اوپر دبوچ لیا۔ زایان کا چہرہ اس کے اتنے قریب تھا کہ ان کی گرم سانسیں ایک دوسرے میں پیوست ہو رہی تھیں۔

چھپ۔۔ چھوڑو۔۔ مجھے۔۔۔ یہ۔۔ کیا۔۔ کر رہے۔ ہو تم ۔ عنایہ کے لفقہ بے ساختہ پھر کڑا گئے

تھے۔ اور اس کا دل زور سے دھڑکنے لگا ہاتھ پیر

پسینے سے بھیگ چکے تھے۔ زایان نے کچھ نہیں کہا تھا محض اس کے نم ہونٹوں کو اور بھی زیادہ اپنے قریب کرتے ہوئے اس کے ہونٹ اپنے ہونٹوں سے میچ کیے تھے۔ دونوں کی نظر بھی بے ساختہ ایک دوسرے سے ملی تھی۔۔ اور جب عنایہ اس کی نظروں میں زیادہ دیر تک نہ دیکھ پائی تو اپنی آنکھوں کو جھکا گئی تھی۔

زایان ان بے ساختہ اس کے لبوں پر جھکتے اپنے لبوں میں بھرتے ہوئے اس کے نچلے لب کو اپنے لبوں سے چومتے ہوئے اس کی سانسوں کو کھینچنے پر مجبور ہو ا تھا۔ اس کے سرخ نم بھرے ہونٹ جنہیں وہ بار بار اپنے لبوں سے تر کر رہی تھی۔۔ نچلے لب کو دانتوں تلے دبائے عنایہ نے اب کی بار بدلہ لینے کی خاطر اس کے بلائے لب کو دانتوں سے زور سے کھنچا تھا کہ مقابل کے ہونٹ سے خون اسے اپنے حلق میں گھلتا محسوس ہو ا تھا۔

Maheen Malik Novel

شاہ زمان کا وارث ہے نا؟ تو پھر اپنے حق اور " اس کا یہ قہر بھی برداشت کرو، عنایہ!" زایان نے انتہائی دھیمی، لرزا دینے والی حد تک گھری آواز میں سرگوشی کی اور پھر جھک کر اپنے تپتے ہوئے، پیاسے لب عنایہ کے کانپتے ہوئے سرخ لبوں پر رکھ دیے۔

یہ بوسہ پچھلی تمام راتوں سے کہیں زیادہ گھرا، شدید اور وحشیانہ تھا۔ اس میں تین ماہ کی دوری کا خمار، عیشل کی بے وفائی کا غصہ اور عنایہ کے اس نئے روپ کو اپنی جاگیر بنانے کی والہانہ تڑپ شامل تھی۔ عنایہ نے شروع میں اپنے بچے کی حفاظت کے خوف سے مدافعت کرنی چاہی، لیکن زایان کا دوسرا ہاتھ اس کے پیٹ پر حد درجہ نرمی سے جم چکا تھا، جبکہ اس کے لب عنایہ کی روح تک کو اپنی گرفت میں لے رہے تھے۔

اس شدید اور روح کن لمس کے سامنے عنایہ کا سارا وجود پگھل گیا۔ اس کے آنکھیں موند گئیں اور اس کے گالوں پر بہتے آنسو زایان کے لمس میں جذب ہونے لگے۔ کئی منٹوں کے اس طویل، بے پناہ اور گہرے ملاپ کے بعد جب زایان نے اپنے لب الگ کیے، تو دونوں کی سانسیں اکھڑ رہی تھیں۔ زایان نے اپنا سر عنایہ کے ماتھے سے ٹکایا، اس کا ہاتھ اب بھی عنایہ کے ابھرے ہوئے پیٹ پر تھا جہاں اس کا بچہ پہلی بار ہلکے سے دھڑکا تھا۔ زایان کی وحشت اب ایک گہرے، خاموش سحر میں بدل چکی تھی جس سے فرار اب عنایہ کے بس میں بھی نہیں تھا۔

قسط : 13

کمرے کے اندر فضا اب بھی اس شدید اور والہانہ لمس کی گرمی سے تپ رہی تھی۔ زایان

جب عنایہ کے لبوں سے الگ ہوا، تو اس کے چہرے کا جلال اب ایک گھرے، تاریک خمار میں بدل چکا تھا جو اس کی کالی آنکھوں میں صاف جھلک رہا تھا۔ عنایہ کی اکھڑتی سانسیں، اس کا سرخ تمتمایا ہوا چہرہ اور پھیلی ہوئی لپ اسٹک اس بات کی گواہی دے رہے تھے کہ زایان کا قہر کس طرح لمحوں میں ایک وحشیانہ محبت میں تبدیل ہوا تھا۔زایان نے ایک ہی جست میں اٹھا کر اسے بیڈ پر گرایا اور اس کے اوپر آیا۔ اور پھر ایک جھٹکے میں اسکے چہرے پر جھکتا اسکے گلابی ہونٹوں کو اپنی شدت بھری گرفت میں لے چکا تھا۔۔ وہ اسکے ہونٹوں کو اپنے لبوں سے جکڑ تا قطرہ قطرہ اسکی ہر آتی جاتی سانس پی رہا تھا۔ عنایہ نے اسکے کندھے پہ اپنے دونوں ہاتھوں سے مکے مارتے ہوئے اسے خود سے دور کرنے کی سر توڑ کوشش کی تھی لیکن وہ بدلے. میں اپنی گرفت

Maheen Malik Novel

مزید مضبوط کرتا اسکی کلائیاں اپنے ایک ہاتھ سے تھام کے اوپر بیڈ کے ساتھ لگا چکا تھا۔ ۔
عنایہ کی سسکیاں اسکے ہونٹوں میں دب رہی تھیں لیکن وہ لمحہ با لمحہ اس کے لبوں پہ اپنی بے رحم شدت دکھاتا ان پہ اپنے دانت گاڑ رہا تھا۔۔ کتنے ہی لمحے یوں گزر چکے تھے لیکن زایان نے اسکی سانسوں کے ساتھ کھلواڑ کرنا بند نہیں کیا ۔

عنایہ نے شرم اور خوف کے ملے جلے جذبات سے اپنی بھیگی پلکیں جھکا لیں۔ اس کا ایک ہاتھ اب بھی زایان کے گریبان پر تھا، جہاں اس کی انگلیاں بے اختیار زایان کے کلف لگے کپڑے کو مروڑ رہی تھیں۔ زایان نے اپنی گہری نظریں اس کے زرد مگر اس وقت حیا سے لال ہوتے چہرے پر ٹکائیں اور آہستہ سے اپنی گرفت اس کی نازک کمر سے ڈھیلی کی۔

Maheen Malik Novel

"اس حویلی میں ستم کی بساط کوئی بھی بچھائے عنایہ... لیکن تمہارا یہ وجود، اور اس کے اندر دھڑکتی یہ زندگی صرف اور صرف میری جاگیر ہے،" زایان نے اپنی بھاری، کسرتی آواز میں سرگوشی کی، جس میں ایک حاکمانہ مان تھا۔ اس نے اپنے انگوٹھے سے عنایہ کے نچلے لب پر پھیلی سرخی کو صاف کیا، جس سے عنایہ کے پورے بدن میں ایک سنسنی دوڑ گئی۔

عنایہ نے تڑپ کر خود کو اس کے سحر سے آزاد کروایا اور دو قدم پیچھے ہٹ کر بستر کا سہارا لیا۔ "آپ کا غصہ، آپ کی یہ زبردستی... مجھے سچائی بیاں کرنے سے نہیں روک سکتی زایان! شایان بھائی نے کبھی آپ کی پیٹھ میں خنجر نہیں گھونپا۔ عیشل آپی نے مجھے اور شایان بھائی کو برباد کرنے کے لیے وہ جال بونا تھا، لیکن قدرت نے انہیں ان کے اپنے ہی گناہ کی

Maheen Malik Novel

قیمت چکھا دی،" اس نے روتے ہوئے، اپنے کانپتے لہجے میں سچائی کا اصرار کیا۔

زایان کا چہرہ ایک بار پھر سخت ہوا۔ عیشل کا نام سنتے ہی اس کی مٹھیاں بھینچ گئیں، لیکن اس بار اس نے عنایہ پر ہاتھ نہیں اٹھایا۔ اس نے ایک سرد نظر عنایہ کے ابھرے ہوئے پیٹ پر ڈالی، جہاں اس کا اپنا خون پل رہا تھا، اور بغیر کچھ کہے، بڑے اور جابرانہ قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا، دروازہ پیچھے دھڑام سے بند ہو گیا۔

دوسری طرف، حویلی کے دالان میں ایک نیا تماشہ کھڑا تھا۔ عیشل کی ماں)زایان کی چچی(دادی جان کے سامنے بیٹھ کر رو رو کر بین کر رہی تھیں کہ ان کی بیٹی کو ایک نوکر کے حوالے کر کے خاندانی عزت کو مٹی میں ملا دیا گیا ہے۔

"میری عیشل اس کتے شایان کے گھر بھوکی پیاسی مر جائے گی! زایان واپس آ گیا ہے، اسے کہو کہ اس نوکر کو گولی مارے اور میری بیٹی کو اس دوزخ سے نکالے!" چچی نے روتے ہوئے دادی جان کا دامن تھام لیا۔

دادی جان نے اپنی لاٹھی کو فرش پر مارا، ان کا چہرہ خاندانی رعب سے سپاٹ تھا۔ "خاموش ہو جاؤ زلیخا! عیشل نے جو کیا، اس کے بعد یہی اس کا مقدر تھا۔ شاہ زمان کی تاریخ میں گناہ کی قیمت اسی طرح چکائی جاتی ہے۔ اب وہ شایان کی بیوی ہے، اور یہی سچائی اب اس حویلی کا قانون ہے۔"

ٹھیک اسی وقت، زایان سیڑھیوں سے نیچے اترا۔ اس کے چہرے پر چھایا ہوا طوفان دیکھ کر دالان میں موجود ہر فرد کو سانپ سونگھ گیا۔ وہ اب اس سچائی کی آخری کڑی تک

پہنچنے کے لیے شایان کے اس کچے مکان کی طرف دوبارہ بڑھنے والا تھا، جہاں عیشل اپنے غرور کے جنازے پر آنسو بہا رہی تھی۔

زایان شاہ زمان کے حویلی سے نکلتے ہی دالان میں جیسے سانسیں رک سی گئیں۔ اس کا کالی تیز رفتار گاڑی کا رخ ایک بار پھر شہر کے مضافات میں واقع شایان کے اسی کچے مکان کی طرف تھا، لیکن اس بار اس کے دماغ میں عنایہ کے کہے ہوئے الفاظ اور اس کے چہرے کا یقین ہتھوڑے کی طرح بج رہے تھے۔

شایان بھائی نے کبھی آپ کی پیٹھ میں خنجر " نہیں گھونپا..." عنایہ کی وہ لرزتی، سچی آواز زایان کو چین نہیں لینے دے رہی تھی۔ وہ شایان کو اچھی طرح جانتا تھا؛ وہ بچپن سے اس کا دایاں ہاتھ تھا، لیکن غیرت کا اندھا غصہ سچ دیکھنے نہیں دیتا۔ آج وہ فیصلہ کن موڑ پر

Maheen Malik Novel

تھا۔

جب زایان کچے مکان کے ٹوٹے ہوئے دروازے سے دوبارہ اندر داخل ہوا، تو اندر کا منظر بدلا ہوا تھا۔ شایان حویلی کا کام ختم کر کے واپس آ چکا تھا اور فرش پر بیٹھا عیشل کے سامنے لکڑی کی ایک چھوٹی میز پر خشک روٹی اور پانی کا پیالہ رکھ رہا تھا۔ عیشل، جس کے کپڑے مٹی سے اٹے ہوئے تھے، نفرت سے شایان کو تک رہی تھی۔

زایان کی اچانک آمد پر شایان یکدم کھڑا ہو گیا اور اس نے ہمیشہ کی طرح عزت سے سر جھکا لیا۔ "زایان بھائی..."

زایان نے پسٹل نہیں نکالی، بلکہ وہ شایان کے بالکل قریب آ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی کالی، گہری آنکھیں شایان کے چہرے کے تاثرات کا مطالعہ کر رہی تھیں۔ "شایان! میں نے تمہیں

اپنے بھائی کی طرح رکھا تھا، اور تم پر اپنی جان سے زیادہ بھروسہ کیا۔ مجھے صرف ایک سوال کا جواب سچ سچ چاہیے، اور یاد رکھنا، تمہارا جواب تمہاری اور عیشل کی زندگی یا موت کا فیصلہ کرے گا۔"

شایان نے اپنی نم آنکھیں اٹھائیں، جن میں زایان کے لیے اب بھی وہی پرانی وفاداری اور احترام تھا۔ "زایان بھائی، میں نے شاہ زمان کا نمک کھایا ہے، میں آپ کے اعتماد کا خون کبھی نہیں کر سکتا۔ اس دن چھت پر مجھے چھوٹی مالکن)عیشل(نے جھوٹ بول کر آپ کا پارسل لینے بھیجا تھا۔ جب میں اوپر پہنچا، تو میں نے انہیں فون پر چچی جان سے بات کرتے ہوئے سنا۔ وہ کہہ رہی تھیں کہ انہوں نے عنایہ بھابھی کو پھنسانے اور ان کا بچہ ضائع کرنے کے لیے مجھے اوپر بلایا ہے تاکہ وہ سب کے سامنے ہمیں بدنام کر سکیں۔"

Maheen Malik Novel

شایان کی آواز میں وہ سچائی اور کرب تھا جسے جھٹلانا ممکن نہیں تھا۔ "میں جیسے ہی پلٹا، ہوا کے جھٹکے سے دروازہ بند ہو گیا اور لاک خراب ہو گیا۔ میں بے قصور ہوں زایان بھائی، اور بھابھی تو وہاں دیوار کی اوٹ میں رو رہی تھیں۔ قدرت نے چھوٹی مالکن کا جال ان پر ہی الٹ دیا۔"

زایان کا پورا وجود یہ سن کر سن ہو گیا۔ اس نے آہستہ سے رخ موڑ کر عیشل کو دیکھا، جس کا چہرہ شایان کے سچ اگلنے پر خوف سے پیلا پڑ چکا تھا اور وہ دیوار سے لگ کر کانپ رہی تھی۔

" کیا یہ سچ ہے عیشل؟" زایان کی آواز اتنی دھیمی اور گرجدار تھی کہ کچے مکان کی دیواریں لرز اٹھیں۔ "تم میری منکوحہ بیوی اور میرے ہونے والے بچے کو مٹانا چاہتی تھیں؟"

Maheen Malik Novel

"زایان بھائی... وہ... میں..." عیشل کے پاس اب چھپانے کے لیے کوئی جھوٹ نہیں بچا تھا، اس کی خاموشی اور خوف نے اس کے گناہ کا اعتراف کر دیا تھا۔

زایان نے ایک گہرا سانس لیا، اس کے دماغ سے شایان کے خلاف سارا غصہ برف کی طرح پگھل گیا، لیکن عیشل کے لیے اس کا دل اب نفرت سے بھر چکا تھا۔ اس نے شایان کے کندھے پر اپنا مضبوط ہاتھ رکھا۔

"میں نے تمہارے ساتھ ناانصافی کی شایان، لیکن قدرت کا فیصلہ اٹل ہے۔ یہ لڑکی اب اسی کچے مکان کی زینت رہے گی۔ اس کا غرور اب تمہاری چوکھٹ پر ہی دم توڑے گا،" زایان نے فیصلہ کن انداز میں کہا اور عیشل کی طرف دیکھے بغیر باہر نکل گیا۔ سچائی سامنے آ چکی تھی، اور اب زایان کے دل میں عنایہ کے لیے

تڑپ اور پچھتاوے کی ایک نئی لہر ابھر رہی تھی جو اسے واپس حویلی کی طرف کھینچ رہی تھی۔

قسط :14

سچائی کی تپتی ہوئی دھوپ نے زایان شاہ زمان کے دماغ پر چھائے شک کے تمام بادلوں کو پگھلا کر رکھ دیا تھا۔ گاڑی چلاتے ہوئے اس کے ہاتھ اسٹیرنگ پر سختی سے جمے ہوئے تھے، اور اس کے دل کی دھڑکنیں اس کے اپنے ہی وجود سے بغاوت کر رہی تھیں۔ وہ شایان کو گناہگار سمجھتا رہا، عیشل کے مکر کو سچ مانتا رہا، اور اس سب کی سزا اس نے اس معصوم عنایہ کو دی جو اس کے ظلم و ستم کو خاموشی سے سہتی رہی اور اس کے نام کی امانت کو اپنے بطن میں پالتی رہی۔

جب زایان حویلی پہنچا، تو اس کے جلال میں

اب قہر نہیں، بلکہ ایک گہرا پچھتاوا اور وحشیانہ تڑپ شامل تھی۔ وہ کسی کی پرواہ کیے بغیر سیدھا سیڑھیاں چڑھ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔

کمرے کا دروازہ ادھ کھلا تھا۔ عنایہ بستر پر پہلو کے بل لیٹی ہوئی تھی، اس کا گورا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا اور اس کا ہاتھ مسلسل اپنے ابھرے ہوئے پیٹ پر تھا، جیسے وہ اپنے بچے کو حویلی کے سرد ماحول سے چھپا رہی ہو۔ زایان نے سائے کی طرح کمرے میں قدم رکھا اور آہستہ سے دروازہ بند کر دیا۔

آہٹ سن کر عنایہ نے چونک کر آنکھیں کھولیں اور زایان کو اپنے سامنے پا کر وہ گھبرا کر بیٹھنے لگی، لیکن اس کی نقاہت آڑے آئی۔ زایان نے لپک کر اسے اپنے مضبوط بازوؤں کا سہارا دیا اور اسے بستر پر سیدھا بٹھایا۔ اس بار

Maheen Malik Novel

زایان کے لمس میں وہ سختی نہیں تھی، بلکہ ایک انوکھی، لرزا دینے والی نرمی تھی۔

زایان... آپ پھر سے غصے میں کیوں آئے ہیں؟ " میں نے سچ کہا تھا، خدا کے لیے مجھ پر یقین کریں،" عنایہ نے ڈرتے ہوئے اپنی بڑی بڑی مخملی آنکھیں اٹھائیں، جن میں اب بھی زایان کے لیے خوف جھلک رہا تھا۔

زایان نے کچھ نہیں کہا۔ وہ خاموشی سے بستر پر عنایہ کے بالکل سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا—شاہ زمان خاندان کا وہ مغرور مرد، جو کبھی کسی کے سامنے نہیں جھکا تھا، آج اپنی بیوی کے سامنے گھٹنوں کے بل جھکا ہوا تھا۔ اس نے عنایہ کے دونوں لرزتے ہوئے مخملی ہاتھ اپنے بڑے، کسرتی ہاتھوں میں لیے اور انہیں اپنے لبوں سے لگا لیا۔

" میں سب جان چکا ہوں عنایہ... سب کچھ،"

Mehreen Malik Novel

زایان کی آواز حد درجہ بھاری، گھری اور رومانوی خمار میں ڈوبی ہوئی تھی۔ اس کی کالی آنکھوں میں پچھتاوے کے آنسو چمک رہے تھے۔ "شایان بے قصور ہے، اور عیشل نے جو کچھ کیا، وہ اس کی سزا پا رہی ہے۔ مجھے معاف کر دو عنایہ... میں نے تمہیں پہچاننے میں بہت دیر کر دی۔"

عنایہ زایان کو اس روپ میں دیکھ کر دنگ رہ گئی۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی، زایان نے اپنا ہاتھ بڑھا کر عنایہ کے اس ابھرے ہوئے پیٹ پر رکھ دیا جہاں ان کا بچہ سانس لے رہا تھا۔ اس لمس کے چھوتے ہی عنایہ کے پورے وجود میں ایک سنسنی سی دوڑ گئی۔

" تم نے میرے وارث کو بچایا، میری غیرت کی حفاظت کی، اور میں نے تمہیں صرف دکھ دیے..." زایان نے دھیمی سرگوشی کی اور آگے

Mareen Malik Novel

بڑھ کر عنایہ کو اپنی مضبوط، چوڑی چھاتی
کے حصار میں لے لیا۔
اس نے عنایہ کو اس شدت اور والہانہ انداز سے
اپنے وجود میں بھیچا کہ عنایہ کا سارا خوف
لمحوں میں ہوا ہو گیا۔ زایان نے جھک کر
انتہائی پیشہ ورانہ، گھرے اور شدید رومانوی
انداز میں اپنے لب عنایہ کے لبوں پر رکھ دیے۔
وہ اپنے لرزتے وجود پر قابو پانے کے لیے اسکے
سینے کے بالوں کو اپنی مٹھیوں میں جکڑ گی۔۔۔
عنایہ کی آہوں اور سسکیوں کی آواز پھر سے
کمرے میں گونجنے لگی۔ عنایہ کی مدہوش
سسکیوں کی آواز زایان کے کانوں کو سکون
پہنچانے کا باعث بن رہی تھی اس میں کوئی
انتقام نہیں تھا، کوئی زبردستی نہیں تھی، بلکہ
یہ تین ماہ کے ہجر کا پچھتاوا، ایک شوہر کا
مان اور اس کی روح تک کا اعترافِ محبت تھا۔

عنایہ نے شروع میں سسک کر اس کے سینے پر ہاتھ رکھا، لیکن زایان کی محبت کی تپش اتنی شدید تھی کہ اس کا سارا وجود موم کی طرح پگھل گیا۔ اس کی آنکھیں موند گئیں،

اور اس کے ہاتھ بے اختیار زایان کے بالوں میں الجھ گئے، اپنے لب عنایہ کے لبوں پر رکھ دیے۔ وہ اپنے لرزتے وجود پر قابو پانے کے لیے اسکے سینے کے بالوں کو اپنی مٹھیوں میں جکڑ گی..اھم آہ زایان دو منٹ ..." اس نے عنایہ کی سکیوں کو اپنے لبوں میں قید کرتے پیشانی پر نرمی سے ہاتھ رکھے تھے تاکہ اس کا دھیان اس شدید کھچاؤ سے . -- وہ نرمی سے ان گلاب کی نازک پنکھڑیوں سسکے۔مونڈ کر اس کا لمس محسوس کرتا اس کی کمر دبوچ گیا تھا وہ پیچھے ہوتی نم آنکھوں سے اسے دیکھتی ہے..اس کا گال سہلا کر وہ اس کے گال پہ لب رکھ گیا تھا..اس کی تھوری میں دانٹ گاڑ کر

اس کو باہوں میں اٹھا کر ڈریسنگ ٹیبل پہ
بیٹھا کر اس کے چہرے پہ شدت سے جھکا تھا
اس کے لمس میں شدت محسوس کر کے عنایہ
اس کے گلے میں باہیں ڈال گئی تھی..اس کا
ساتھ ملتے ہی زایان کے ہاتھوں کی بے باکیاں
عنایہ کو سسکیاں بھرنے پہ مجبور کر رہی تھی
اس کی سسکیاں سن کر اس نے اپنے شدتیں
بڑھائی تھی زایان ۔۔ وہ اس کے حصار میں پھڑ
پھڑا کر رہ گئی تھی ایک ہاتھ سے اس کی کمر
جکڑے وہ دوسرے سے اس کی گردن کو جھٹکا
دیتے اس کی گردن پہ جھکا تھا بہکا رہی ہو
مجھے اپنے ہاتھوں کی بے باکیاں بڑھاتا وہ
خماری سے بولا تھا بہک جائیں پھر سسکیوں
کے درمیان وہ اس کے کان میں سرگوشی نما
آواز میں بول تھا برداشت نہیں کر پاؤں گی
اس کی شرٹ کے بٹن کھول کر اس کے گردن پہ
لب رکھ گیا تھا تر پوگی لیکن رہائی نہیں دوں

گا اس کی کمر کو سختی سے دبوچ کر اس کو نیچے اتار کر اپنے مقابل کر گیا تھا آج تک آپ کی شدتوں سے رہائی مانگی ہے اس کی بات سن کر جھٹکے سے اس کو کمر سے پکڑ کر بیڈ پہ گراتا اس پر سایہ فگن ہوا تھا روم کی لائٹس آف کرتا اس کے گال پہ دانت گاڑ کر گردن پہ جھکا تھا اس کا شدت بھر المس محسوس کر کے وہ بیڈ شیٹ متھیوں میں جھکڑ گئی تھی اس کے چہرے پہ جھک کر اس کے نفس چھو کر اس پہ جھکتا چلا گیا تھا وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کی شدتوں میں اضافہ ہوتا گیا تھا عنایہ کی سسکیاں روم میں گونج رہی تھی بنا اس پہ رخم کھائے اس کو آہنی پناہوں میں قید کیے وہ اسے سسکیاں بھرنے پہ مجبور کر رہا تھا اس کی سسکیوں کے ساتھ زایان کی سانسوں کی آوازیں بھی روم میں گونج رہی تھی عنایہ کو بے حال ہوتے

دیکھ کر وہ اس پہ رخم کھاتا اس کے ماتھے پہ لب رکھ کر اس سے پہلے اٹھتا وہ اس کی کمر پہ ہاتھ رکھ گئی تھی وہ لب بھیج کر اسے دیکھتا جس کے چہرے پہ تھکن کے تاثرات واضح تھے پھر بھی وہ اس سے الگ نہیں ہونا چاہتا تھا اس پہ اپنا حصار تنگ کر گیا تھا ایک دفعہ پھر شدت سے اس پہ جھک گیا تھا...

زایان کے اعترافِ محبت اور پچھتاوے کے اس گھرے لمس نے عنایہ کے دل پر لگے برسوں کے زخموں کو لمحوں میں بھر دیا تھا۔ اس رات کے بعد حویلی شاہ زمان کا ماحول یکسر بدل چکا تھا۔ زایان کا وہ جلال اور غصہ، جو کبھی حویلی کے ملازمین اور عنایہ کے لیے خوف کی علامت تھا، اب عنایہ کے سامنے آتے ہی ایک بے پناہ، والہانہ محبت اور دیکھ بھال میں تبدیل ہو جاتا تھا۔

اب عنایہ حویلی کی کوئی مظلوم لڑکی نہیں تھی، بلکہ وہ زایان شاہ زمان کی محبت اور اس کے آنے والے وارث کی ماں بن کر حویلی کی اصل ملکہ بن چکی تھی۔ دادی جان نے بھی اب عنایہ کو دل سے قبول کر لیا تھا اور اس کی دیکھ بھال کے لیے حویلی کی دو خاص ملازماؤں کو چوبیس گھنٹے اس کے کمرے کے باہر تعینات کر دیا تھا۔ زایان خود اب شہر سے عنایہ کے لیے بہترین پھل، طاقت کی دوائیں اور اس کے آرام کا ہر سامان لاتا تھا۔

آج صبح بھی، سورج کی پہلی کرن کے ساتھ ہی زایان نے عنایہ کے ماتھے پر گہرا پیار دیا اور اس کے ہاتھ میں گرم دودھ کا گلاس تھماتے ہوئے دھیمی آواز میں کہا، "جب تک میں فیکٹری سے واپس نہ آؤں، تم اس بستر سے نیچے قدم نہیں رکھو گی، سمجھی تم؟" عنایہ نے حیا سے مسکرا کر سر جھکا دیا، اس کا ابھرا

ہوا پیٹ اب اس کے اور زایان کے درمیان محبت کا سب سے مضبوط بندھن بن چکا تھا۔

لیکن حویلی کے ایک کونے میں، جہاں اندھیرا اب بھی راج کر رہا تھا، حیا کی نفرت کم ہونے کے بجائے مزید گھری ہو چکی تھی۔ حیا کا اپنا حمل اب چھٹے مہینے میں داخل ہو چکا تھا، لیکن اس کے دل پر چھایا ہوا انتقام کا بھوت اسے سکون نہیں لینے دے رہا تھا۔ وہ دن رات اپنے شوہر اذہان کے قتل کے صدمے میں جلتی تھی اور عنایہ کو زایان کی گود میں ہنستا کھیلتا دیکھ کر اس کا خون کھول اٹھتا تھا۔

" میری زندگی اندھیرا کر کے تم دونوں یہاں خوشیاں منا رہے ہو؟" حیا نے اپنے کمرے کے جھروکے سے زایان کو گاڑی میں بیٹھ کر جاتے ہوئے دیکھا اور پھر اس کی نظریں اوپر والے کمرے پر گئیں جہاں عنایہ آرام کر رہی تھی۔

"تمہارا بچہ اس دنیا میں نہیں آئے گا عنایہ... اگر میرے بچے کو باپ کا سایہ نہیں ملا، تو شاہ زمان کے اس نئے وارث کو بھی میں اس دنیا کا اجالا دیکھنے نہیں دوں گی۔"

حیا کی آنکھوں میں وحشت کا وہ رنگ اترا جو انسان کو اندھا کر دیتا ہے۔ عیشل تو اپنے انجام کو پہنچ چکی تھی، لیکن حیا کا انتقام اب ایک نئے اور ہولناک وار کے لیے پر تول رہا تھا۔ وہ اب کسی قانون، کسی رشتے اور کسی خاندان کی پرواہ کیے بغیر عنایہ اور اس کے پیدا ہونے والے بچے کو مٹانے کا آخری اور جان لیوا پلان تیار کرنے لگی تھی، جس کی بھنک زایان کو بھی نہیں تھی۔

قسط : 15

حیا کے دل میں سلگتی ہوئی حسد اور انتقام

Maheen Malik Novel

کی آگ اب اپنے آخری انجام کی طرف بڑھ رہی تھی۔ وہ یہ برداشت ہی نہیں کر پا رہی تھی کہ جس عنایہ کے بھائی نے اس کا سہاگ اجاڑا تھا، وہ آج اسی حویلی میں ملکہ بنی بیٹھی ہو اور زایان شاہ زمان کی والہانہ محبت کے سائے میں اپنے دن گزار رہی ہو۔ حیا کی نظریں اب ہر وقت عنایہ کی ہر حرکت پر رہتیں، اور وہ حویلی کے در و دیوار میں گھومتے ہوئے بس ایک ہی موقع کی تلاش میں تھی کہ کب زایان کی نظر ہٹے اور وہ اپنا کالا وار کر سکے۔

آج دوپہر حویلی کا ماحول بہت پرسکون تھا۔ زایان کسی ضروری بزنس میٹنگ کے سلسلے میں شہر سے باہر گیا ہوا تھا اور رات سے پہلے اس کی واپسی ممکن نہیں تھی۔ دادی جان بھی حویلی کے نچلے حصے میں آرام فرما رہی تھیں اور ملازمائیں کچن کے کاموں میں مصروف تھیں۔ حیا نے جب دیکھا کہ میدان

بالکل صاف ہے، تو اس کے چہرے پر ایک مہیب اور مکارانہ مسکراہٹ ابھر آئی۔

وہ دبے قدموں سیڑھیاں چڑھ کر اوپر عنایہ کے کمرے کی طرف بڑھی۔ اس کے ہاتھ میں زہر کی ایک چھوٹی سی شیشی چھپی ہوئی تھی، جسے اس نے بڑی مشکل سے حویلی کے ایک پرانے باغبان کے ذریعے منگوایا تھا۔

عنایہ اس وقت اپنے کمرے میں بستر پر ادھ لیٹی، اپنے ابھرے ہوئے پیٹ کو چھو کر اپنے آنے والے بچے سے دھیمی آواز میں باتیں کر رہی تھی۔ اس کے چہرے پر ممتا کا وہ نور تھا جو زایان کی محبت کا انعام تھا۔ وہ بالکل بے خبر تھی کہ اس کے کمرے کے باہر موت کا سایہ منڈلا رہا ہے۔

حیا نے جھٹکے سے دروازہ کھولا اور کمرے کے اندر داخل ہو گئی۔ اس کی آنکھوں میں جنون

Maheen Malik Novel

اور وحشت کا وہ رنگ تھا جسے دیکھ کر عنایہ کا دل یکدم زور سے دھڑکا۔ وہ گھبرا کر سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

حیا آپی۔۔۔؟ آپ اس وقت یہاں؟" عنایہ نے ڈرتے " ہوئے پوچھا، اس کا ہاتھ بے اختیار اپنے پیٹ پر چلا گیا۔

ہاں عنایہ! میں یہاں یہ دیکھنے آئی ہوں کہ تم " کتنے آرام سے میرے شوہر کے قاتل کا خون اپنے اندر پال رہی ہو،" حیا کی آواز میں زہر گھلا ہوا تھا۔ وہ تپتے ہوئے قدموں سے عنایہ کے بالکل قریب آئی۔ "زایان سمجھتا ہے کہ وہ تمہیں اس حویلی کا وارث بنا کر میری گود کا ماتم بھلا دے گا؟ نہیں! یہ بچہ کبھی اس دنیا کا اجالا نہیں دیکھے گا!"

اس سے پہلے کہ عنایہ کچھ سمجھ پاتی یا شور مچاتی، حیا نے دیوانگی کے عالم میں آگے

بڑھ کر عنایہ کا بازو مضبوطی سے دبوچ لیا اور زبردستی اس کا منہ کھول کر وہ زہر اس کے حلق میں اتارنے کی کوشش کرنے لگی۔

" نہیں حیا آپی! خدا کے لیے ایسا مت کریں! میرے بچے پر رحم کریں!" عنایہ نے اپنے پورے وجود کی طاقت سمو کر مدافعت کی، اس نے اپنا سر گھمانا چاہا اور حیا کو پیچھے دھکیلنے کی کوشش کی۔

اس شدید کشمکش میں دونوں کا توازن بگڑا۔ عنایہ نے اپنی اور اپنے بچے کی جان بچانے کے لیے حیا کو ایک زوردار دھکا دیا۔ حیا، جو خود چھ ماہ کی پریگننٹ تھی اور نقاہت کا شکار تھی، اس اچانک دھکے کو برداشت نہ کر سکی۔ اس کا پاؤں بستر کی چادر میں الجھا اور وہ بھرررشنن کی آواز کے ساتھ سنِگ مرمر کے سخت فرش پر پیٹھ کے بل جا گری۔

Maheen Malik Novel

"آہ... زایان...!" حیا کے حلق سے ایک دردناک چیخ نکلی اور اس کا پورا وجود درد کی شدت سے مڑنے لگا۔ فرش پر گرے ہی اس کے لباس پر سرخ خون کے دھبے واضح ہونے لگے۔

عنایہ یہ ہولناک منظر دیکھ کر شاک میں آ گئی۔ اس کے اپنے ہاتھ کانپ رہے تھے اور وہ خوف سے چیخ اٹھی۔ حیا کا اپنا بچہ اب شدید خطرے میں تھا، اور سازش کا یہ پاسا ایک بار پھر الٹ چکا تھا، جس نے حویلی شاہ زمان میں ایک نئی قیامت کا مڈھ رکھ دیا تھا۔

حویلی کے اس پرسکون کمرے میں اب صرف حیا کی دردناک چیخیں گونج رہی تھیں۔ سنِگ مرمر کے سفید، ٹھنڈے فرش پر سرخ خون تیزی سے پھیل رہا تھا، جو حیا کے اندر دم توڑتی زندگی کی گواہی دے رہا تھا۔ عنایہ—جو اب تک خوف سے کانپ رہی تھی—حیا کی یہ

حالت دیکھ کر اپنے سارے دکھ بھول گئی۔ ممتا کا احساس ممتا کے تڑپنے پر جاگ اٹھا تھا۔

" حیا آپی! خدا کے لیے آنکھیں کھولیں! کوئی ہے؟ جلدی آئیں!" عنایہ نے اپنے بھاری وجود کی پرواہ کیے بغیر بستر سے نیچے چھلانگ لگائی اور گھٹنوں کے بل حیا کے پاس بیٹھ گئی۔ اس نے حیا کا سر اپنی گود میں رکھا، لیکن حیا درد کی شدت سے نیم بے ہوش ہو رہی تھی، اس کے ہاتھ فرش پر لکیریں کھینچ رہے تھے۔

عنایہ کی چیخ و پکار سن کر دادی جان اور ملازمین دوڑتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئے۔ سامنے کا منظر دیکھ کر دادی جان کے ہاتھ سے ان کی لاٹھی چھوٹ گئی۔

" حیا۔۔۔! الٰہی یہ کیا قیامت ہے؟" دادی جان نے تڑپ کر ملازمین کو حکم دیا۔ "ڈاکٹر کو فون کرو! ڈرائیور سے کہو گاڑی نکالے، جلدی کرو!"

Maheen Malik Novel

حویلی میں افرا تفری مچ گئی۔ حیا کو اسی نیم بے ہوشی کے عالم میں چادر میں لپیٹ کر گاڑی کی طرف منتقل کیا گیا، جبکہ عنایہ ہسٹیریا کے مریض کی طرح اپنے خون آلود ہاتھوں کو دیکھ کر روئے جا رہی تھی۔ وہ حیا کو مارنا نہیں چاہتی تھی، وہ تو بس اپنے اندر سانس لیتی زایان کی امانت کو بچا رہی تھی، لیکن قدرت کا انصاف اپنا راستہ خود بناتا ہے۔ حیا جو زہر عنایہ کے حلق میں اتارنے آئی تھی، اس کا اپنا نصیب اسے اس موڑ پر لے آیا تھا۔

شام ڈھلے جب زایان شاہ زمان فیکٹری سے واپس لوٹا، تو حویلی کا سناٹا اسے کسی بدشگونی کا پتہ دے رہا تھا۔ ہسپتال سے ابھی ابھی دادی جان کا فون آیا تھا، اور زایان کو جیسے ہی پوری صورتحال کا علم ہوا، اس کا سارا وجود غصے اور صدمے سے منجمد ہو گیا۔ حیا کا بچہ ضائع ہو چکا تھا، اور ڈاکٹرز کے

Maheen Malik Novel

مطابق وہ اب زندگی میں کبھی ماں نہیں بن سکتی تھی۔

زایان بھاری اور خوفناک قدم اٹھاتا ہوا سیدھا اپنے کمرے میں داخل ہوا۔

عنایہ کمرے کے ایک کونے میں فرش پر گھٹنوں میں سر دیے رو رہی تھی۔ زایان کی آہٹ پا کر اس نے سہم کر اپنا زرد چہرہ اٹھایا۔ اس کی بڑی بڑی آنکھیں سوجھی ہوئی تھیں اور ہونٹ کانپ رہے تھے۔

"زایان... میں نے کچھ نہیں کیا... وہ مجھے اور ہمارے بچے کو..." عنایہ نے اپنی صفائی پیش کرنی چاہی، لیکن زایان کا جلال اس وقت اپنی انتہا پر تھا۔

زایان نے آگے بڑھ کر ایک ہی جھٹکے میں عنایہ کو اس کے بازو سے پکڑ کر کھڑا کیا۔ اس کی سیاہ آنکھیں سرخ انگارہ ہو رہی تھیں، جن میں

پچھتاوے کی جگہ اب ایک نیا طوفان لے چکا تھا۔ "میری بھابھی کا بچہ ضائع ہو گیا عنایہ! وہ تڑپ رہی ہے وہاں، اور تم کہہ رہی ہو تم نے کچھ نہیں کیا؟ تمہارے بھائی نے میرا بھائی کو مارا، اور اب تم نے میری بھابھی کی گود اجاڑ دی؟"

" وہ مجھے زہر دے رہی تھیں زایان! اپنے بچے کو بچانے کے لیے میں نے بس دھکا دیا تھا، خدا کی قسم!" عنایہ نے زایان کے کسرتی سینے پر ہاتھ رکھ کر روتے ہوئے التجا کی، لیکن حیا کے بانجھ ہونے کا صدمہ زایان کی عقل پر پردہ ڈال چکا تھا۔

زایان نے نفرت سے عنایہ کا بازو جھٹک دیا، جس سے وہ بستر پر جا گری۔ "حیا گناہگار تھی یا تم، اس کا فیصلہ اب ہسپتال سے آنے کے بعد ہوگا۔۔۔ لیکن یاد رکھنا عنایہ، اگر میری بھابھی

Maheen Malik Novel

کے اس نقصان کے پیچھے تمہاری کوئی چال نکل آئی، تو شاہ زمان کا یہ وارث بھی تمہیں میرے قہر سے نہیں بچا پائے گا۔"

زایان نے پسٹل اپنی پشت پر اڑسی اور مڑ کر کمرے کا دروازہ باہر سے لاک کر دیا۔ عنایہ ایک بار پھر اسی اندھیرے اور تنہائی کے جہنم میں دھکیل دی گئی تھی، جہاں اس کی ممتا اب ایک نئے اور ہولناک امتحان کے سامنے سر جھکائے کھڑی تھی۔

قسط : 16

کمرے کے بند کواڑ عنایہ کی سسکیوں کا نوحہ سن رہے تھے۔ زایان اسے اس اندھیرے میں چھوڑ کر ہسپتال جا چکا تھا، جہاں حیا زندگی اور موت کی کشمکش سے تو نکل آئی تھی، لیکن اس کی گود ہمیشہ کے لیے اجڑ چکی تھی۔ حویلی کا یہ بند کمرہ عنایہ کے لیے ایک بار پھر

قید خانہ بن گیا تھا، جہاں وہ اپنے ابھرے ہوئے پیٹ کو دونوں ہاتھوں سے تھامے، فرش پر سر ٹکائے رو رو کر اپنے رب سے انصاف کی بھیک مانگ رہی تھی۔

ہسپتال کے سفید اور سرد کمرے میں حیا ہوش میں آ چکی تھی۔ زایان اس کے بیڈ کے پاس کھڑا تھا، اس کا چہرہ سخت اور آنکھیں سرخ تھیں۔ دادی جان اور چچی جان بھی وہیں موجود تھیں، جن کے چہروں پر خاندانی وقار کے لٹنے کا ماتم تھا۔

"زایان... اس نے میرے بچے کو مار دیا زایان..." حیا نے زایان کا ہاتھ تھام کر جھوٹے آنسو بہانے چاہے، لیکن اس کی آواز میں وہ یقین نہیں تھا جو ایک مظلوم کی آواز میں ہوتا ہے۔

ٹھیک اسی وقت، ہسپتال کا وہ بوڑھا باغبان، جس کے ذریعے حیا نے زہر منگوایا تھا، زایان کے

کزن کے ماتھے پر لگی پسٹل کے خوف سے ہسپتال کے کمرے کے باہر آ کھڑا ہوا تھا۔ زایان کے بندوں نے اسے دبوچ لیا تھا اور اس نے سچ اگل دیا تھا۔ زایان کا کزن کمرے کے اندر داخل ہوا اور اس نے زہر کی وہ خالی شیشی جو اسے عنایہ کے کمرے کے قالین سے ملی تھی، اور باغبان کا اعترافِ جرم والا آڈیو ریکارڈ زایان کے سامنے رکھ دیا۔

"زایان بھائی! سچ یہ ہے کہ حیا آپی خود زہر لے کر عنایہ بھابھی کے کمرے میں گئی تھیں۔ وہ شاہ زمان کے وارث کو مٹانا چاہتی تھیں،" کزن نے دھیمی مگر واضح آواز میں کہا۔

کمرے میں جیسے بم پھٹا ہو۔ حیا کا چہرہ خوف اور شرمندگی سے یکدم سفید پڑ گیا اور اس نے زایان سے نظریں چرا لیں۔ چچی جان نے سر جھکایا، اور دادی جان نے افسوس سے اپنا

Maheen Malik Novel

سر پیٹ لیا۔ مکافاتِ عمل کا یہ پہیہ اتنی جلدی گھومے گا، کسی نے سوچا نہ تھا۔ حیا جو زہر دوسرے کے بچے کے لیے لائی تھی، اسی کی تپش نے اس کی اپنی گود کو ہمیشہ کے لیے سنسان کر دیا تھا۔

زایان نے ایک لفظ بھی نہیں کہا۔ اس کی آنکھوں میں حیا کے لیے ایک گہری نفرت اور اپنے کیے پر ایک بدترین پچھتاوا لہرایا۔ اس نے حیا کا ہاتھ اپنے ہاتھ سے جھٹکا اور طوفانی قدم اٹھاتا ہوا ہسپتال سے باہر نکل گیا۔ اس کا دماغ اب پھٹنے والا تھا۔ اس نے ایک بار پھر اس معصوم پر شک کیا تھا جس نے ہر بار اسے سچائی دی تھی۔

رات کے آخری پہر، جب گاڑی حویلی کے دالان میں رکی، تو زایان دیوانہ وار سیڑھیاں چڑھ کر اپنے کمرے کی طرف بھاگا۔ اس نے کانپتے

ہاتھوں سے لاک کھولا اور دروازہ اندر دھکیل دیا۔

کمرے کے اندر، عنایہ فرش پر نڈھال لیٹی ہوئی تھی، نقاہت اور صدمے سے اس کی آنکھیں آدھی کھلی تھیں اور اس کے ہونٹ خشک ہو چکے تھے۔ زایان کا دل یہ منظر دیکھ کر بری طرح تڑپ اٹھا۔ وہ ایک ہی پل میں اس کے پاس پہنچا اور اسے فرش سے اٹھا کر اپنے مضبوط، تپتے ہوئے سینے سے لگا لیا۔

"عنایہ... میری جان، آنکھیں کھولو! مجھے معاف کر دو، میں اندھا ہو گیا تھا!" زایان کی گرجدار آواز میں اس بار ایک بچے جیسی تڑپ اور پچھتاوا تھا۔ اس کی آنکھوں سے بہتے آنسو عنایہ کے زرد گالوں پر گرنے لگے۔

عنایہ نے مدہم سی نظریں اٹھا کر اپنے جابر شوہر کو دیکھا، جو اس وقت اس کی محبت

کی بھیک مانگ رہا تھا۔ اس نے آہستہ سے اپنا ہاتھ زایان کے چہرے پر رکھا۔ "میں نے۔۔۔ میں نے آپ کے بچے کو بچا لیا زایان۔۔۔" اس کی آواز حلق میں اٹکنے لگی۔

زایان نے مزید کچھ نہیں سنا۔ اس نے عنایہ کے اس نڈھال وجود کو انتہائی والہانہ اور گہرے رومانوی حصار میں جکڑ لیا۔ اس نے جھک کر عنایہ کے خشک لبوں پر اپنے لب رکھ دیے— شدید، تڑپ سے بھرپور اور پچھتاوے کی آگ میں جلتا ہوا تھا۔ اس لمس میں زایان اپنی روح کا ہر گناہ عنایہ کے سامنے اعتراف کر رہا تھا۔ عنایہ کے وجود کی خوشبو اور اس کے اندر دھڑکتی زندگی نے زایان کے اندر کے جلاد کو ہمیشہ کے لیے ایک مٹی کے ڈھیر میں بدل دیا تھا، اور شاہ زمان کا یہ مغرور مرد اب پوری طرح اپنی بیوی کی جاگیر بن چکا تھا۔

Maheen Malik Novel

زایان شاہ زمان کے اس شدید اور تڑپتے ہوئے لمس نے کمرے کی سردی کو پگھلا کر رکھ دیا تھا۔ وہ عنایہ کے لبوں سے الگ ہوا تو اس کی گہری، سیاہ آنکھوں میں پچھتاوے کی سرخ لکیریں صاف نمایاں تھیں۔ شاہ زمان کا وہ جابر مرد، جو خاندانی انا اور غیرت کے نام پر کسی کی جان لینے سے بھی نہیں کتراتا تھا، آج اپنے ہی کمرے کے فرش پر ایک معصوم لڑکی کے سامنے اپنے گھٹنوں کے بل ڈھیر ہو چکا تھا۔

اس نے عنایہ کے دونوں گالوں کو اپنے بڑے، کسرتی ہاتھوں کے پیالے میں بھرا۔ "میں نے پھر سے تم پر شک کیا عنایہ۔۔۔ میں نے اس خون پر شک کیا جو تمہارے اندر میری بقا بن کر سانس لے رہا ہے۔ مجھے سزا دو، مجھے ٹھکرا دو، لیکن اپنی یہ تڑپتی ہوئی آنکھیں مجھ سے مت پھیرو۔" زایان کی آواز حد درجہ دھیمی اور رومانوی سحر میں ڈوبی ہوئی تھی۔

Maheen Malik Novel

عنایہ—جس کا سارا وجود نقاہت سے کانپ رہا تھا—زایان کی آنکھوں میں سچائی اور محبت کا وہ طوفان دیکھ کر اپنے سارے دکھ بھول گئی۔ ایک عورت سب کچھ برداشت کر سکتی ہے، لیکن اپنے مجازی خدا کو اس طرح اپنے سامنے ہارا ہوا دیکھنا اس کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ اس نے روتے ہوئے اپنے مخملی ہاتھ زایان کے چوڑے کندھوں پر ٹکائے۔

" میرا قصور صرف اتنا تھا زایان کہ میں ملک خاندان کی بیٹی ہوں..." عنایہ کی سسکی زایان کے دل پر تیر کی طرح لگی۔ "میں نے ہر بار آپ کے بچے کی حفاظت کی، لیکن مجھے ہمیشہ اس حویلی میں صرف نفرت ملی۔"

" اب نہیں عنایہ... اب کوئی تمہیں دکھ نہیں دے گا!" زایان نے وحشت کے عالم میں سرگوشی کی اور ایک ہی جھٹکے میں عنایہ کو

فرش سے اٹھا کر اپنے مضبوط بازوؤں میں بھر لیا۔

اس نے اسے بستر کے نرم گدے پر لٹایا اور خود اس کے اوپر حاوی ہو گیا۔ اس بار اس کے وجود میں کوئی غصہ نہیں تھا، کوئی انتقام نہیں تھا —وہاں صرف اور صرف ایک مہیب، دیوانی کر دینے والی محبت تھی زایان نے عنایہ کے دونوں ہاتھوں کو بستر پر دبوچا اور انتہائی گھرے، پیاسے اور والہانہ انداز میں اپنے تپتے ہوئے لب عنایہ کے گالوں، اس کی صراحی دار گردن اور پھر اس کے سرخ تمتماتے ہوئے لبوں پر رکھ دیے

یہ لمس پچھلی تمام راتوں کے لمس پر بھاری تھا۔ اس میں ہسپتال کا وہ خوفناک سچ، حیا کا مکر اور عنایہ کی پاکدامنی کا اعتراف شامل تھا۔ عنایہ کا سارا غصہ، اس کی مدافعت زایان

کی اس بے پناہ اور جابرانہ محبت کے سامنے ریت کی دیوار ثابت ہوئی۔ اس کی آنکھیں موند گئیں اور وہ بے اختیار زایان کے کلف لگے گریبان کو اپنے ہاتھوں میں بھینچنے لگی، جبکہ زایان کا دوسرا ہاتھ اس کے ابھرے ہوئے پیٹ پر حد درجہ نرمی سے جم گیا، جیسے وہ اپنے وارث کو یقین دلا رہا ہو کہ اب اس کا باپ اس کی ڈھال بن کر کھڑا ہے۔

اگلی صبح جب حویلی شاہ زمان پر سورج کی پہلی کرن پڑی، تو دالان کا نقشہ بدل چکا تھا۔ دادی جان نے چچی جان اور حیا کے لیے حویلی کے پچھلے حصے کے دروازے ہمیشہ کے لیے بند کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ حیا کو اس کے گناہ کی سزا قدرت نے دے دی تھی، اور اب زایان شاہ زمان کا یہ قہر صرف اور صرف عنایہ کی محبت کی قید میں بدل چکا تھا۔ وہ حاکم جو سب پر راج کرتا تھا، آج اپنی ہی بیوی کی

Maheen Malik Novel

زلفوں کا اسیر ہو کر حویلی کا نیا سویرا لکھنے کے لیے تیار تھا۔

قسط : 17

حویلی شاہ زمان کی کالی اور بوجھل راتیں اب ماضی کا حصہ بنتی جا رہی تھیں۔ زایان کی بے پناہ اور جنونی محبت نے عنایہ کے دل سے خوف کی آخری لہر بھی مٹا دی تھی۔ اب وہ اس حویلی میں کسی قیدی کی طرح نہیں، بلکہ زایان کے دل اور اس کی سلطنت پر راج کرنے والی ملکہ کی طرح گھومتی تھی۔ زایان کا جلال اب حویلی کی دیواروں کے لیے ضرور تھا، مگر عنایہ کے سامنے آتے ہی وہ ایک موم کی طرح پگھل جاتا تھا۔

آج حویلی کا دالان ایک آخری اور فیصلہ کن منظر کا گواہ بننے جا رہا تھا۔ دادی جان کے حکم پر حیا کا سامان بکسوں میں بند کر کے

دالان کے وسط میں رکھ دیا گیا تھا۔ حیا، جس کا چہرہ گناہ کی پشیمانی اور گود اجڑنے کے غم سے زرد ہو چکا تھا، ساکت کھڑی تھی۔ چچی جان سر جھکائے رو رہی تھیں، کیونکہ وہ جانتی تھیں کہ اب شاہ زمان کی غیرت اور قانون کے سامنے ان کی کوئی سفارش کام نہیں آئے گی۔

زایان سیڑھیوں سے نیچے اترا، اس کا ہاتھ عنایہ کے ہاتھ میں محفوظ تھا۔ عنایہ کو اس طرح اپنے ساتھ دیکھ کر حیا کی آنکھوں میں آخری بار حسد کی چمک ابھری، مگر اب وہ بے بس تھی۔

"حیا! تم نے میرے وارث کو مٹانے کی کوشش کی،" زایان کی بھاری اور سرد آواز دالان میں گونجی۔ "شاہ زمان خاندان گناہگار کو اپنے سایہ دار درخت کے نیچے نہیں رکھتا۔ تمہارا

Maheen Malik Novel

اس حویلی سے رشتہ آج، اسی وقت ہمیشہ کے لیے ختم ہوتا ہے۔ تمہیں شہر کے دور والے بنگلے میں شفٹ کیا جا رہا ہے، جہاں تم اپنی باقی زندگی اپنے گناہوں کا کفارہ ادا کرتے ہوئے گزاروگی۔"

" زایان... مجھے معاف کر دو..." حیا نے روتے ہوئے دادی جان کی طرف دیکھا، مگر دادی جان نے اپنا رخ موڑ لیا۔ مکافاتِ عمل کا فیصلہ آ چکا تھا۔ حیا نے اپنی ماں کا ہاتھ تھاما اور سسکتے ہوئے حویلی کی اس اونچی دہلیز کو پار کر گئی، جسے اس نے اپنے مکر سے ناپاک کیا تھا۔

جب حیا رخصت ہو گئی، تو زایان نے رخ موڑ کر عنایہ کو دیکھا۔ اس کی گہری، سیاہ آنکھوں میں اب صرف عنایہ کا عکس تھا۔ وہ اسے سب کے سامنے اپنے ساتھ لگا کر دوبارہ اوپر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

کمرے کا دروازہ بند ہوتے ہی زایان نے عنایہ کو دیوار کے ساتھ لگایا۔ اس کے چہرے کا سخت تاثر لمحوں میں ایک گہرے، شدید رومانوی خمار میں بدل گیا۔ اس نے عنایہ کی کمر کے گرد اپنا مضبوط بازو کسا اور اس کے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں اٹھایا۔

" تم نے دیکھا عنایہ؟ جو میری جان کو دکھ دے گا، وہ شاہ زمان کی دنیا سے مٹا دیا جائے گا،" زایان نے انتہائی دھیمی، لرزا دینے والی آواز میں سرگوشی کی، اور جھک کر اپنے تپتے ہوئے لب عنایہ کے گالوں اور پھر اس کے سرخ لبوں پر رکھ دیے ایک ہی جھٹکے میں اپنا بازو اسکی نازک کمر کے گرد ڈالا اور اسے بے باکی سے کھینچ کر اپنے چوڑے، تپتے ہوئے سینے کے ساتھ لگا لیا! محبت اور حق ملکیت جتاتے ہوئے اسکے گہرے، بھیگے ہوئے لبوں کو اپنے لبوں کی گرفت میں لے لیا۔ نرمی اور شدت سے اس کے

Maheen Malik Novel

لبوں پر جھکا ہوا، ان کی ساری نمی اور تپش کو اپنے اندر نچوڑ رہا تھا۔ اس کی تشنگی ایسی تھی جو مٹنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی دوسرا ہاتھ اسکی کمر پر بے باکی سے پھیلتے ہوئے،

یہ لمس ایک شوہر کا اپنی بیوی کو دیا گیا وہ مان تھا، جس کے بعد حویلی کا ہر طوفان ہمیشہ کے لیے تھم چکا تھا اور ان کی محبت اب اپنے نئے سفر پر گامزن تھی۔

حویلی شاہ زمان سے حیا کی رخصتی کے بعد جیسے ہر دیوار پر پھیلا ہوا حسد کا وہ کالا سایہ ہمیشہ کے لیے چھٹ گیا تھا۔ دن پر لگا کر اڑ رہے تھے اور عنایہ کا حمل اب اپنے نویں مہینے میں داخل ہو چکا تھا۔ اس کا وہ وجود جو کبھی نقاہت سے زرد رہتا تھا، اب زایان کی بے پناہ محبت، دیکھ بھال اور ممتا کے انوکھے

Maheen Malik Novel

نور سے چمک رہا تھا۔

زایان نے اب فیکٹری اور بزنس کے کاموں کو تقریباً خیرباد کہہ دیا تھا یا یوں کہیں کہ وہ اپنے سارے کام حویلی کے اسی کمرے سے سنبھالتا تھا جہاں عنایہ موجود ہوتی۔ وہ اب ایک منٹ کے لیے بھی عنایہ کو اپنی نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دیتا تھا۔ اس کے دل میں اب بھی کہیں نہ کہیں ماضی کا وہ خوف اور پچھتاوا جاگتا تھا، اس لیے وہ خود اپنے ہاتھوں سے عنایہ کو وقت پر دوائیں دیتا اور اس کے نخرے اٹھاتا۔

آج شام کی خنک ہوا حویلی کے جھروکوں سے ٹکرا رہی تھی۔ عنایہ بستر پر کئی تکیوں کا سہارا لیے بیٹھی اپنے بھاری وجود کے ساتھ ہلکا سا سستانے کی کوشش کر رہی تھی۔ زایان کمرے میں داخل ہوا، اس کے ہاتھ میں گرم

سوپ کا پیالہ تھا۔ اس نے پیالہ سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور انتہائی نرمی سے بستر پر عنایہ کے بالکل پاس بیٹھ گیا۔

"بہت درد ہے؟" زایان نے اپنی بھاری مگر حد درجہ رومانوی آواز میں پوچھا اور اپنا بڑا، کسرتی ہاتھ عنایہ کے اس ابھرے ہوئے پیٹ پر رکھ دیا جہاں ان کا بچہ اب تیزی سے ہلچل کر رہا تھا۔

عنایہ نے زایان کے ہاتھ پر اپنا لرزتا ہوا مخملی ہاتھ رکھا اور مسکرا دی۔ "نہیں زایان... اب درد کا احساس نہیں ہوتا، جب آپ پاس ہوتے ہیں تو سب ٹھیک ہو جاتا ہے۔ بس اب انتظار نہیں ہوتا۔"

عنایہ کے اس معصومانہ اعتراف اور اس کے چہرے کی حیا نے زایان کے اندر ایک بار پھر محبت کی وہی پرانی تپش جگا دی۔ اس کی کالی آنکھوں میں ایک گہرا مردانہ سحر اور

Maheen Malik Novel

خمار لہرایا۔ اس نے سوپ کا پیالہ وہیں چھوڑا اور آگے بڑھ کر عنایہ کے نازک وجود کو اپنے کسرتی سینے کے حصار میں لے لیا۔

" انتظار تو مجھے بھی نہیں ہے عنایہ... اپنے وارث کا بھی، اور اپنی اس ملکہ کو پوری طرح اپنا بنانے کا بھی جس نے اس سنِگ دل شاہ زمان کو اپنے عشق کا قیدی بنا لیا،" زایان نے انتہائی دھیمی، لرزا دینے والی سرگوشی کی اور جھک کر اپنے تپتے ہوئے، پیاسے لب عنایہ کے ماتھے، اس کی بند ہوتی آنکھوں اور پھر اس کے سرخ کانپتے ہوئے لبوں پر رکھ دیے

یہ لمس پچھلی راتوں کی طرح وحشیانہ نہیں تھا، بلکہ اس میں ایک شوہر کی والہانہ عقیدت، آنے والے بچے کے لیے شکر گزاری اور اپنی بیوی کی روح کو چھو لینے کا احساس شامل تھا۔ عنایہ نے سکون سے اپنی آنکھیں موند لیں، اس

کے ہاتھ بے اختیار زایان کے چوڑے کندھوں پر جم گئے۔ اسی گہرے اور سحر انگیز رومانوی ماحول میں عنایہ کو یکدم اپنے پیٹ کے نچلے حصے میں ایک شدید، لرزا دینے والا درد محسوس ہوا، جس سے اس کے حلق سے ایک مدہم سی سسکی نکلی۔

شاہ زمان کے وارث کی آمد کا وقت اب آن پہنچا تھا، اور حویلی کا سکون ایک بار پھر خوشیوں کے ایک بڑے طوفان کی زد میں آنے والا تھا۔

قسط : 18

" زایان۔۔۔!" عنایہ کے حلق سے نکلی وہ دردناک سسکی کمرے کی رومانوی فضا کو یکسر چیر گئی غائب ہو گئی۔ اس کے ہاتھ زایان کے گریبان پر سختی سے جم گئے اور اس کا پورا وجود

Maheen Malik Novel

درد کی شدت سے مڑنے لگا۔ اس کے ماتھے پر پسینے کی ننھی ننھی بوندیں چمک اٹھیں اور گورا چہرہ تکلیف سے لال ہو گیا۔

زایان یکدم شاک میں آیا۔ اس کے دل کی دھڑکن ایک پل کے لیے رکی۔ وہ جو دنیا کے ہر طوفان کے سامنے چٹان بن کر کھڑا رہتا تھا، عنایہ کی یہ تکلیف دیکھ کر اس کے ہاتھ کانپنے لگے۔ ڈاکٹر آپ سے کہے گے بیوی یا بچے میں سے کسی ایک کی جان بچا سکتے ہیں ۔

" عنایہ! میری جان... کیا ہوا؟" زایان نے سراسیمگی کے عالم میں سرگوشی کی، اس کی آواز میں ایک انوکھا خوف تھا۔ میں اپنی بیوی کو چنوں کا بچے اور بہت ہو جائے گے ۔ "اس نے ایک ہی جھٹکے میں عنایہ کو اپنے مضبوط بازوؤں میں اٹھایا اور بیڈ سے نیچے لایا۔ "دادی جان! کوئی ہے؟ گاڑی نکالو!" اس کی شیر

جیسی گرجدار آواز حویلی کی دیواروں سے ٹکرا کر دالان تک گونج اٹھی۔

حویلی میں ایک بار پھر افرا تفری مچ گئی۔ دادی جان تسبیح ہاتھ میں لیے بھاگتی ہوئی آئیں، ملازمین دیوانہ وار گاڑیوں کی طرف لپکے۔ زایان نے عنایہ کو کسی نازک گڑیا کی طرح گاڑی کی پچھلی سیٹ پر اپنے سینے سے لگا کر بٹھایا۔ ہسپتال تک کا وہ آدھے گھنٹے کا سفر زایان کے لیے زندگی کا طویل ترین اور بدترین امتحان تھا، جہاں عنایہ ہر گزرتے لمحے کے ساتھ اس کے سینے میں اپنا چہرہ چھپا کر درد سے تڑپ رہی تھی۔

ہسپتال پہنچتے ہی عنایہ کو لیبر روم منتقل کر دیا گیا۔ زایان باہر راہداری میں دیوانوں کی طرح چکر کاٹ رہا تھا، اس کی وہ کالی مغرور آنکھیں آج اپنے رب کے سامنے التجا سے جھکی

ہوئی تھیں کہ اس کی محبت کو کچھ نہ ہو۔
پورے دو گھنٹے کے طویل اور اعصاب شکن انتظار کے بعد، لیبر روم کا بھاری دروازہ کھلا اور ڈاکٹر کے چہرے پر ایک مسکراہٹ تھی۔
"مبارک ہو شاہ زمان صاحب! اللہ نے آپ کو بیٹے سے نوازا ہے، ماں اور بچہ دونوں بالکل خیریت سے ہیں۔"
زایان کے وجود میں جیسے سکت واپس آ گئی۔ وہ کسی کی پرواہ کیے بغیر سیدھا اندر داخل ہوا۔
کمرے کے وسط میں عنایہ بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی، نقاہت سے اس کی آنکھیں موند رہی تھیں لیکن اس کے چہرے پر ممتا کا وہ انوکھا، الٰہی نور تھا جو دنیا کی ہر خوبصورتی پر بھاری تھا۔ اس کے پہلو میں سفید مخملی چادر میں لپٹا وہ ننھا فرشتہ تھا—شاہ زمان کا وارث،

Maheen Malik Novel

زایان اور عنایہ کی پاکیزہ محبت کا نچوڑ۔

زایان دھیمے، لرزتے قدموں سے بیڈ کے پاس پہنچا۔ اس نے جھک کر پہلے اس ننھے وجود کو دیکھا، جس کی شکل بالکل زایان کی طرح جابرانہ مگر معصوم تھی۔ زایان نے آہستہ سے اسے اپنی گود میں لیا، اس کی آنکھوں سے پچھتاوے، خوشی اور شکر گزاری کے آنسو بے اختیار بہہ نکلے اور اس ننھے بچے کے گال کو چھو گئے۔ اس نے بچے کو دادی جان کی گود میں دیا اور خود عنایہ کے بالکل پاس بیٹھ گیا۔

اس نے عنایہ کا لرزتا ہوا کمزور ہاتھ اٹھا کر اپنے لبوں سے لگا لیا۔ "تھینک یو عنایہ... میری زندگی کو زندگی بنانے کے لیے، مجھے شاہ زمان کا وارث دینے کے لیے،" زایان کی آواز حد درجہ گھری، بھاری اور ایک والہانہ، جنونی خمار میں ڈوبی ہوئی تھی۔

اس نے سب کی موجودگی کی پرواہ کیے بغیر جھک کر انتہائی گھرے اور شدید انداز میں اپنے لب عنایہ کے ماتھے پر اور پھر اس کے کانپتے ہوئے لبوں پر رکھ دیے یہ لمس اس بات کا اعلان تھا کہ ملک خاندان اور شاہ زمان خاندان کی یہ جنگ اب ہمیشہ کے لیے اس معصوم وارث کے قدموں میں دم توڑ چکی تھی، اور زایان کی سلطنت اب مکمل طور پر عنایہ کے عشق کی اسیر ہو چکی تھی۔

وارِث شاہ زمان کی آمد نے حویلی کے در و دیوار پر جیسے خوشیوں کی برسات کر دی تھی۔ پور حویلی کو دلہن کی طرح سجایا گیا تھا اور مضافات کے غریبوں میں شاہ زمان خاندان کی طرف سے راشن اور کپڑے تقسیم کیے جا رہے تھے۔ دادی جان کی خوشی کا تو

Maheen Malik Novel

کوئی ٹھکانہ ہی نہیں تھا، وہ ہر وقت اپنے پوتے کو گود میں لیے حویلی کے دالان میں بیٹھی رہتیں اور اس کی بلائیں لیتی تھیں۔ اس ننھے فرشتے کا نام زایان نے اپنی ماں کے نام کی نسبت سے "ایان شاہ زمان" رکھا تھا۔

عنایہ ہسپتال سے واپسی کے بعد اب حویلی کے اس سب سے بڑے اور شاہی کمرے میں منتقل ہو چکی تھی جو کبھی صرف زایان کا ہوا کرتا تھا۔ اب وہ اس حویلی کی کوئی دبی کچلی لڑکی نہیں، بلکہ پورے رعب اور مان کے ساتھ شاہ زمان کی واحد ملکہ بن کر جی رہی تھی۔

آج رات حویلی میں عقیقے کی بڑی محفل ختم ہوئی تھی اور تمام مہمان رخصت ہو چکے تھے۔ عنایہ کمرے میں لیمپ کی مدہم پیلی روشنی میں ایان کو جھولے میں لٹا کر اسے سلانے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس کا گورا چہرہ زچگی

کے بعد ایک انوکھے، مخملی نور سے دمک رہا تھا۔

ٹھیک اسی وقت کمرے کا بھاری لکڑی کا دروازہ کھلا اور زایان شاہ زمان اندر داخل ہوا۔ اس نے اپنے گلے سے بلیک ٹائی اتاری اور کوٹ بیڈ پر پھینکتے ہوئے سیدھا عنایہ کی طرف بڑھا۔ اس کی گہری، سیاہ آنکھوں میں اس وقت عقیقے کی محفل کا تھکن نہیں، بلکہ عنایہ کو دیکھ کر جاگنے والا وہی پرانا، جنونی خمار تھا۔

سو گیا میرا شیر؟" زایان نے جھولے میں جھک " کر ایان کے ماتھے کو چوما اور پھر رخ موڑ کر عنایہ کی کمر کے گرد اپنے کسرتی بازو پھیلا دیے۔

عنایہ نے شرماتے ہوئے زایان کے سینے پر ہاتھ رکھا۔ "زایان... آہستہ، وہ جاگ جائے گا۔ آپ ابھی تک چینج کرنے نہیں گئے؟"

چینج تو بعد میں ہوگا عنایہ، پہلے مجھے اپنی " اس جاگیر کا حق وصول کرنا ہے جس نے تین ماہ مجھے اپنے لمس سے دور رکھا،" آپ میرے لئے لڑیں گے آپ مجھ سے نہیں لڑیں گے عنایہ نے دھیمی آواز میں کہا ...تم غلط کروگی یا صحیح، ظاہر ہے دنیا کے سامنے میں تمہیں ہی سپورٹ کروں گا

زایان کی آواز حد درجہ دھیمی، لرزا دینے والی اور ایک گہرے سحر سے بھرپور تھی۔اور آپ مجھے کبھی لوگوں کے سامنے بے عزت نہیں کریں گے۔عنایہ نے پھر زایان کو دیکھتے ہوئے بولا ۔لوگوں کے سامنے کیا، میں کبھی تمہیں اکیلے میں بھی بے عزت نہیں کر سکتا.

اس نے ایک ہی جھٹکے میں عنایہ کو جھولے کے پاس سے اٹھایا اور بیڈ کے شاہی گدے پر منتقل کر دیا۔ بیگم آپ مجھے سنبھالیں، آپ کی دنیا

Mehreen Malik Novel

میں سنبھال لوں گا" زایان کا چوڑا، کسرتی وجود اب عنایہ کے نازک اور تپتے ہوئے بدن پر پوری طرح حاوی ہو چکا تھا۔ اس نے عنایہ کے دونوں ہاتھوں کو اس کے سر کے اوپر بیڈ کی چادر کے ساتھ دبوچ لیا، جہاں عنایہ کی چوڑیاں چھناکے سے بج اٹھیں۔

زایان - عنایہ کے لال ہوتے لبے کو چھوڑتے اب شدت سے ان کے لبوں پر جھکا اس کی سانسیں چرانے لگا۔ انداز میں اس قدر شدت اور سختی تھی کہ عنایہ کے ہاتھ ان کے کالر پر رکھے کپکپا اٹھے اور زایان کے ہاتھ بے باکھ سے اس کی شرطے کے اندر سے سر۔ سرکتے اس کی سٹریپن سے الجھنے لگے ۔ لبوں پر شدت بڑھتی جا رہی تھی اور عنایہ کی سانسیں اٹکتی عنایہ۔ نے بے حد لال ہوتے ہم سے سے اپنی اکتی سانسوں پر احتجاج کیا ۔ جن کو زایان نے نظر انداز کرتے اسے کو زیادہ سے کھلواڑ کرنے لگا۔

Maheen Malik Novel

زایان نے مزید ایک پل کی دوری بھی برداشت نہیں کی۔ اس نے جھک کر دوبارہ اپنے لب عنایہ کے کانپتے ہوئے سرخ لبوں پر رکھ دیے۔ یہ لمس پچھلے تمام مہینوں کے ضبط کا بندھن توڑ دینے والا تھا۔ اس میں ایک شوہر کا مان، باپ بننے کا غرور اور اپنی بیوی کے وجود کو اپنی روح میں اتار لینے کی تڑپ شامل تھی۔

عنایہ نے شروع میں ایان کے جاگنے کے خوف سے ہلکی سی مدافعت کرنی چاہی، مگر زایان کی محبت کی تپش اتنی شدید تھی کہ اس کا پورا وجود موم کی طرح پگھلتا چلا گیا۔ اس کی آنکھیں موند گئیں اور اس کے نازک ہاتھ بے اختیار زایان کے بالوں میں الجھ گئے، اور اس مدہم روشنی والے کمرے میں شاہ زمان کا وہ مغرور حاکم ایک بار پھر اپنی محبت کی قید

میں تمام دنیا سے بے خبر ہو گیا۔

قسط : 19

اس رات کا سحر ابھی پوری طرح ٹوٹا نہیں تھا کہ کمرے کی فضا اب بھی ان دونوں کے سانسوں کی تپش سے مہک رہی تھی۔

ز- ایا-ن پلیز س۔۔سلو کریں آ۔۔۔ آپ بہت بڑے ہیں "۔۔۔۔ وہ اسکی نازک کمر کو سہلاتا ہوا اسے اپنی شدتوں کے ساتھ سکون پہنچانے لگا. وہ اسکے کسرتی سینے سے لگی مخمور آنکھوں سے اوپر ، اوپر دیکھنے لگی۔ وہ معصوم سی آنکھیں آکسیجن کی کمی سے ابل کر باہر آنے کو ہوئی۔ "

زایان جب عنایہ کے لبوں سے الگ ہوا، تو اس کی آنکھوں میں وحشت نہیں، بلکہ ایک ایسی تسکین اور دھیما خمار تھا جو صرف ایک سچے عاشق کے چہرے پر سجتا ہے۔ اس نے اپنی

پیشانی عنایہ کی پیشانی سے ٹکائی، جہاں پسینے کے ننھے قطرے ان کے ملاپ کی گواہی دے رہے تھے۔

عنایہ کی سانسیں اب بھی اکھڑ رہی تھیں، اور اس کے گالوں پر حیا کی جو سرخی ابھری تھی، وہ لیمپ کی مدہم روشنی میں کسی گلاب کی مانند چمک رہی تھی۔ اس نے آہستہ سے اپنی بھیگی پلکیں اٹھائیں اور زایان کی کالی، سحر انگیز آنکھوں میں جھانکا، جہاں اب اس کے لیے کوئی خوف، کوئی تضحیک یا شک کا سایہ نہیں بچا تھا۔

" تم نے مجھے بدل دیا عنایہ..." زایان نے انتہائی دھیمی، لرزا دینے والی مخملی آواز میں سرگوشی کی، اور اپنی انگلیاں عنایہ کے بکھرے ہوئے ریشمی بالوں میں الجھا دیں۔ "شاہ زمان کا وہ غرور جس کے سامنے لوگ سر

Maheen Malik Novel

جھکاتے تھے، آج تمہاری ان مخملی آنکھوں کے سامنے گھٹنوں کے بل ہار گیا ہے۔ تم نے مجھے وہ زندگی دی ہے جس کا میں نے کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا جنون کی حد تک۔"

عنایہ نے مسکرا کر اپنے نازک ہاتھ زایان کے کسرتی چہرے پر رکھ دیے، اس کی مڑتی ہوئی انگلیاں زایان کی ہلکی داڑھی کو چھو رہی تھیں۔ "میں تو صرف آپ کی محبت کی قیدی تھی زایان۔ مجھے حویلی کی ملکہ بننے کا کوئی شوق نہیں تھا، مجھے تو بس آپ کے دل میں وہ چھوٹا سا کونا چاہیے تھا جہاں صرف میرا حق ہو۔"

چھوٹا سا کونا؟" زایان کے لبوں پر ایک دلکش، " مردانہ مسکراہٹ ابھری۔ "تم تو میری روح کی مالک بن چکی ہو، عنایہ۔"

اس نے ایک بار پھر جھک کر عنایہ کے ماتھے پر

Maheen Malik Novel

اپنی محبت کی مہر ثبت کی، اور پھر حد درجہ نرمی سے اسے اپنے بازوؤں کے حصار میں لے کر اپنے سینے سے لگا لیا۔ عنایہ نے اپنا سر اس کے چوڑے سینے پر ٹکایا، جہاں زایان کے دل کی باقاعدہ اور تیز دھڑکن اسے دنیا کے ہر طوفان سے محفوظ ہونے کا یقین دلا رہی تھی۔
پنگھوڑے میں سوئے ننھے ایان کی ہلکی سی آواز پر دونوں نے ایک ساتھ مسکرا کر ایک دوسرے کا ہاتھ تھام لیا۔ شاہ زمان کی حویلی اب کسی قید خانے کا پتہ نہیں دیتی تھی، بلکہ یہ ان کے عشق کی وہ لافانی داستان بن چکی تھی جس کا ہر صفحہ اب صرف محبت سے لکھا جانا تھا۔

حویلی شاہ زمان میں محبت کا جو سویرا ابھرا تھا، وہ جتنا پرسکون تھا، حویلی سے دور

Maheen Malik Novel

مضافاتی بنگلے میں قید حیا کے لیے وہ اتنی ہی بڑی دوزخ بن چکا تھا۔ اپنی گود اجڑنے کا صدمہ اور زایان کی طرف سے ہمیشہ کے لیے ملنے والی دھتکار نے حیا کو ایک ایسے پاگل پن میں مبتلا کر دیا تھا جہاں اب اس کا صرف ایک ہی مقصد باقی رہ گیا تھا—عنایہ کی خوشیوں کو ہمیشہ کے لیے مٹی میں ملانا۔

"تم وہاں اپنے وارث کے ساتھ عیش کر رہی ہو نا عنایہ؟" حیا اپنے ویران کمرے میں بیٹھی پاگلوں کی طرح ہنس رہی تھی، اس کے سامنے وہی زہر کی خالی شیشی رکھی ہوئی تھی جو اس کے برباد ہونے کا سبب بنی تھی۔ "زایان نے مجھے اس حویلی سے نکالا ہے، لیکن میں شاہ زمان کا وہ نام و نشان ہی مٹا دوں گی جس پر اسے اتنا ناز ہے۔"

حیا نے اب کی بار کسی ملازم یا باغبان کا

Mareen Malik Novel

سہارا نہیں لیا، بلکہ اس نے ملک خاندان کے ان دشمنوں سے رابطہ کیا تھا جو برسوں سے زایان شاہ زمان کے خون کے پیاسے تھے اور زایان کی سخت سیکیورٹی کی وجہ سے حویلی کے قریب پھٹکنے سے بھی ڈرتے تھے۔ حیا نے انہیں حویلی کے پچھلے خفیہ راستے کے تمام نقشے اور رات کے وقت بدلی جانے والی سیکیورٹی کی کمزور کڑیاں فراہم کر دیں تھیں۔

آج رات حویلی پر عجب سا سناٹا تھا، بالکل ویسا ہی جیسا کسی بڑے طوفان سے پہلے ہوتا ہے۔ زایان کسی فیکٹری کے ملازمین کے جھگڑے کو سلجھانے کے لیے رات گئے باہر گیا ہوا تھا، اور حویلی کی زیادہ تر سیکیورٹی اس کے ساتھ تھی۔ عنایہ اپنے کمرے میں ننھے ایان کو گود میں لیے گہری نیند سو رہی تھا، جبکہ دادی جان نچلے حصے میں تھیں۔

Mahreen Malik Novel

رات کے دوسرے پہر، جب حویلی کے چوکیدار گہری نیند کے غلبے میں تھے، حویلی کے پچھلے باغ کے راستے سے تین نقاب پوش، مسلح مرد اندر داخل ہوئے۔ حیا کا بتایا ہوا نقشہ بالکل درست تھا؛ وہ کسی بھی سیکیورٹی کیمرے کی زد میں آئے بغیر سیدھے اوپر والے شاہی کمرے کی طرف بڑھے۔

کمرے کا دروازہ لاک نہیں تھا کیونکہ زایان کی واپسی کا انتظار تھا۔ نقاب پوشوں نے انتہائی آہستگی سے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گئے۔ لیمپ کی مدہم روشنی میں بستر پر سوئی ہوئی عنایہ اور جھولے میں سانس لیتے ننھے ایان کو دیکھ کر ان کے چہروں پر ایک سفاکانہ مسکراہٹ ابھری۔

ایک نقاب پوش نے اپنی پسٹل سیدھی عنایہ کے ماتھے پر تان لی، جبکہ دوسرے نے جھولے

Maheen Malik Novel

کی طرف قدم بڑھائے۔

ٹھیک اسی وقت، عنایہ نے جیسے کسی انوکھی بے چینی کے تحت اچانک آنکھیں کھول دیں۔ اپنے سامنے موت کو کھڑا دیکھ کر اس کے حلق سے ایک خوفناک چیخ نکلنے ہی والی تھی کہ نقاب پوش نے اس کے منہ پر اپنا سخت ہاتھ جما دیا۔

خاموش! اگر ایک لفظ بھی بولا تو اس بچے کا " مغز یہیں دیوار پر لگا دیں گے،" نقاب پوش نے وحشیانہ آواز میں سرگوشی کی۔

عنایہ کی آنکھیں خوف سے پھٹ گئیں، اس کا سارا وجود برف کی طرح ٹھنڈا ہو گیا۔ زایان حویلی میں نہیں تھا، اور اس کے بچے کی جان اس وقت دنیا کے سب سے سفاک درندوں کے ہاتھوں میں تھی، جس نے شاہ زمان کی اس سلطنت میں ایک بار

پھر موت کا ہولناک کھیل شروع کر دیا تھا۔

قسط : 20

عنایہ کے منہ پر جما وہ سخت ہاتھ اس کی سانسوں کو گھوٹ رہا تھا، لیکن اس کی نظریں اپنے ماتھے پر تنی پسٹل پر نہیں، بلکہ جھولے کی طرف بڑھتے اس دوسرے نقاب پوش پر تھیں جس کے ہاتھ ننھے ایان کے بالکل قریب پہنچ چکے تھے۔ ایک ماں کے لیے اس کے بچے کی جان سے بڑھ کر کوئی خوف نہیں ہوتا، اور اسی خوف نے لمحوں میں عنایہ کے اندر ایک وحشیانہ طاقت بھر دی۔

اس نے اپنے پورے وجود کا زور لگا کر نقاب پوش کے ہاتھ پر اپنے دانت اس سختی سے گاڑے کہ اس کے حلق سے ایک دبی ہوئی چیخ نکلی اور اس کی گرفت ڈھیلی ہو گئی۔ منہ آزاد

Maheen Malik Novel

ہوتے ہی عنایہ نے پورے کمرے کو سر پر اٹھا لیا۔
"ہٹا اپنا گندا ہاتھ میرے بیٹے سے... ورنہ میں تجھے نوچ کر رکھ دوں گی!"

اس کی آواز میں جان لیوا جنون تھا۔

نقاب پوش نے غصے سے دانت پیستے ہوئے دوسرا ہاتھ اٹھایا اور عنایہ کے منہ پر ایک زوردار تھپڑ جڑ دیا۔

تڑاااک *

آواز پورے کمرے میں گونجی۔

عنایہ کا سر ایک طرف کو جھٹکے سے گیا۔
ہونٹ پھٹ گئے اور منہ سے خون کی دھار بہہ نکلی۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھایا لیکن وہ گری نہیں۔

اس نے لڑکھڑاتے قدموں سے خود کو سنبھالا، آنکھوں میں آنسو نہیں... آگ تھی۔

Maheen Malik Novel

اور پھر وہ شیرنی کی طرح دوبارہ اس پر پل پڑی۔

"*ایان کو ہاتھ لگایا تو میں تم سب کو زندہ نہیں چھوڑوں گی!"*

"چوکیدار! دادی جان! کوئی ہے؟ بچاؤ میرے بچے کو!" عنایہ دیوانہ وار بستر سے اچھلی اور دوسرے نقاب پوش پر شیرنی کی طرح جھپٹ پڑی جو ایان کو اٹھانے والا تھا۔ اس نے اس کے چہرے کا نقاب نوچ ڈالا اور اس کے بالوں کو پکڑ کر پوری قوت سے پیچھے کھینچا۔

نقاب پوش کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔

اس نے ایک جھٹکے سے عنایہ کا گریبان پکڑ کر اسے دیوار سے دے مارا۔ عنایہ کی کمر سے ہڈی ٹوٹنے کی آواز آئی۔

"*بہت بولتی ہے تو؟"* وہ دھاڑا۔

اگلے ہی لمحے اس کے دونوں ہاتھ عنایہ کے

Maheen Malik Novel

نازک گلے پر کس گئے۔

سانس گھٹنے لگی۔ عنایہ کے پاؤں زمین سے اوپر اٹھ گئے۔ وہ ہاتھ پاؤں مارنے لگی۔

اس کی آنکھیں باہر نکلنے کو تھیں۔ گلے سے گھٹی گھٹی آوازیں نکل رہی تھیں۔

لیکن اس کی نظریں... اب بھی جھولے پر تھیں۔ جہاں ایان سہما ہوا رو رہا تھا۔

ایک ماں مرتے دم تک بھی ہار نہیں مانتی۔

عنایہ نے آخری طاقت جمع کر کے اپنے ناخن اس کے ہاتھوں پر گاڑ دیے اور گھسیٹے۔

نقاب پوش چیخ کر پیچھے ہٹا۔ عنایہ فرش پر گری اور کھانستے ہوئے سانس لینے لگی۔

اس کے گلے پر سرخ نشان پڑ چکے تھے۔ سانس اکھڑ رہی تھی لیکن لبوں پر ایک ہی جملہ تھا:

میرے بیٹے کو... ہاتھ مت لگانا..."* "*

Maheen Malik Novel

کمرے میں صرف ایان کی سسکیاں اور عنایہ کی ٹوٹی سانسیں گونج رہی تھیں۔:عنایہ دوبارہ اٹھی آخری طاقت جمع کر کے اپنے ناخن اس کے ہاتھوں پر گاڑ دیے اور گھسیٹے۔

نقاب پوش چیخ کر پیچھے ہٹا۔ عنایہ فرش پر گری اور کھانستے ہوئے سانس لینے لگی۔

کمینی عورت! ہٹ پیچھے!" پہلے نقاب پوش نے " غصے میں پسٹل کا بھاری بٹ عنایہ کے سر پر مارا۔

ٹھاخ! ایک گہری ضرب عنایہ کے ماتھے پر لگی اور خون کی ایک پتلی لکیر اس کے گورے گال پر بہہ نکلی، لیکن اس نے ایان کے جھولے کو اپنے وجود سے ڈھانپ لیا۔ "تم میرے بچے کو نہیں چھو سکتے! مجھے مار دو خدا کا واسطہ لیکن میرے بچے کو چھوڑ دو!" اس کی چیخوں میں وہ کرب تھا جو حویلی کی فضا کو ہلا کر

Maheen Malik Novel

رکھ دے۔

اسی ہنگامے کے دوران، حویلی کے باہر گاڑی کے ٹائروں کی زوردار چیخ گونجی۔ زایان شاہ زمان واپس آچکا تھا۔ جیسے ہی اس کے کانوں میں اوپر کے کمرے سے آتی عنایہ کی چیخیں اور بچے کے رونے کی آواز پڑی، اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ اس نے ایک سیکنڈ بھی ضائع نہیں کیا۔ پسٹل لوڈ کرتے ہوئے وہ تین تین سیڑھیاں ایک ساتھ پھلانگتا ہوا اوپر کی طرف بھاگا۔

دھڑام! زایان نے لات مار کر کمرے کا دروازہ کھولا تو سامنے کا منظر دیکھ کر اس کا جلال قابو سے باہر ہو گیا۔ عنایہ سر سے بہتے خون کے ساتھ فرش پر گری ہوئی تھی اور ایک غنڈہ ایان کو جھولے سے اٹھا چکا تھا۔

کمینو!" زایان کی شیر جیسی گرجدار آواز "

گونجی اور اس کے ساتھ ہی کمرہ گولیوں کی آواز سے لرز اٹھا۔

ٹھائیں! ٹھائیں!

زایان کی پہلی گولی اس نقاب پوش کے سینے کے پار ہوئی جس نے ایان کو پکڑا ہوا تھا، وہ بچہ چھوڑ کر وہیں ڈھیر ہو گیا۔ دوسرا نقاب پوش کھڑکی کی طرف بھاگا لیکن زایان نے اس کی ٹانگ پر گولی مار کر اسے وہیں گرا دیا۔ تیسرا غنڈہ زایان پر گولی چلانے ہی والا تھا کہ زایان نے چیتے کی طرح لپک کر اس کا ہاتھ مروڑا اور پسٹل فرش پر گرا دی۔ اس نے اس کے منہ پر اتنے وحشیانہ مکے برسائے کہ اس کا چہرہ خون سے لت پت ہو گیا۔

کس نے بھیجا ہے تمہیں؟ بولو! ورنہ تمہاری " بوٹیاں کتے کھائیں گے!" زایان نے اس کا گریبان مروڑ کر دیوار سے لگایا، اس کا چہرہ اس وقت

قہر خداوندی کا روپ دھار چکا تھا۔

غنڈے نے کانپتے ہوئے موت کے خوف سے سچ اگل دیا۔ "حیا۔۔۔ حیا بی بی نے۔۔۔ انہوں نے ہمیں راستہ بتایا تھا اور بچے کو لانے کا کہا تھا!"

حیا کا نام سنتے ہی زایان کے دماغ کی کوئی رگ پھٹ گئی۔ اس نے غنڈے کو فرش پر پٹخا اور اپنے بندوں کو آواز دی جو اب تک کمرے میں پہنچ چکے تھے۔ "ان لاشوں اور ان کتوں کو یہاں سے نکالو اور پولیس کے حوالے کرو!"

وہ مڑا اور دیوانہ وار فرش پر نیم بے ہوش عنایہ کی طرف لپکا، جو اپنے گرتے ہوئے ہوش کے باوجود اپنے ہاتھ ایان کی طرف بڑھا رہی تھی جو فرش پر رو رہا تھا۔ زایان نے جھٹکے سے ایان کو اٹھا کر دادی جان کے حوالے کیا جو روتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئیں تھیں، اور خود عنایہ کو اپنی گود میں اٹھا کر بستر پر لے

Maheen Malik Novel

آیا۔ سچائی ایک بار پھر اس کے سامنے تھی، اور اس بار حیا نے شاہ زمان کے قہر کو اس مقام پر پہنچا دیا تھا جہاں سے اب کوئی واپسی ممکن نہیں تھی۔

عنایہ کے ماتھے سے بہتا ہوا خون زایان کے کلف لگے سفید کرتے پر گر کر جذب ہو رہا تھا، اور اس خون کا ایک ایک قطرہ زایان شاہ زمان کے اندر صدیوں پرانا جلاد جگانے کے لیے کافی تھا۔ اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے جب اس نے آہستگی سے عنایہ کا چہرہ تھاما۔

گلے پر پڑے نشان دیکھ کر اس کی آنکھیں سرخ ہو گئیں۔

"*تم ٹھیک ہو؟"* اس کی آواز رندھی ہوئی تھی۔

عنایہ نے درد سے مسکراتے ہوئے صرف اتنا کہا:

"ایان... ایان کو بچا لیں..."

اس نے عنایہ کو بستر پر لٹا کر ڈاکٹر کو بلانے

Maheen Malik Novel

کا حکم دیا، اور پھر مڑ کر دادی جان کی گود میں سہمے ہوئے ننھے ایان کو دیکھا۔

"دادی جان! عنایہ اور میرے بچے کی سیکیورٹی دگنی کر دیں، اگر اب حویلی کی ایک اینٹ کو بھی خراش آئی تو میں پورے شہر کو آگ لگا دوں گا،" زایان کی آواز میں وہ سردی اور سفاکی تھی جس سے حویلی کا دالان لرز اٹھا۔

وہ ایک پل بھی نہیں رکا۔ اپنی کمر کے پیچھے پسٹل اڑسی، گاڑی کی چابی اٹھائی اور طوفانی قدموں کے ساتھ حویلی سے باہر نکل گیا۔ اس بار اس کا رخ کسی فیکٹری یا بزنس میٹنگ کی طرف نہیں تھا، بلکہ اسی مضافاتی بنگلے کی طرف تھا جہاں حیا قید تھی۔ حیا نے شاہ زمان خاندان کے وارث پر ہاتھ ڈال کر اپنی موت کے پروانے پر خود دستخط کیے تھے۔

Maheen Malik Novel

جب زایان کی بلیک اس یو وی (SUV)
چڑچڑاتی ہوئی مضافاتی بنگلے کے لان میں
رکی، تو رات کے اندھیرے میں گاڑی کی
ہیڈلائٹس نے پورے بنگلے کو روشن کر دیا۔ حیا
کمرے کی کھڑکی سے یہ منظر دیکھ کر یکدم
خوف سے کانپ اٹھی۔ اس کا پلان ناکام ہو چکا
تھا، اس کے بھیجے ہوئے غنڈے یا تو مر چکے
تھے یا سچ اگل چکے تھے۔

دھڑام!

بنگلے کا مرکزی دروازہ زایان کی ایک ہی لات
سے ٹوٹ کر زمین پر جا گرا۔ زایان ہاتھ میں
لوڈڈ پسٹل لیے اندر داخل ہوا۔ اس کی آنکھیں
سرخ انگارہ ہو رہی تھیں اور چہرے پر موت کا
سکوت تھا۔

" زایان... زایان بھائی! میری بات سنیں، میں نے
کچھ نہیں کیا!" حیا نے سیڑھیوں کے پاس

کھڑے ہو کر روتے ہوئے اپنے ہاتھ جوڑے، مگر زایان کے کان اب کسی التجا کو سننے کے قابل نہیں تھے۔اس کی آنکھیں سرخ تھیں۔ جبڑا سختی سے بھینچا ہوا۔

وہ ایک سیڑھی اتر آئی۔ ہر قدم پر فرش کانپ رہا تھا۔دوسری۔

حیا کانپتے ہوئے پیچھے ہٹی۔

بھائی پلیز.. ایک بار میری بات تو سن لیں"*"* اس نے روتے ہوئے زایان کا بازو پکڑنے کی کوشش کی۔

تڑااک_ _

زایان نے پورے زور سے اس کے منہ پر تھپڑ رسید کیا۔

حیا چکرا کر زمین پر گر گئی۔ گال فوراً سرخ ہو گیا۔ ہونٹ کے کونے سے خون کی باریک لکیر بہہ نکلی۔

Maheen Malik Novel

ہاتھ مت لگانا مجھے!"* وہ گرجا۔ "*

حیا فرش پر بیٹھی سسکیاں لے رہی تھی۔ بال چہرے پر بکھر گئے تھے۔

میں... میں قاتل نہیں ہوں بھائی..."* وہ "* ہچکیوں کے بیچ بولی۔

زایان نے غصے سے دانت پیستے ہوئے دوسرا ہاتھ اٹھایا۔

تڑااک_ _

دوسرا تھپڑ۔ اس بار اور سخت۔

حیا ایک طرف گری اور دیوار سے سر ٹکرا گیا۔

آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔

تمہاری وجہ سے آج کیا کچھ نہیں ہوا ۔ تم " ابھی بھی معصوم بن رہی ہو؟"*

اس کی آواز پورے گھر میں گونج رہی تھی۔

حیا پیچھے ہٹتی گئی۔ آنسو گالوں پر بہہ رہے

Maheen Malik Novel

تھے۔

"*قسم سے بھائی، میں سچ کہہ رہی ہوں... مجھے نہیں پتہ تھا کہ وہ لوگ..."*

تڑااک_ _

اس کی بات مکمل بھی نہیں ہوئی تھی کہ زایان کا ہاتھ اس کے گال پر پڑا۔

حیا لڑکھڑا کر دیوار سے جا لگی۔

"*چپ!"* وہ دھاڑا۔

اس کی آواز میں اتنا زہر تھا کہ حیا کی سانس رک گئی۔

"*تمہاری ایک غلطی کی وجہ سے آج عنایہ کا کیا حال ہے۔ وہ ایک قدم اور قریب آیا۔

"*اور تم کہہ رہی ہو... تم نے کچھ نہیں کیا؟"*

حیا فرش پر گر کر گھٹنوں میں منہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

Maheen Malik Novel

"مجھے معاف کر دیں بھائی... پلیز..."

زایان نے نفرت سے اسے دیکھا۔

صرف حیا کی سسکیاں...

زایان بھاری قدم بڑھا کر بالکل حیا کے بالکل سامنے آکر بیھٹا ہو گیا۔ اس نے بغیر کچھ کہے حیا کا بازو اس سختی سے دبوچا کہ حیا کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ اس نے اسے اک دم کھرا کرا اور گھسیٹتے ہوئے نیچے لایا اور بنگلے کے وسط میں لگے لوہے کے ستون کے ساتھ دھکیل دیا۔

"تم نے سوچا تھا حیا کہ تم میری پیٹھ پیچھے وار کروگی اور میں تمہارا بھائی بن کر خاموش رہوں گا؟" زایان کی آواز کی گرج سے بنگلے کے شیشے جھناکے سے ٹوٹ گئے۔ "تم نے اس معصوم عنایہ پر وار کیا جس نے تمہارے گناہوں کے باوجود تمہارا سر اپنی گود میں رکھا تھا؟

Maheen Malik Novel

آنسو اور خاندانی وقار نے اس کے ہاتھ روک لیے۔ اس نے نفرت سے حیا کو پیچھے دھکیلا۔

" اس عورت کو ابھی اور اسی وقت اس ملک سے باہر بھیجنے کا بندوبست کرو،" زایان نے اپنے بندوں کو سرد آواز میں حکم دیا۔ "اس کا پاسپورٹ، اس کی پہچان، سب کچھ ضبط کر لیا جائے۔ یہ شاہ زمان خاندان کے لیے مر چکی ہے۔ اگر یہ دوبارہ کبھی پاکستان کی دھرتی پر نظر آئی، تو اس کی لاش بھی کسی کو نہیں ملے گی۔"

زایان مڑا اور حیا کے رونے اور چچی جان کی سسکیوں کی پرواہ کیے بغیر بنگلے سے باہر نکل گیا۔

قسط:21

بنگلے کی اس ہولناک رات کا حساب چکتا کر کے

زایان شاہ زمان جب واپس حویلی پہنچا، تو اس کے وجود پر پھیلا ہوا جلاد اب ایک عاشق کے پچھتاوے اور تڑپ میں بدل چکا تھا۔ وہ اپنے کلف لگے سفید کرتے پر لگے عنایہ کے خون کے دھبوں کو دیکھ رہا تھا، جو اسے اس کی اپنی ہی لاپرواہی کا احساس دلا رہے تھے۔ اگر وہ وقت پر نہ پہنچتا، تو شاید آج اس کی کائنات لٹ چکی ہوتی۔

وہ تیز قدموں سے سیڑھیاں چڑھ کر اپنے شاہی کمرے میں داخل ہوا۔

کمرے میں اب مکمل سکون تھا۔ ڈاکٹر عنایہ کے ماتھے پر پٹی باندھ کر جا چکی تھی اور وہ بیڈ پر نیم لیٹی ہوئی تھی، جبکہ اس کے برابر میں ننھا ایان پرسکون نیند سو رہا تھا۔ زایان کی آہٹ پا کر عنایہ نے اپنی بوجھل آنکھیں اٹھائیں۔ اس کے گورے چہرے پر اب بھی اس

خونی رات کا خوف اور زردی نمایاں تھی۔

زایان نے پسٹل سائیڈ ٹیبل پر پٹخی اور کسی کی پرواہ کیے بغیر سیدھا بستر پر عنایہ کے پاس بیٹھ گیا۔ اس نے انتہائی لرزتے ہوئے، کسرتی ہاتھوں سے عنایہ کے نازک چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں اٹھایا۔ اس کی گہری، سیاہ آنکھوں میں اس وقت آنسوؤں کی نمی تھی—شاہ زمان کا وہ حاکم مرد، جو دشمنوں کے سامنے چٹان تھا، آج اپنی بیوی کے اس زخم کو دیکھ کر اندر سے ٹوٹ چکا تھا

" مجھے معاف کر دو عنایہ... میں تمہیں پھر سے تحفظ نہ دے سکا،" زایان کی آواز حد درجہ بھاری اور رومانوی خمار میں ڈوبی ہوئی تھی، اس نے آگے بڑھ کر اپنی پیشانی عنایہ کی پٹی بندھی پیشانی سے ٹکا دی۔ "حیا اپنے انجام کو پہنچ چکی ہے، اب وہ کبھی تمہاری اور ہمارے

بچے کی زندگی میں واپس نہیں آئے گی۔ میں نے اس کا نام و نشان اس حویلی سے مٹا دیا ہے۔"

عنایہ نے زایان کی آنکھوں میں وہ بے پناہ تڑپ اور سچی محبت دیکھی، تو اس کے دل کا سارا میل دھل گیا۔ اس نے اپنے لرزتے ہوئے مخملی ہاتھ زایان کے چوڑے کندھوں پر رکھے اور دھیمی آواز میں بولی، "میں جانتی تھی زایان... میرا مان تھا کہ آپ میرے اور ایان کے پاس واپس ضرور آئیں گے۔ اب مجھے کوئی خوف نہیں ہے۔"

عنایہ کے اس مان نے زایان کے اندر ضبط کی آخری فصیل بھی توڑ دی۔ اس نے انتہائی والہانہ اور جنونی انداز میں عنایہ کے اس نازک وجود کو اپنی چوڑی، کسرتی چھاتی کے حصار میں بھینچ لیا، جیسے وہ اسے دنیا کی ہر

نظر سے چھپا لینا چاہتا ہو۔ اس نے جھک کر انتہائی گہرے، پیاسے اور پیشہ ورانہ رومانوی انداز میں اپنے لب عنایہ کے سرخ، تمتماتے ہوئے لبوں پر رکھ دیے۔

یہ لمس اس خونی رات کے خوف کا خاتمہ تھا، ایک حاکم شوہر کا اپنی ملکہ کے سامنے سِر تسلیم خم کرنے کا اعتراف تھا۔ عنایہ کا سارا وجود زایان کی محبت کی اس تپش میں موم کی طرح پگھل گیا، اس کی آنکھیں موند گئیں اور اس کے ہاتھ بے اختیار زایان کے بالوں میں الجھ گئے۔ شاہ زمان کی حویلی اب دشمنوں کی سازشوں سے پاک ہو کر، صرف اور صرف ان کے عشق کی لازوال سلطنت بن چکی تھی، جہاں اب خوشیوں کا ابدی سویرا ہو چکا تھا۔

حویلی شاہ زمان کے در و دیوار سے اب

Maheen Malik Novel

سازشوں، حسد اور انتقام کی سسکیاں ہمیشہ کے لیے دفن ہو چکی تھیں۔ حیا کی رخصتی کے بعد ملک خاندان اور شاہ زمان خاندان کے درمیان برسوں سے لگی وہ خونی آگ اب ننھے ایان کے معصوم قہقہوں کے سائے میں یکسر ٹھنڈی پڑ چکی تھی۔ دادی جان نے حویلی کے تمام سیاہ و سفید کے اختیارات باقاعدہ طور پر عنایہ کے سپرد کر دیے تھے، جو اب اس سلطنت کی اصل اور واحد ملکہ بن کر سب کے دلوں پر راج کر رہی تھی۔

آج حویلی کا دالان خوشبوؤں اور لیمپوں کی سنہری روشنی سے نہایا ہوا تھا کیونکہ ننھے ایان کی پہلی سالگرہ کی ایک پروقار تقریب ابھی ابھی ختم ہوئی تھی۔ تمام مہمان رخصت ہو چکے تھے اور حویلی پر ایک پرسکون، رومانوی سناٹا چھا چکا تھا۔

Maheen Malik Novel

عنایہ اپنے شاہی کمرے میں آئینے کے سامنے کھڑی اپنی بھاری جیولری اتار رہی تھی۔ زچگی کے ایک سال بعد اس کا حسن اب مزید نکھر چکا تھا، اس کا گورا چہرہ اور سرمئی آنکھیں زایان کی بے پناہ محبت کا پتہ دیتی تھیں۔ وہ جیسے ہی اپنے گلے کا ہار اتارنے لگی، آئینے میں اسے زایان کا چوڑا، کسرتی وجود اپنے بالکل پیچھے کھڑا نظر آیا۔

زایان نے اپنے کلف لگے بلیک کرتے کے آستین چڑھا رکھے تھے، اس کی گھری، سیاہ آنکھوں میں اس وقت عقیقے یا سالگرہ کی محفل کی تھکن نہیں بلکہ عنایہ کو دیکھ کر جاگنے والا وہی پرانا، جنونی خمار لہرایا۔ وہ دھیمے، حاکمانہ قدم اٹھاتا ہوا عنایہ کے بالکل قریب آیا اور اس کے نازک کندھوں پر اپنے مضبوط ہاتھ رکھ دیے۔

" ہار میں اتار دیتا ہوں،" زایان کی بھاری، لرزا دینے والی مخملی آواز کمرے کے سحر کو مزید گہرا کر گئی۔ اس نے انتہائی نرمی سے عنایہ کے ریشمی بالوں کو ایک طرف کیا اور اس کے گلے کا ڈائمنڈ ہار اتار دیا۔ اس کے کھردرے ہاتھوں کے لمس سے عنایہ کے پورے وجود میں ایک سنسنی دوڑ گئی اور اس نے شرما کر اپنی پلکیں جھکا لیں۔

زایان نے ہار سائیڈ پر رکھا اور ایک ہی جھٹکے میں عنایہ کا رخ اپنی طرف موڑ کر اسے دیوار اور اپنے کسرتی وجود کے درمیان دبوچ لیا

" زایان... کوئی دیکھ لے گا، ایان جاگ جائے گا،" عنایہ نے اس کے چوڑے سینے پر اپنے مخملی ہاتھ رکھ کر دھیمی آواز میں مدافعت کرنی چاہی، مگر اس کی سانسیں اب زایان کی تپش سے اکھڑنے لگی تھیں۔

" آج رات کوئی نہیں آئے گا عنایہ، اور ایان دادی جان کے پاس سو رہا ہے،" زایان نے حد درجہ رومانوی اور جابرانہ سرگوشی کی، اس کا چہرہ عنایہ کے چہرے کے اتنے قریب تھا کہ ان کے نفس ایک دوسرے میں مدغم ہو رہے تھے۔

"برسوں پہلے میں ایک جلاد بن کر اس حویلی میں تمہیں لایا تھا، لیکن تم نے اپنے عشق کی قید میں شاہ زمان کے اس مغرور حاکم کو ہمیشہ کے لیے اپنا غلام بنا لیا۔"

عنایہ نے اپنی بڑی بڑی سرمئی آنکھیں اٹھا کر اپنے مجازی خدا کو دیکھا، جس کی آنکھوں میں اب صرف اور صرف اس کے لیے پوجا اور شکر گزاری تھی۔ "اور میں اس قید سے کبھی آزاد نہیں ہونا چاہتی، زایان۔"

زایان نے مزید ایک پل کی دوری بھی برداشت نہیں کی۔ اس نے عنایہ کی نازک کمر کے گرد اپنا

Maheen Malik Novel

مضبوط بازو کسا، اسے اپنے وجود سے پوری طرح پیوست کیا اور انتہائی پیشہ ورانہ، گھرے، شدید اور والہانہ انداز میں اپنے لب عنایہ کے تمتماتے ہوئے سرخ لبوں پر رکھ دیے۔ یہ لمس پچھلے تمام دکھوں، زخموں اور پچھتاووں کا ابدی مرہم تھا۔ اس میں ایک مرد کا اپنی عورت کے سامنے سِر تسلیم خم کرنے کا اعتراف تھا، ایک ایسی محبت کا اعلان تھا جس پر زمان و مکاں کی کوئی بندش اثر انداز نہیں ہو سکتی تھی۔

لیمپ کی مدہم پیلی روشنی ان کے اس خوبصورت ملاپ پر رقص کرنے لگی۔ ۔

قسط 22

حویلی شاہ زمان کے آنگن میں خوشیوں کا جو پودا ننھے ایان کی شکل میں پنپا تھا، وہ اب

ایک گھنے درخت کی مانند ہو چکا تھا۔ زایان اور عنایہ کی محبت اب تمام طوفانوں سے گزر کر ایک پرسکون ساحل پر آچکی تھی، لیکن قدرت کے کھیل نرالے ہوتے ہیں۔ جہاں انسان سمجھتا ہے کہ کہانی ختم ہو گئی، تقدیر وہیں سے ایک ایسا ورق الٹ دیتی ہے جو پچھلی پوری تاریخ کو بدل کر رکھ دیتا ہے۔

آج رات حویلی پر عجب بوجھل سا سکوت تھا۔ آسمان پر کالے سیاہ بادل گرج رہے تھے اور تیز ہوا کے تھپیڑے حویلی کے اونچے جھروکوں سے ٹکرا رہے تھے۔ عنایہ اپنے کمرے میں کھڑکی کے پاس کھڑی باہر لان کی طرف دیکھ رہی تھی، جہاں تیز بارش نے ہر منظر کو دھندلا دیا تھا۔ اس کے دل میں صبح سے ایک عجیب سی بے چینی کروٹیں لے رہی تھا، جیسے کوئی بہت بڑا راز فاش ہونے والا ہو۔

زایان فیکٹری کے کچھ ضروری کاغذات پر دستخط کر کے جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا، اس نے عنایہ کے چہرے پر پھیلی اس زردی کو بھانپ لیا۔ اس نے پسٹل سائیڈ ٹیبل پر رکھی اور آگے بڑھ کر عنایہ کو پیچھے سے اپنے مضبوط، کسرتی حصار میں لے لی

" کیا بات ہے عنایہ؟ ایان بھی سو رہا ہے اور تم اس بارش کو دیکھ کر اتنی سہمی ہوئی کیوں ہو؟" زایان نے اپنی بھاری، مخملی آواز میں سرگوشی کی اور اپنے لب عنایہ کے گال پر رکھ دیے۔

" زایان... میرا دل بہت گھبرا رہا ہے۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے کوئی ایسی چیز واپس آرہی ہے جو بہت پہلے ہم سے چھن گئی تھی،" عنایہ نے مڑ کر زایان کے کلف لگے کرتے کو اپنے ہاتھوں میں بھینچ لیا۔

Maheen Malik Novel

" کوئی طوفان شاہ زمان کی دیواروں کو نہیں ہلا سکتا، میری جان،" زایان نے اسے تسلی دینے کے لیے ابھی اپنے لب اس کے لبوں کی طرف بڑھائے ہی تھے کہ یکدم نیچے دالان سے کسی کے چیخنے اور دادی جان کے رونے کی آواز گونجی۔

آہ... ! یہ میں کیا دیکھ رہی ہوں؟ میرا بچہ! میرا لال! دادی جان کی دردناک اور لرزتی ہوئی چیخ پورے دالان میں گونج اٹھی۔

زایان اور عنایہ کے وجود یکدم منجمد ہو گئے۔ دادی جان کا اس طرح چیخنا معمول کی بات نہیں تھی۔ زایان نے ایک پل ضائع کیے بغیر سائیڈ ٹیبل سے اپنی پسٹل اٹھائی، عنایہ کا ہاتھ تھاما اور دیوانہ وار سیڑھیوں کی طرف بھاگا۔

نیچے دالان کا منظر ایسا تھا کہ دیکھنے والے

Maheen Malik Novel

کے سانس حلق میں اٹک جائیں۔ حویلی کا مرکزی لوہے کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور تیز بارش کا پانی اندر

آرہا تھا۔ دالان کے وسط میں، لیمپ کی سنہری روشنی تلے، ایک شخص گھٹنوں کے بل گرا ہوا تھا۔ اس کا جسم جگہ جگہ سے زخمی تھا، کپڑے پھٹے ہوئے تھے اور چہرے پر داڑھی بڑھی ہوئی تھی—لیکن اس کی آنکھیں، اس کے چہرے کا وہ خاندانی نقشہ، اس کی دائیں آنکھ کے نیچے کا وہ نشان بالکل زایان جیسا تھا!

وہ کوئی دشمن نہیں تھا۔ وہ شاہ زمان خاندان کا وہ بڑا چشم و چراغ تھا جسے برسوں پہلے ملک خاندان کے ساتھ ایک خونی تصادم کے بعد مردہ سمجھ لیا گیا تھا، جس کا سوگ دادی جان نے برسوں منایا تھا۔ وہ زایان کا بڑا سگا بھائی—اذہان شاہ زمان تھا۔

"اذہان...؟" زایان کے حلق سے ایک ایسی آواز نکلی جو صدمے اور یقین کے درمیان جھول رہی تھی۔ اس کے ہاتھ سے پسٹل چھوٹ کر فرش پر جا گری۔ شاہ زمان کا وہ مغرور حاکم مرد، جو دشمنوں کے سامنے چٹان تھا، اپنے سگے بھائی کو زندہ اپنے سامنے دیکھ کر گھٹنوں کے بل فرش پر بیٹھ گیا۔

"بھائی... زایان..." اذہان نے انتہائی نقاہت سے اپنی بوجھل پلکیں اٹھائیں، اس کی آنکھوں میں برسوں کی قید، اذیت اور اپنوں سے دوری کا کرب صاف جھلک رہا تھا۔ اس نے زایان کی طرف اپنے لرزتے ہوئے ہاتھ بڑھائے، مگر زخموں کی تپش اور نقاہت کی وجہ سے اس کا سر فرش پر ڈھلک گیا اور وہ بے ہوش ہو گیا۔

"اذہان! میرے بچے!" دادی جان دیوانہ وار اس کے زخمی وجود پر دیکھ کر رونے لگیں۔

عنایہ نے صدمے سے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔ زایان کا بھائی، جس کی موت کا بدلہ لینے کے لیے زایان نے ملک خاندان پر قہر ڈھایا تھا، جس کے خون کے انتقام کی آگ میں عنایہ کو اس حویلی میں لایا گیا تھا—وہ بھائی تو زندہ تھا!

زایان نے چیتے کی طرح لپک کر اذہان کو اپنی مضبوط بوجھل گود میں اٹھایا۔ اس کی کالی آنکھوں میں اس وقت اپنے بھائی کے لیے تڑپ اور اس پر ظلم کرنے والوں کے لیے ایک ہولناک جلاد جاگ چکا تھا۔ وہ اذہان کو لیے اوپر کمرے کی طرف بھاگا، جہاں اب شاہ زمان خاندان کی تاریخ کا سب سے بڑا اور خونی راز کھلنے جا رہا تھا کہ آخر اذہان کو اتنے سال کس نے اور کیوں غائب رکھا تھا

حویلی کے شاہی کمرے میں اب زبردست ہنگامہ تھا۔ شہر کے سب سے بڑے ڈاکٹروں کی ٹیم

اذہان شاہ زمان کے زخموں کی پٹیوں اور ڈرپ لگانے میں مصروف تھی، جبکہ دادی جان بیڈ کے سرہانے بیٹھی مسلسل رو رہی تھیں اور ان کے کانپتے ہاتھ اپنے بڑے پوتے کے چہرے کو چھو رہے تھے۔

برسوں کا ماتم، جو ایک جھوٹی موت کی خبر پر شروع ہوا تھا، آج معجزے کی شکل میں ان کے سامنے سانس لے رہا تھا۔

زایان کمرے کے ایک کونے میں اندھیرے کے سائے میں کھڑا تھا۔ اس کا کلف لگا سفید کرتا اب اذہان کے زخموں کے خون سے جگہ جگہ سے سرخ ہو چکا تھا، لیکن اس کے چہرے پر اس وقت کوئی سکون نہیں تھا، بلکہ ایک ہولناک طوفان مچل رہا تھا۔ اگر اذہان زندہ تھا، تو وہ خونی جنگ، وہ ملک خاندان سے برسوں کا انتقام، اور عنایہ کو اس حویلی میں قیدی بنا

کر لانا—وہ سب کس بنیاد پر تھا؟ زایان کا پورا جنون تو ایک ایسے جھوٹ پر کھڑا تھا جو اب ریت کی دیوار کی طرح ڈھہ چکا تھا۔

عنایہ کمرے کے دوسرے کونے میں کھڑی زایان کو دیکھ رہی تھی۔ اس کی سرمئی آنکھوں میں اس وقت صدمہ، پچھتاوا اور زایان کے لیے ایک انوکھی تڑپ تھی۔ وہ جانتی تھی کہ زایان نے جو کچھ بھی کیا، اپنے اس بھائی کے خون کا بدلہ لینے کے لیے کیا تھا جسے وہ دنیا میں سب سے زیادہ چاہتا تھا۔

جب ڈاکٹروں نے اذہان کو سکون آور انجکشن دیا اور دادی جان چچی جان کے ساتھ دوسرے کمرے میں گئیں، تو کمرے میں صرف زایان اور عنایہ رہ گئے۔

زایان نے بوجھل قدموں سے بیڈ کے پاس آ کر اپنے بھائی کے چہرے کو دیکھا، اور پھر اس نے

Mahreen Malik Novel

رخ موڑ کر عنایہ کی طرف قدم بڑھائے۔ شاہ زمان کا وہ مغرور حاکم، جو کبھی کسی کے سامنے نہیں جھکا تھا، آج اس کی کالی آنکھوں میں آنسوؤں کی نمی تھی اور اس کا پورا وجود لرز رہا تھا انتقام کے آگ جل رہی تھی ---- غم اور غصے سے حویلی سے چلا گیا۔۔۔زایان جو رات سے گیا ہوا تھا ۔۔۔صبح حویلی لوتا ۔۔ کہاں تھے کل رات آپ۔۔؟

(اس کے بپھرے ہوئے انداز پر بریال کا تولیے سے بال رگڑتا ہاتھ وہیں ٹھٹھک گیا، مگر اگلے ہی پل اس نے آنکھوں میں ناگواری لیے اسے گھورا۔)

" تم ہوتی کون ہو مجھ سے پوچھنے؟"

" بیوی۔۔! بیوی ہوں میں آپ کی۔۔ آپ کے بچے کی ماں ہوں!" وہ تیز قدم اٹھاتی اس کے سامنے آ گئی۔ کرتا اب بھی اس کے ہاتھ میں موجود تھا۔

" اپنی اوقات میں رہو۔۔ یا تم چاہ رہی ہو کہ میں لگام ڈالوں؟" وہ نم آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سنگین لہجے میں بولا۔

عانیہ کے چہرے پر تمسخر سا پھیل گیا۔

" جو خود بے لگام ہو، وہ کیا کسی کو لگام ڈالے گا۔۔!!"

" عانیہیییہ۔۔!" پوری قوت سے دھاڑتا ہوا وہ اس کی چٹیا اپنی آہنی گرفت میں لے گیا۔ اس کا چہرہ غصے سے تانبے کی طرح تپ اٹھا۔

" چلائیں مت۔۔!!" وہ بھی چیختی ہوئی اس کا ہاتھ پوری قوت سے جھٹک گئی۔ آج وہ واقعی پاگل ہو چکی تھی! "کیا ہے یہ۔۔ بتائیں مجھے کیا ہے یہ۔۔؟ کس کے پاس رات کالی کر کے آتے ہیں آپ۔۔!" وہ کرتے کا کالر اس کی آنکھوں کے سامنے لہراتے ہوئے پھٹ پڑی تھی۔

جبکہ اپنے کرتے پر لپ اسٹک کا نشان دیکھ کر

Maheen Malik Novel

زایان کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔

" جواب دیں مجھے۔۔! کیوں کیا آپ نے میرے ساتھ ایسا۔۔! گھن آ رہی ہے مجھے آپ سے۔۔" نفرت سے کہتی ہوئی وہ کرتا اس کے سینے پر مار کر پیچھے ہٹی، اور زایان اپنے جبڑے بھینچتا اندر ہی اندر پاگل ہونے لگا۔

" گھن۔۔ گھن آ رہی ہے؟" وہ آگے بڑھ کر اس کی ٹھوڑی اپنی مضبوط گرفت میں جکڑ گیا۔۔ "تو سن لے، تو ساری زندگی اسی گھناؤنے مرد کے ساتھ گزارے گی جو ہر رات دوسری عورت کی باہوں میں گزار کر آتا ہے!"

اس کی پھنکار پر عانیہ کا چہرہ لٹھے کی طرح سفید پڑ گیا۔ جبکہ وہ جنونی انداز میں ہنس پڑا۔ "میرے پاؤں کی جوتی ہے تو۔۔ یاد رکھ یہ بات! جوتی۔۔! اور جوتی کی اوقات ہمیشہ پیروں میں ہوتی ہے۔ یہ میرا احسان ہے جو

Maheen Malik Novel

تجھے اپنے کمرے اور بستر پر جگہ دی ہے!"

عانیہ کی آنکھیں صدمے کے مارے پتھرا گئیں تھیں۔ مگر اگلے ہی لمحے اسے اس شخص کے ساتھ ہونے پر اپنا وجود غلیظ لگنے لگا۔

" دور۔۔ دور ہو جاؤ مجھ سے! نہیں رہنا مجھے تم جیسے زانی کے ساتھ۔۔ چھوڑو مجھے!" وہ ہیجانی کیفیت میں مبتلا چیخنے لگی۔ "میں نہیں رہوں گی یہاں۔۔ مجھے گھر جانا ہے!"

اور تبھی ایک زور دار تھپڑ اس کے گال پر آ لگا۔

" کمینی! یہیں زمین میں گاڑھ دوں گا اگر میرے سامنے ایک لفظ بھی بکواس کی!"

عانیہ نے اپنے سرخ پڑتے رخسار پر ہاتھ رکھتے ہوئے نفرت سے اسے پرے دھکیلا۔ "مجھے نفرت ہے تم جیسے غلیظ مرد سے۔۔ تم کچھ بھی کر لو، میرے قریب مت آنا! اب میں ایک لمحہ بھی یہاں نہیں رہوں گی۔ میں اپنے بیٹے کو لے کر یہ

Maheen Malik Novel

حویلی چھوڑ کر چلی جاؤں گی!" اس کا لہجہ اب براہ راست بغاوت بن چکا تھا، اور اس کے اندر کا سارا درد طوفان کی طرح امڈ آیا تھا۔

وہ تیزی سے کمرے کے دروازے کی طرف لپکی، مگر زایان، جو اس کے توہین آمیز الفاظ پر اپنے حواس کھو بیٹھا تھا، نے بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ کر اس کے بال پکڑے اور گھسیٹتے ہوئے واپس پلنگ پر دے مارا۔ عانیہ نے فرطِ غضب اور نفرت سے رخ بدل کر اس درندے کو دیکھا جو اس وقت ایک زہریلا ناگ بن کر اس کی سمت بڑھ رہا تھا—جبکہ دوسری طرف، باہر بھوک سے بلکتے ننھے ایان کے رونے کی آوازیں پورے ماحول کو اور بھی زیادہ غمگین اور ہولناک بنا رہی تھیں...حویلی کے شاہی کمرے کی فضا اس وقت کسی آتش فشاں کے دہانے کی طرح دہک رہی تھی۔ زایان کے اندر کا جلاد اب اپنے قابو سے باہر ہو چکا تھا، اور عانیہ کی

آنکھوں میں موجود نفرت اور بغاوت نے اس آگ میں اور تیل چھڑک دیا تھا۔

پلنگ پر گری عانیہ نے جب اپنے اوپر جھکتے اس درندے کو دیکھا، تو اس کے دل کا ہر رشتہ اس زانی اور سنگ دل شخص سے کٹ چکا تھا۔ اس کا سارا وجود کانپ رہا تھا، مگر اس کی سرمئی آنکھوں میں اب بھی خوف کے بجائے ایک ہولناک چنگاری موجود تھی۔

"خبردار جو مجھ سے ہاتھ بھی لگایا..!" عانیہ نے اپنی پوری طاقت سے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے دھکیلنے کی کوشش کی، مگر زایان کی آہنی گرفت کے سامنے اس کی یہ کوشش ریت کی دیوار ثابت ہوئی۔

"تمہیں لگتا ہے کہ تم اس حویلی سے اپنے بیٹے کو لے کر بھاگ جاؤ گی؟" زایان کی آواز ایک سرد اور ہولناک سرگوشی کی طرح اس کے

Maheen Malik Novel

کانوں سے ٹکرائی۔ اس کے چہرے کی رگیں تن چکی تھیں، اور اس کی کالی آنکھوں میں جنون کا سمندر موجیں مار رہا تھا۔ "یہ شاہ زمان کی حویلی ہے، عنایہ! یہاں سانس بھی میری اجازت کے بغیر لی جاتی ہے، اور تم یہ سوچ رہی ہو کہ میرے نام پر داغ لگا کر، میرے منہ پر طمانچہ مار کر تم یہاں سے چلی جاؤ گی؟"

" ہاں جانا ہے مجھے! ایک منٹ بھی مزید اس گھناؤنی جگہ پر نہیں رہنا چاہتی!" عانیہ کی سسکیاں اب چیخوں میں بدل چکی تھیں، اور اس کا گلا بیٹھ رہا تھا۔ "تمہیں اپنے علاوہ کسی کی محبت نہیں ہے! وہ بھائی جس کے لیے تم نے پوری دنیا کو آگ لگا دی، آج وہ زندہ سامنے آ گیا تو تمہارا غرور اور بڑھ گیا ہے۔ اور میرا معصوم بچہ... وہ باہر بھوک سے تڑپ رہا ہے، اور تمہیں صرف اپنی مردانہ جاہ و جلال کی

Mahreen Malik Novel

پڑی ہے!"

ایان کے مسلسل رونے کی آوازیں اب نیچے دالان سے بھی صاف سنائی دے رہی تھیں، جہاں دادی جان یا کسی اور کی دوڑنے کی چاپ سنائی دی تھی۔

زایان نے جب عانیہ کے منہ سے اپنے بھائی اور ایان کا ذکر سنا، تو اس کا ہاتھ ایک لمحے کے لیے رکا، مگر اس کے انا کے بت کو یہ بات اور زہر لگ گئی۔ اس نے جھک کر عانیہ کے دونوں ہاتھ پکڑ کر اس کے سر کے اوپر بستر پر جکڑ دیے۔ اس کا چہرہ عانیہ کے بالکل قریب آ گیا، جہاں دونوں کی گرم سانسیں آپس میں ٹکرا رہی تھیں۔

" بچے کی بات کرتی ہو؟" زایان زہریلے انداز میں ہنسا، اس کی ہنسی میں کوئی خوشی نہیں بلکہ ایک حوان صفت غصہ تھا۔ "وہ بچہ بھی

میرا ہے، اور تم بھی میری ملکیت ہو! آج کے بعد اس منہ سے جانے کی بات نکلی نا، تو میں بھول جاؤں گا کہ تم کون ہو!"

اسی لمحے کمرے کے دروازے پر کسی نے زور زور سے دستک دی اور ساتھ ہی چچی جان کی گھبرائی ہوئی آواز گونجی۔

" زایان بیٹا! دروازہ کھول! باہر نیچے کیا ہو رہا ہے؟ اور ایان کا رو رو کر برا حال ہے، کوئی تو اندر جاؤ!"

دروازے پر پڑنے والی اس دستک نے زایان کو ہوش کی دنیا میں واپس دھکیلا۔ اس کی گرفت عانیہ کے ہاتھوں پر سے ہلکی ہوئی تو عانیہ نے پوری طاقت سے جھٹکا دے کر خود کو آزاد کیا اور پیچھے ہٹ کر بستر کے کونے سے جا لگی۔ اس کے بال بکھرے ہوئے تھے، کپڑے اور دوپٹہ بے ترتیب تھا، اور اس کے سینے کا اٹھاؤ

Mareen Malik Novel

بتا رہا تھا کہ وہ اندر سے کتنی ٹوٹ چکی ہے۔

زایان نے ایک حقارت بھری نظر عانیہ پر ڈالی، اپنے بکھرے ہوئے بال سیدھے کیے اور ایک طوفان کی طرح قدم اٹھاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

اس نے جھٹکے سے دروازہ کھولا، جہاں سامنے کھڑی چچی جان اور نیچے لان کی طرف جاتی ہوئی دھندلی روشنی نے ایک نیا منظر پیش کر دیا۔

"کیا ہے؟" زایان کی دھاڑتی ہوئی آواز سن کر چچی جان کے قدم پیچھے ہٹ گئے۔

"بیٹا... وہ نیچے... اذہان کو ہوش آ گیا ہے، اور وہ تمہیں بلا رہا ہے!" چچی جان نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

زایان کا چہرہ ایک لمحے کے لیے بدلا۔ بھائی کی پکار اور دوسری طرف کمرے میں موجود عانیہ

کی نفرت—یہ دو الگ الگ آگ تھیں جن میں وہ جل رہا تھا۔ وہ ایک بار پیچھے مڑ کر کمرے کے اندھیرے میں سہم کر بیٹھی عانیہ کو دیکھا، جس کی نگاہیں نفرت سے اس پر جمی ہوئی تھیں، اور پھر وہ لمبی لمبی ڈگیں بھرتا ہوا نیچے اذہان کے کمرے کی طرف روانہ ہو گیا۔ زایان دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا، تو وہاں ڈاکٹر اور دادی جان موجود تھیں۔ اذہان نیم دراز حالت میں بیڈ کے سرہانے ٹیک لگائے بیٹھا تھا، اس کے چہرے کی زردی اور آنکھوں میں موجود خوف و اذیت صاف بتا رہی تھی کہ اس پر کیا بیتی ہے۔

قسط : 23

زایان..." اذہان نے کمزور مگر لرزتی ہوئی آواز " میں اپنے بھائی کو پکارا اور اشارے سے ڈاکٹر

اور دادی جان کو باہر جانے کا کہا۔ دادی جان نے چاہا کہ وہ کچھ کہیں، مگر اذہان کی اضطراب سے بھری آنکھیں دیکھ کر وہ خاموشی سے کمرے سے باہر نکل گئیں، اور ڈاکٹر بھی ان کے پیچھے چلا گیا۔

جب کمرے میں صرف دونوں بھائی رہ گئے،

تو زایان نے اپنے قدم آگے بڑھائے اور بیڈ کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی کالی آنکھوں میں جو غصہ عانیہ کے کمرے میں موجود تھا، وہ اب اذہان کے سامنے ایک دردناک سوال بن چکا تھا۔

" بولو اذہان... کون ہے وہ غدار؟ کس نے تمہیں تین سال تک اس جہنم میں قید رکھا؟" زایان کی آواز میں ایک ہولناک گرج تھی، مگر اس بار اس میں اپنے بھائی کے لیے ایک تڑپ بھی شامل تھی۔زایان..." اذہان کی لرزتی آواز

Maheen Malik Novel

گونجی۔ "مجھے ملک فرید نے نہیں... مجھے حیا کے باپ اور سیکیورٹی کے اس غدار نے غائب کیا تھا، جو ملک خاندان کے سر الزام لگا کر خود شاہ زمان کی جائیداد پر قبضہ کرنا چاہتے تھے۔"

یہ انکشاف کمرے میں کسی دھماکے کی طرح پھٹا۔ دشمن باہر نہیں، بلکہ حویلی کے اپنے ہی خون میں چھپا ہوا تھا، اور اب زایان شاہ زمان کا اصل قہر ان اپنوں پر ٹوٹنے والا تھا جنہوں نے اس کے بھائی کو زندہ درگور کیا تھا۔

اذہان کی اس ایک بات نے کمرے میں موجود ہر شخص کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ "حیا کے باپ..."

زایان کی آنکھیں حیرت اور غصے سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

حیا—وہی حیا جو اذہان کی اپنی سگی بیوی تھی، بھائی آپ کی بیوی ؟؟! دادی جان، جو

ابھی دروازے پر ہی تھیں، اس انکشاف پر سن ہو کر رہ گئیں۔ جس خاندان کو انہوں نے اپنی بیٹی کی طرح پناہ دی تھی، اسی حیا کا باپ اندر ہی اندر شاہ زمان خاندان کی جائیداد اور اقتدار کا پجاری نکلا۔

" حیا..." زایان کے حلق سے بمشکل یہ نام نکلا۔ اس کا پورا وجود نفرت سے کانپ اٹھا۔ "وہ... وہ سب کچھ جانتی تھی؟"

اذہان نے کراہتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔ "نہیں زایان... حیا اس سب میں شامل نہیں تھی۔ وہ تو خود اپنے باپ کے اس بھیانک روپ سے بے خبر تھی، مگر اس کے باپ نے میرے نام پر، میری لاش کے جھوٹ پر اس حویلی کے اندر اپنے قدم جمانے شروع کر دیے تھے۔ وہ تجھے اور عنایہ کو بھی اسی سازش کے تحت آپس میں لڑا رہے تھے!"

یہ سنتے ہی زایان کے پیروں تلے زمین نکل گئی۔ اس کا ذہن ایک دم گھوم گیا۔ اسے یاد آیا کہ کیسے حویلی کے اندر کچھ ایسے ہی مکار اشارے دیے گئے تھے، کیسے اس کے اور عنایہ کے درمیان غلط فہمیوں کا زہر گھولا گیا تھا، اور وہ خود اپنے جنون میں اندھا ہو کر اپنی ہی بیوی عنایہ پر ہاتھ اٹھا بیٹھا تھا—وہی عنایہ جو اب اپنے معصوم بچے کو لے کر اس طوفان میں حویلی چھوڑ کر جا چکی تھی۔

"مجھے اس غدار کو زندہ زمین میں گاڑنا ہے!" زایان کی دھاڑ سے پوری حویلی لرز اٹھی۔ اس کا جلاد صفت روپ اب ایک خونخوار طوفان کی شکل اختیار کر چکا تھا۔

اس نے ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کیا،

کمرے سے باہر نکل کر غازی اور حیا کے باپ کی طرف دوڑا، کیونکہ اب حساب چکانے کا وقت آ

چکا تھا—مگر اس سب کے ساتھ، اس کے دل کے کسی نہ کسی کونے میں عنایہ اور ننھے ایان کے ساتھ زیادتیوں پر بھی افسوس ہو رہا تھا

حیا کا باپ—جو زایان کا سگا چچا تھا—اور حویلی کا وہ غدار سیکیورٹی انچارج، جنہیں زایان نے ہمیشہ اپنے سر کا تاج بنا کر رکھا تھا، وہی اس خونی کھیل کے اصل مہرے نکلے۔ ملک خاندان سے دشمنی تو صرف ایک مہرہ تھی تاکہ زایان کو انتقام کی آگ میں اندھا کر کے جائیداد اور حاکمیت پر قبضہ کیا جا سکے۔

زایان شاہ زمان کے چہرے پر چائی وہ سرخ رنگت اب سیاہ قہر میں بدل چکی تھی۔ اس کی کالی آنکھیں غصے سے اس حد تک دہک اٹھیں کہ عنایہ بھی ایک پل کے لیے لرز گئی۔

چچا جان..." زایان کے لبوں سے یہ لفظ کسی "

جلاد کی سرگوشی کی طرح نکلا۔ اس نے سائیڈ ٹیبل پر رکھی اپنی لوڈڈ پسٹل اٹھائی اور اسے اپنی کمر کے پیچھے اڑسا۔

زایان! خدا کے لیے رک جاؤ بیٹا، ابھی آپ کا " غصہ سب کچھ برباد کر دے گا، "

جس خون کی خاطر میں نے تمہیں تڑپایا، وہ خون تین سال تک میرے ہی چچا کی قید میں سسکتا رہا۔ اگر آج میں نے اس حویلی سے ان آستین کے سانپوں کا خاتمہ نہ کیا، تو میں شاہ زمان کہلانے کے لائق نہیں!"

حویلی کے زیریں دالان میں چچا جان اور سیکیورٹی انچارج 'مظفر' چائے کے کپ ہاتھ میں لیے بیٹھے تھے، وہ اس بات سے بالکل بے خبر تھے کہ اذہان کو ہوش آ چکا ہے اور ان کا موت کا پروانہ تیار ہو چکا ہے۔

دھڑام!

سیڑھیوں سے اترتے ہی زایان نے سامنے پڑے شیشے کے بھاری میز پر لات ماری، جو سیکنڈوں میں چور چور ہو گیا۔ چچا جان اور مظفر یکدم خوف سے اپنی جگہ سے کھڑے ہو گئے۔

"زایان... یہ کیا بدتمیزی ہے؟" چچا جان نے اپنی لرزتی آواز کو چھپاتے ہوئے روب جھاڑنا چاہا۔

"بدتمیزی؟" زایان کی شیر جیسی گرجدار آواز پورے دالان میں گونجی۔ اس نے ایک ہی جھٹکے میں مظفر کا گریبان مروڑا اور اسے دیوار کے ساتھ پٹخ دیا۔ "بول مظفر! میرے بھائی اذہان کو کس تہ خانے میں رکھا تھا تم نے؟ میرے چچا نے تمہیں کتنے پیسے دیے تھے شاہ زمان خاندان کی پیٹھ میں چھرا گھونپنے کے لیے؟"

سچائی اس طرح سامنے آنے پر مظفر کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ اس نے کانپتے ہوئے چچا جان کی طرف دیکھا۔ زایان نے بغیر کوئی وقت ضائع کیے اپنی پسٹل نکالی اور مظفر کی ٹانگ پر گولی مار دی!

ٹھائیں!

مظفر کی دردناک چیخ سے حویلی کے در و دیوار لرز اٹھے اور وہ خون کے فوارے کے ساتھ فرش پر گر گیا۔ چچا جان کا رنگ سفید پڑ گیا اور وہ پیچھے ہٹنے لگے۔

"زایان... میں تمہارا چچا ہوں!" چچا جان چلائے۔

"تم شاہ زمان کے نام پر کلنک ہو!" زایان نے پسٹل کا رخ سیدھا اپنے چچا کے ماتھے پر تان لیا۔

"تم نے میرے بھائی کی زندگی کے تین سال اندھیرے میں بدلے، اب تمہاری سزا موت ہے!"

MaheenMalik Novel

ٹھیک اسی وقت، دادی جان اور چاچی سیڑھیوں سے دوڑتی ہوئی نیچے آئیں، اور دادی جان کی جلال بھری آواز گونجی، "رک جاؤ زایان!" شاہ زمان کی حویلی اب اپنوں ہی کے خون سے رنگنے والی تھی، اور انتقام کا یہ آخری معرکہ اب اپنے ہولناک ترین انجام کی طرف بڑھ رہا تھا۔

رک جاؤ زایان! اس گنہگار کا خون بہا کر اپنے " ہاتھ گندے مت کرو۔ شاہ زمان کی عدالت کا ایک وقار ہے،" دادی جان کی جلال بھری، گرجدار آواز دالان میں گونجی تو زایان کا گولی چلانے کے لیے تڑپتا ہوا ہاتھ ہوا میں ہی رک گیا۔ اس کی سرخ، وحشی آنکھیں چچا جان کے خوف سے کانپتے ہوئے چہرے پر ٹکی ہوئی تھیں۔

چاچی نے دوڑ کر زایان کے پسٹل والے ہاتھ کو

Mehreen Malik Novel

اپنے دونوں ہاتھوں میں جکڑ لیا۔ "زایان، بیٹا خدا کے لیے دادی جان کی بات مان لیں۔ ان کا فیصلہ قانون کرے گا، آپ کا غصہ نہیں،"

زایان نے گہرا، تپتا ہوا سانس لیا۔ اس کے کسرت جسم کا ایک ایک پٹھا غصے سے تشنج میں تھا، مگر دادی جان کے حکم نے اس کے جنون کو لگام دی۔ اس نے نفرت سے چچا جان کو پیچھے دھکیلا، جس سے وہ لڑکھڑا کر صوفے پر جا گرے۔

" تمہیں مارنا تو بہت چھوٹی سزا ہوگی، چچا جان!" زایان کی سرد، مخملی آواز دالان میں زہر گھول رہی تھی۔ "تم نے میرے بھائی کو تین سال اندھیرے میں رکھا، اب تم اور تمہارا یہ غدار پالتو کتا)مظفر(اپنی باقی زندگی اندھیری کوٹھڑی میں سسکتے ہوئے گزارو گے۔"

زایان نے اپنے مسلح گارڈز کو اشارہ کیا۔ "مظفر

کو اٹھاؤ، اس کا علاج کروا کر پولیس کے اس ونگ کے حوالے کرو جہاں سورج کی کرن بھی داخل نہیں ہوتی۔ اور میرے اس 'محترم چچا' کو ابھی اور اسی وقت حویلی سے بے دخل کر کے ان کی تمام جائیداد، بینک اکاؤنٹس اور شاہ زمان کا نام ضبط کر لیا جائے۔ یہ اب سڑک پر بھیک مانگیں گے!"

، اپنے شوہر کی اس گھناؤنی سازش کا سن کر خاموش رہ گئیں اپنے شوہر سے بھی لاتعلقی کا اظہار کر دیا۔ گارڈز چچا جان کو گھسیٹتے ہوئے حویلی سے باہر لے گئے، اور ان کی چیخیں دالان کے بند دروازوں کے پیچھے دفن ہو گئیں---
زایان بکھرے ہوئے قدموں کے ساتھ بھاگتا ہوا اپنے کمرے میں پہنچا۔ دروازہ کھلا تو عنایہ کونے میں زمین پر بیٹھی سسکیاں لے رہی تھی، اس کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا اور اس کی نگاہوں میں اب زایان کے لیے صرف زہر اور گھن

بھری ہوئی تھی۔"عنایہ۔۔۔" زایان کی لرزتی ہوئی آواز کمرے میں گونجی۔ وہ آگے بڑھنا چاہتا تھا، مگر عنایہ نے نفرت سے ہاتھ اٹھا کر اسے وہیں روک دیا۔"خبردار! ایک قدم اور آگے بڑھائے تو...!" عنایہ کی سرخ اور سوجی ہوئی آنکھوں میں اس بار کوئی ڈر نہیں،

بلکہ ایک خوفناک بغاوت تھی۔ "تم نے کہا تھا نا کہ میں تمہاری ملکیت ہوں، تمہارے پاؤں کی جوتی ہوں؟ آج اس جوتی نے بھی تم جیسے غلیظ انسان کے منہ پر طمانچہ مار دیا ہے! دور رہو مجھ سے!""عنایہ میری بات سنو...معاف کر دو عنایہ۔۔۔ مجھ سے میری درندگی کی انتہا ہو گئی تھی،" زایان کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر عنایہ کے پاؤں پر گر پڑے۔ وہ سب ایک سازش تھی! میں رات بھر اس غلیظ عورت کے ساتھ نہیں تھا، دشمن نے...!" زایان پہلی بار پھوٹ پھوٹ کر رو پڑا، اس کے اندر کا سارا غرور اور

اکڑ خاک میں مل چکی تھی۔ اس نے اپنے ہاتھ جوڑتے ہوئے عنایہ کے قدموں میں جھکنا چاہا، "مجھے معاف کر دو عنایہ... میں نے اندھے پن میں تمہاری عزت پر شک کیا، اپنے ہی گھر میں تم پر ظلم کیا۔ خدا کے لیے میری بات کا یقین کرو!"عنایہ نے تلخی سے ہنستے ہوئے اپنا چہرہ پھیر لیا۔ اس کی ہنسی میں وہ درد تھا جو پتھر دل کو بھی موم کر دے۔

اب معافی؟ اب اعتبار؟" عنایہ کی آواز کا " کانپتا ہوا زیرِ بم حویلی کے در و دیوار کو ہلا رہا تھا۔ "جب تم نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا، جب تم نے مجھے زانی اور بے عزت کہا، تب تمہارا وہ جنون کہاں گیا تھا؟

۔ "میں نے تمہاری محبت کا صلہ تم پر ہاتھ اٹھا کر، تمہیں غلیظ الفاظ کہہ کر دیا۔ میں نے اپنے ہی گھر کی عزت کو اپنے ہاتھوں تار تار کیا...

Maheen Malik Novel

میں جانتا ہوں کہ میری اس درندگی کی کوئی معافی نہیں ہے، میرا گناہ ناقابلِ معافی ہے..."

تم نے مجھے وہ اذیت دی ہے زایان شاہ زمان، جس کا ازالہ دنیا کی کوئی دولت نہیں کر سکتی!"وہ اٹھ کھڑی ہوئی، اپنے کپڑے درست کیے اور روتے ہوئے بلکتے ہوئے معصوم ایان کو گود میں اٹھا لیا۔

" میں اب اس حویلی میں ایک لمحہ بھی نہیں رکوں گی۔ نہ تمہاری معافی چاہیے، اور نہ ہی اس شاہی قید خانے کی محبت!" عنایہ دروازے کی طرف لپکی۔

زایان نے دیوانہ وار آگے بڑھ کر دروازے کے آگے دیوار بن کر کھڑے ہوتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دیے۔نہیں! عنایہ... مجھ سے میری زندگی مت چھینو! تم چاہو تو میری جان لے لو، پر مجھے چھوڑ کر مت جاؤ!"

زایان کی ہچکی بندھ چکی تھی، وہ حویلی کا وہ حاکم زایان شاہ زمان تھا جو کسی کے آگے نہیں جھکا تھا، آج وہ اپنی بیوی کے قدموں میں بکھر چکا تھا۔عنایہ نے ایک بار اس ٹوٹے ہوئے مرد کو دیکھا، جس کی آنکھوں میں اب توبہ اور پچھتاوے کے علاوہ کچھ نہیں تھا، مگر اس کے دل پر لگے زخم اتنے گہرے تھے کہ اس کا قدم آگے بڑھنے سے انکار کر رہا تھا۔عنایہ کے قدم دروازے کی طرف بڑھتے بڑھتے وہیں جم گئے۔

اس نے دیکھا کہ زایان، جو کبھی اس حویلی کا بے تاج بادشاہ اور اس کی انا کا کوہِ قاف تھا، آج اس کے قدموں میں مٹی کی طرح بکھرا ہوا تھا۔ اس کے کانپتے ہوئے ہاتھ، سرخ اور سوجی ہوئی آنکھیں اور بے بس سسکیاں اس کی سچی ندامت کی گواہی دے رہی تھیں۔عنایہ کا دل، جو نفرت اور غصے کے پتھر کے نیچے دبا

ہوا تھا، اندر ہی اندر ٹوٹ گیا۔ وہ چاہ کر بھی اس شخص سے منہ نہیں موڑ سکی جس کی سانسیں اس کے نام سے جڑی تھیں۔اس کی سرمئی آنکھوں سے آنسوؤں کا ایک اور سیلاب امڈ آیا۔ اس نے ایک لمحے کے لیے اپنے روتے ہوئے معصوم بیٹے ایان کو دیکھا، اور پھر اپنی نظریں اٹھا کر زمین پر گرے زایان پر مرکوز کیں۔"اٹھو، زایان..." عنایہ کی آواز میں اب وہ ہولناک سردی نہیں رہی تھی، بلکہ ایک سسکتا ہوا درد تھا، جس میں برسوں کی محبت پگھل رہی تھی۔

اپنے آپ کو اس طرح ذلیل مت کرو..."زایان نے " چونک کر اپنا سر اٹھایا، اس کی نگاہیں عنایہ کے چہرے پر ٹک گئیں۔ اس کے دل کی دھڑکنیں رکنے لگیں جیسے وہ کسی معجزے کی منتظر ہوں۔

Maheen Malik Novel

عنایہ نے اپنے قدم واپس موڑے، اور زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھے زایان کے بالکل قریب آ گئی۔ اس نے اپنے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے زایان کے چہرے کو چھوا اور اس کے ماتھے پر نرمی سے اپنی انگلیاں پھیریں۔

" میں تم سے نفرت کرنا چاہتی تھی، زایان... دل کہتا تھا کہ تمہیں کبھی معاف نہ کروں،" عنایہ کی ہچکی بندھ گئی، اس کا چہرہ زایان کے کاندھے پر ٹکا اور وہ دونوں وہیں زمین پر بیٹھ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دیے۔ "مگر... مگر میں کیا کروں؟ میرا دل تمہارے بغیر جینا جانتا ہی نہیں ہے۔ میں تمہیں معاف کرتی ہوں... اپنے اس پاگل اور ظالم شوہر کو دل سے معاف کرتی ہوں!"زایان پر جیسے آسمان سے سکون کی بارش ہو گئی۔ اس نے ایک لمحے کی بھی دیری کیے بغیر عنایہ اور اپنی بانہوں میں سمیٹے معصوم ایان کو اپنے مضبوط حصار میں بھینچ

لیا۔ اس کا سارا وجود کانپ رہا تھا، اور اس کے لبوں پر بار بار صرف ایک ہی لفظ تھا—
"شکریہ... میری جان... شکریہ!"

کمرے کی مدہم روشنی میں عانیہ کی انگلیاں آہستہ سے زایان کے بکھرے ہوئے بالوں میں پھسلیں۔ زایان اب بھی اس کے قدموں کے پاس زمین پر بیٹھا تھا، اس کا سر عنایہ کے زانو پر ٹکا ہوا تھا اور اس کی ہچکیاں بتا رہی تھیں کہ اندر کا طوفان ابھی تک تھما نہیں تھا۔

زایان..." عنایہ کی آواز اب کافی دھیمی اور " پرسکون ہو چکی تھی، جس میں گہرے درد کے ساتھ ساتھ ایک بیوی کی نرمی بھی شامل تھی۔ اس نے زایان کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں کے پیالے میں اٹھایا اور اس کی بھیگی ہوئی آنکھوں میں دیکھا۔ "محبت میں شک کی

Maheen Malik Novel

گنجائش نہیں ہوتی، اور جو زخم آپ نے دیے ہیں، وہ بھرنے میں وقت لگیں گے۔ لیکن... لیکن میں آپ کو اس شرط پر معاف کرتی ہوں کہ آپ آئندہ کبھی اپنے اس غرور اور غصے کو اپنے رشتے پر حاوی نہیں ہونے دیں گے۔"

زایان نے عقیدت سے عنایہ کے دونوں ہاتھوں کو چوم لیا۔ اس کے دل پر جو بوجھ تھا، وہ اب کچھ ہلکا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ "قسمًا عنایہ... آج کے بعد زایان شاہ زمان کا یہ غرور، یہ غصہ صرف اس کے دشمنوں کے لیے ہوگا، تمہارے لیے نہیں! تم اور میرا بیٹا میری زندگی کا وہ واحد سچ ہو جس کے بغیر میرا کوئی وجود نہیں۔"

اسی لمحے بستر پر سوئے ہوئے ننھے ایان نے ہلکی سسکی لی اور مدہم سی سسکی لے کر دوبارہ گہری نیند میں چلا گیا۔ اس معصوم کی

Maheen Malik Novel

سانسوں کی آواز نے کمرے کے ماحول کو اور بھی زیادہ پرسکون کر دیا تھا۔ زایان اٹھ کر کھڑا ہوا، اس نے عنایہ کو اپنی مضبوط اور اب بالکل محفوظ باہوں میں سمیٹ لیا۔

رات کا آخری پہر تھا، جب حویلی کا طوفان تھم چکا تھا۔ اذہان کو دوبارہ ڈاکٹرز نے دوا دے کر سلا دیا تھا اور وہ اب خطرے سے باہر تھا۔

زایان اپنے شاہی کمرے کی بالکونی میں کھڑا رات کے اندھیرے اور برستی بارش کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے کلف لگے سفید کرتے کی آستینیں چڑھی ہوئی تھیں، اور چہرے پر تھکن اور پچھتاوے کے گہرے سائے تھے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اس نے ایک جھوٹے انتقام کے لیے عنایہ جیسی معصوم لڑکی پر کیا کچھ نہیں ڈھایا۔

عنایہ دھیمے قدموں سے بالکونی میں آئی۔ اس نے زایان کو اس کرب میں دیکھا، تو اس کا دل

تڑپ اٹھا۔ اس نے پیچھے سے آ کر اپنے نازک بازو زایان کی چوڑے، کسرتی کمر کے گرد لپیٹ دیے اور اپنا چہرہ اس کی پیٹھ سے ٹکا دیا۔

زایان یکدم مڑا اور اس نے عنایہ کو اپنی باہوں کے حصار میں لیتے ہوئے دیوار سے پیوست کر دیا۔ اس کی گھری، سیاہ آنکھوں میں آنسو اور جنون مکس ہو چکے تھے۔

" میں نے تمہارے ساتھ بہت برا کیا عنایہ... میں نے تمہیں اس حویلی میں قید رکھا، تمہیں اپنے بھائی کے خون کا مجرم سمجھا... مجھے معاف کر دو، میری جان،" زایان کی آواز حد درجہ بھاری اور رومانوی خمار میں ڈوبی ہوئی تھی

، اس نے اپنے کھردرے ہاتھوں سے عنایہ کا گورا چہرہ اٹھایا۔

" زایان... میں نے آپ کو معاف کر دیا تھا جب میں نے آپ کی آنکھوں میں اپنے لیے سچی

Maheen Malik Novel

محبت دیکھی تھی،" عنایہ کی سرمئی آنکھوں سے آنسو چھلک کر زایان کے ہاتھوں پر گرے۔ "

وہ ماضی تھا، اور اب ہمارا حال خوبصورت ہے۔ میرا بھائی واپس آ گیا ہے اور آپ بے گناہ ہیں۔"

عنایہ کے اس ظرف نے زایان کے ضبط کی آخری حد بھی مٹا دی۔ اس نے مزید ایک پل کی دوری برداشت نہیں کی۔ اس نے جھک کر انتہائی پیشہ ورانہ، گہرے، پیاسے اور والہانہ انداز میں اپنے لب عنایہ کے تمتماتے ہوئے سرخ لبوں پر رکھ دیے۔ یہ لمس برسوں کے پچھتاوے، دکھ اور سازشوں کے خاتمے کا ابدی اعتراف تھا۔ عنایہ کا سارا وجود زایان کی محبت کی تپش میں موم کی طرح پگھل گیا اور اس نے اپنے ہاتھ زایان کے بالوں میں الجھا دیے۔ شاہ زمان کی حویلی اب تمام ناسوروں سے پاک ہو کر، ان کے عشق اور خاندانی لافانی محبت کا ابدی

قلعہ بن چکی تھی۔

Maheen Malik Novel

قسط 24:

عنایہ کی بات سن کر زایان کے ہونٹوں پر ایک دلکش، شرارتی مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے جھک کر عنایہ کے بالکل قریب ہوتے ہوئے اپنی سیاہ آنکھوں میں طنزیہ مگر گہرا پیار اتارا۔

عنایہ نے اپنی سرمئی آنکھوں کو سکوڑ کر اسے گھورا اور ایک ہلکا سا دھکا اس کے سینے پر دیا۔

"زایان! باز آجائیے اپنی ان چالاکیوں سے۔ میں سنجیدہ بات کر رہی ہوں اور آپ کو مذاق سوجھ رہا ہے،" عنایہ نے اپنے سرخ لبوں کو بھینچتے ہوئے منہ پھیرنا چاہا، مگر زایان نے اس کی پتلی کمر پر اپنی گرفت مزید مضبوط کر دی۔

"مذاق؟ کون سا مذاق؟" زایان کی آواز اب پہلے سے زیادہ متجسس اور رومانوی ہو چکی تھی، اس نے اپنا چہرہ عنایہ کے کان کے قریب کرتے

Mareen Malik Novel

ہوئے سرگوشی کی۔ "تم چاہتی ہو کہ میں سیدھا سادا شریف شوہر بن کر رہوں؟ ارے عنایہ بیگم، اس حویلی کے در و دیوار بھی جانتے ہیں کہ زایان شاہ زمان کو سیدھا راستہ صرف اور صرف تمہاری ضد ہی دکھا سکتی ہے۔"

عنایہ کے چہرے پر حیا اور غصے کی ملی جلی سرخی دوڑ گئی۔ اس نے اپنے نازک ہاتھوں سے زایان کے کندھے پر ایک ہلکا سا مکا رسید کیا۔

" آپ واقعی ناقابلِ معافی ہیں..." عنایہ نے بڑبڑاتے ہوئے اپنی نظریں چرانا چاہیں، لیکن زایان نے اس کی ٹھوڑی کو نرمی سے پکڑ کر اس کا چہرہ واپس اپنی طرف اٹھا لیا۔

" صرف تمہارے لیے، عنایہ... صرف تمہارے لیے،" زایان کی نگاہوں میں اس بار وہ جنون نہیں بلکہ ایک گہرا سکون اور اطمینان تھا، جو

Mareen Malik Novel

برسوں کے طوفان کے بعد ملتا ہے۔

"" تم مجھے گالیاں سکھاؤ گے تاکہ میں تمھیں دے سکوں..؟" عنایہ نے اسے غصے سے دیکھتے ہوئے بولا!

" گالیاں؟ میری جان، تمھارے منہ سے گالی بھی نکلے تو وہ میرے لیے کسی پھول سے کم نہیں ہوگی۔

پر شرط یہ ہے کہ جب تم غصے میں بولو گی، تو یہ دل اور زیادہ تیزی سے دھڑکے گا،" زایان نے اپنی دلفریب ہنسی کو دباتے ہوئے کہا۔

عنایہ غصے سے گھورتی ہوئی پیچھے ہٹنے لگی۔

زایان نے مسکراتے ہوئے اسے اپنے قریب کیا، اس کی زلفوں کو نرمی سے کان کے پیچھے سرکایا اور سرگوشی کی، "بلکل... محبت تو تم دو گی نہیں تو میں تمھاری گالیوں سے ہی کام چلا لوں گا۔ لیکن رہوں گا تمھارے ساتھ ہی میں۔"

Maheen Malik Novel

بالکونی میں چلتی ہوئی ٹھنڈی ہوا، حویلی کے روشن چراغ اور ان دونوں کے درمیان کی یہ نوک جھوک اس بات کی گواہی دے رہی تھی کہ اب ان کے درمیان کوئی غلط فہمی نہیں، بلکہ عشق کا ایک ایسا سفر شروع ہو چکا تھا جہاں ہر تکرار میں بھی محبت ہی محبت بسی تھی-.

بالکونی میں ٹھنڈی ہوا کے جھونکے اب پرسکون ہو چکے تھے، جیسے حویلی شاہ زمان کی فضا نے بھی برسوں کے بوجھ کو اپنے سینے سے اتار پھینکا ہو۔ زایان نے عنایہ کو اپنی چوڑی، کسرتی چھاتی کے حصار میں اتنی شدت سے بھینچ رکھا تھا جیسے وہ اب بھی اس پچھتاوے سے پوری طرح آزاد نہیں ہو پایا تھا، مگر عنایہ کا والہانہ لمس اس کے زخمی دل

پر مرہم کا کام کر رہا تھا۔

اگلی صبح جب سورج کی سنہری اور اجلی
کرنیں حویلی کے اونچے جھروکوں سے چھن کر
دالان میں اتریں، تو ماحول بالکل بدل چکا تھا۔
برسوں بعد حویلی کے در و دیوار پر چھایا ہوا
وہ مہیب اور سنگین تناؤ ختم ہو چکا تھا۔

اذہان اب وہیل چیئر پر بیٹھ کر دالان میں آ چکا
تھا۔ اس کا چہرہ اگرچہ تین سال کی قید
تنہائی کی وجہ سے زرد تھا، مگر اپنی دادی کی
گود میں سر رکھے

اس کی آنکھوں میں سکون کی نمی واضح
تھی۔ ننھا ایان اپنے معصوم قہقہوں کے ساتھ
کبھی تایا اور کبھی دادی کے گرد چکر لگا رہا
تھا، اور دادی جان کے چہرے کی جھریاں آج
خوشی سے چمک رہی تھیں۔

زایان کلف لگے بلیک کرتے کی آستینیں

Maheen Malik Novel

چڑھائے سیڑھیوں سے نیچے اترا۔ اس کے ساتھ عنایہ تھی، جس کی سرمئی آنکھوں کا کاجل اور گالوں کی لالی زایان کی رات بھر کی بے پناہ اور جنونی محبت کا پتہ دے رہی تھی۔

زایان کو دیکھ کر اذہان نے اپنی کمزور بوجھل آنکھیں اٹھائیں اور مسکرایا۔ "آؤ، زایان۔۔۔"

زایان دھیمے اور سنجیدہ قدم اٹھاتا ہوا اپنے بڑے بھائی کے پاس آیا۔

شاہ زمان کا وہ مغرور مرد، جو دنیا کے سامنے چٹان تھا، اپنے بھائی کے سامنے جھکا اور وہیل چیئر کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔ اس نے اذہان کے دونوں لرزتے ہوئے ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھوں میں لے لیے۔

" بھائی! آپ کی یہ حالت کرنے والوں کو میں نے ان کے انجام تک پہنچا دیا ہے،" زایان کی بھاری، مخملی آواز میں ایک بھائی کا مان اور حاکم کا

Maheen Malik Novel

عزم لہرایا۔ "اب اس حویلی میں کوئی دشمن، کوئی غدار باقی نہیں بچا۔ اب یہ سلطنت آپ کی ہے، اور شاہ زمان کا یہ نام آپ کی واپسی سے مکمل ہوا ہے۔"

اذہان نے زایان کے کسرتی کندھے پر ہاتھ رکھا اور پھر اس کی نظر برابر میں کھڑی عنایہ پر پڑی، جو مسکرا کر ان دونوں بھائیوں کے اس خوبصورت ملاپ کو دیکھ رہی تھی۔

نہیں زایان..." اذہان کی آواز دھیمی مگر گہری تھی "اس سلطنت کو میں نے نہیں، بلکہ ملک خاندان کی اس بیٹی نے سنبھالا ہے جسے تم ایک غلط فہمی میں یہاں لائے تھے۔ اگر عنایہ اپنے ظرف سے اس حویلی کو محبت کا گڑھ نہ بناتی، تو شاید آج میں واپس آتا بھی تو مجھے یہاں صرف نفرت کی راکھ ملتی۔"

اذہان کی بات سن کر زایان نے سر اٹھا کر عنایہ

کو دیکھا۔ اس کی کالی، گہری آنکھوں میں اس وقت عنایہ کے لیے ایک پوجا کا سا انداز تھا— ایک ایسا حاکم شوہر، جو زمانے کو اپنے پیروں تلے رکھتا تھا، آج اپنی ملکہ کے اس احسان اور محبت کے سامنے اپنا سرِ تسلیم خم کر رہا تھا

عنایہ نے آگے بڑھ کر زایان کے کندھے پر اپنا مخملی ہاتھ رکھا، جیسے وہ اسے یہ احساس دلا رہی ہو کہ اب پچھتاوے کی کوئی گنجائش نہیں بچی۔ شاہ زمان خاندان کا ماضی اب دفن ہو چکا تھا، اور ننھے ایان کے قہقہوں کے سائے میں،

عنایہ اور زایان کے اس لافانی عشق کی داستان اب ایک ایسے نئے دور میں داخل ہو رہی تھی جہاں صرف اور صرف خوشیوں کا ابدی سویرا تھا

حویلی شاہ زمان کے وسیع و عریض دالان میں

Maheen Malik Novel

آج ایک ایسی پروقار شام اتری تھی جس کا انتظار صدیوں سے ان در و دیوار کو تھا۔ اذہان شاہ زمان کی مکمل صحت یابی اور حویلی میں اس کی باقاعدہ واپسی کا جشن منانے کے لیے پورے علاقے کے معززین کو مدعو کیا گیا تھا، مگر اب یہ محفِل جنگ نہیں بلکہ امن اور لافانی محبت کی گواہ تھی۔زایان آفس میں میٹنگ کر رہا ہے۔ سب خاموش۔ فون بجتا ہے[*

عانیہ)کال پر - معصوم آواز(:* *

سنیے - - یے بی کے پیمپرز لیتے آئیے گا"* "*

زایان غصے سے گھور کر فون کو دیکھتا ہے۔]*
ماتھے پر بل[*

زایان)دانت پیس کر(:* *

یار میں میٹنگ میں ہوں! اور میں پیمپرز لیتے "*
ہوئے کیسے لگوں گا؟!"*

آفس والے سب نظریں جھکا لیتے ہیں[*]*

بےبی آپ کا ہے؟ ۔ ۔ تو رات کو جب کرے گا "*
آپ ہی واش کروائیں گے "*

زایان کا BP ہائی۔ وہ اٹھ کر کھڑکی کے پاس]*
جاتا ہے[*

میری ہے؟ کب ہوئی؟؟ مجھ سے پوچھا؟"* "*

میں بوس ہوں عنایہ! بورڈ میٹنگ چل رہی "*
ہے!"*

لوگ کہیں گے دیکھو زایان خان ۔ ۔ پیمپرز لے "*
کر آ رہا ہے"*

تو؟ باپ بننے کے لیے عزت داؤ پر لگانی پڑتی "*
ہے"*

زایان 5 سیکنڈ خاموش۔ پھر ہار مان کر[*]*

ٹھیک ہیں ۔۔۔لے آؤں گا جان اور کوئی حکم
کریں بس اپ تو جان من ہے ۔۔۔اب بندہ شریف
اپ کا حکم نہیں مانے گا تو پھر کس کمانے کا۔۔۔

زایان شاپ پر، سن گلاسز لگا کر شرما کر]*

بھائی . . وہ . . بے بی والے . . سمجھ رہے ہو "*

مسکرا کر "جی سر کیا چاہیے؟" 😂نا"*

کھنکار کر_ "وہ . . .-" _

" جی؟"

آہستہ سے_ "بے بی کا . . سامان" _

" کس چیز کا سر؟ فیڈر؟ جھولا؟"

زایان:* _دانت پیس کر، باڈی گارڈز کو گھورتا ہے تاکہ وہ پیچھے ہٹ جائیں_

پیمپرز . . بڑے سائز والے"* "*

پوری شاپ میں سناٹا۔ 2 لڑکیاں پیچھے سے]* ہنس دیتی ہیں]*

بے وقوف بن کر_ "سر نیو بورن یا 6 مہینے _ والے؟"

غصے سے_ "مجھے کیا پتہ! رات بھر نکل _*

Mahreen Malik Novel

جائیں ایسے والے!"

ہنسی روک کر_ "جی سر . . یہ رہے۔ 3 پیکٹ؟ _
6 پیکٹ؟"

جلدی سے_ "ایک مہینے کے سارے دے دو۔ _ *
اور بل پر نام مت لکھنا"

بلنگ کاؤنٹر پر لڑکا زور سے بولا[*]*

سر 12000 کا بل بنا ہے . . پیمپرز کا!"* "*

زمین میں گڑ گیا_ "ہاں ہاں . . شاپنگ بیگ _
میں ڈالو . . جلدی"

باہر نکل کر گاڑی میں بیٹھتے ہی عانیہ کی]*
کال[*

مل گئے؟" *عانیہ:* _تھک کر_ "ہاں . . اور "
ساتھ میں میری عزت بھی شاپ پر رہ گئی ہے"

کوئی بات نہیں . . اگلی بار ڈائپر ریش کریم" *:*
بھی لانی ہے"

Maheen Malik Novel

فون بند کر کے اسٹیئرنگ پر سر مارا_ _ *
میں نے دنیا فتح کرنی تھی . . اب پوپو صاف "*
نہیں کرنی پڑے گی"*💀

Next day

تمام مہمانوں کی رخصتی کے بعد، رات کے آخری پہر حویلی پر ایک گہرا، رومانوی اور پرسکون سکوت چھا گیا۔ دادی جان نے حویلی کے تمام سیاہ و سفید کے باقاعدہ اختیارات اور شاہی چابیاں عنایہ کے سپرد کر دی تھیں، جو اب اس خاندانی سلطنت کی اصل اور واحد ملکہ بن کر سب کے دلوں پر راج کر رہی تھی۔ اذہان نے مسکرا کر زایان اور عنایہ کو دیکھا اور ننھے ایان کو گود میں لیے دادی جان کے ہمراہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا، تاکہ ان دو محبت کرنے والوں کو ان کا جائز مچلتا ہوا سکون مل سکے۔

عنایہ اپنے شاہی کمرے میں آئینے کے سامنے کھڑی اپنی بھاری خاندانی جیولری اتار رہی تھی۔ اس کا گورا چہرہ، گالوں کا تمتماتا ہوا سرخ رنگ اور سرمئی آنکھیں زایان کی پچھلی چند راتوں کی بے پناہ، وحشی اور جنونی محبت کا پتہ دیتی تھیں۔ وہ جیسے ہی اپنے گلے کا بھاری ڈائمنڈ ہار اتارنے لگی، آئینے میں اسے زایان کا چوڑا، کسرتی وجود اپنے بالکل پیچھے کھڑا نظر آیا۔

زایان نے اپنے کلف لگے بلیک کرتے کے آستین چڑھا رکھے تھے، اس کی گہری، سیاہ آنکھوں میں اس وقت محفل کی تھکن نہیں بلکہ عنایہ کے نکھرے ہوئے حسن کو دیکھ کر جاگنے والا وہی پرانا، حاکمانہ خمار لہرایا۔ وہ دھیمے، جابرانہ قدم اٹھاتا ہوا عنایہ کے بالکل قریب آیا اور اس کے نازک کندھوں پر اپنے مضبوط ہاتھ رکھ دیے۔

Mahreen Malik Novel

ہار میں اتار دیتا ہوں،" زایان کی بھاری، لرزا " دینے والی مخملی آواز کمرے کے سحر کو مزید گہرا کر گئی۔ اس نے انتہائی نرمی سے عنایہ کے ریشمی بالوں کو ایک طرف کیا اور اس کے گلے کا ہار اتار دیا۔ اس کے کھردرے ہاتھوں کے لمس سے عنایہ کے پورے وجود میں ایک سنسنی دوڑ گئی اور اس نے شرما کر اپنی پلکیں جھکا لیں۔

زایان نے ہار سائیڈ پر رکھا اور ایک ہی جھٹکے میں عنایہ کا رخ اپنی طرف موڑ کر اسے دیوار اور اپنے کسرتی وجود کے درمیان دبوچ لیا ..زایان نے ہار اتارنے کے بعد اپنے ہونٹ وہیں عنایہ کی گردن اور نازک کندھے پر رکھ دیے۔ اس کے گرم اور گہرے لمس سے عنایہ کے منہ سے ایک ہلکی سی سسکی نکل گئی، اور اس نے زایان کے کاندھے پر رکھے اپنے ہاتھ کو مزید مضبوطی سے بھینچ لیا۔

" زایان... کوئی دیکھ لے گا،" عنایہ نے اس کے چوڑے سینے پر اپنے مخملی ہاتھ رکھ کر دھیمی آواز میں مدافعت کرنی چاہی، مگر اس کی سانسیں اب زایان کی تپش سے اکھڑنے لگی تھیں۔

" آج رات کوئی نہیں آئے گا عنایہ، یہ رات صرف ہماری ہے،" زایان نے حد درجہ رومانوی اور جابرانہ سرگوشی کی، اس کا چہرہ عنایہ کے چہرے کے اتنے قریب تھا کہ ان کے نفس ایک دوسرے میں مدغم ہو رہے تھے۔ "برسوں پہلے میں اپنے بھائی کے خون کا جھوٹا بدلہ لینے ایک جلاد بن کر تمہیں لایا تھا، لیکن تم نے اپنے عشق کی قید میں شاہ زمان کے اس مغرور حاکم کو ہمیشہ کے لیے اپنا غلام بنا لیا۔"

عنایہ نے اپنی بڑی بڑی سرمئی آنکھیں اٹھا کر اپنے مجازی خدا کو دیکھا، جس کی آنکھوں

Maheen Malik Novel

میں اب صرف اور صرف اس کے لیے پوجا اور شکر گزاری تھی۔ "اور میں اس قید سے کبھی آزاد نہیں ہونا چاہتی، زایان۔"

زایان نے مزید ایک پل کی دوری بھی برداشت نہیں کی۔ اس نے عنایہ کی نازک کمر کے گرد اپنا مضبوط بازو کسا، اسے اپنے وجود سے پوری طرح پیوست کیا اور انتہائی پیشہ ورانہ، گھرے، شدید اور والہانہ انداز میں اپنے لب عنایہ کے تمتماتے ہوئے سرخ لبوں پر رکھ دیے۔ یہ لمس پچھلے تمام دکھوں، زخموں، پچھتاووں اور بھائی کی جدائی کا ابدی مرہم تھا۔

لیمپ کی مدہم پیلی روشنی ان کے اس خوبصورت ملاپ پر رقص کرنے لگی۔ شاہ زمان کی حویلی، جو کبھی نفرت کا گڑھ تھی، آج عنایہ اور زایان کے اس لافانی عشق کی داستان

Maheen Malik Novel

کا خوبصورت ترین صفحہ لکھ چکی تھی، عنایہ کو اس طرح اٹھا کر بیڈ کی طرف لے آیا اور بستر پر لٹا کر زایان نے عنایہ کو اپنی باہوں میں لیتے ہوئے اس کی کمر پر ہاتھ رکھ کر اسے اپنے قریب کھینچ لیا۔ اس نے عنایہ کے ہونٹوں پر اپنے ہونٹ رکھ کر اپنی پیاس بجھانی شروع کر دی۔ یہ لمحہ بے حد گہرا اور جذبات سے بھرپور تھا۔

ہونٹوں سے شروع ہوا یہ سفر آہستہ آہستہ عنایہ کی گردن تک پہنچا۔ زایان کے ہاتھوں کا لمس عنایہ کی سانسیں تیز ہونے لگیں۔ زایان کے ہاتھ آہستہ آہستہ اس کے بدن پر حرکت کر رہے تھے۔ جیسے ہی اس نے عنایہ کے پیٹ سے اوپر کی طرف قمیض سرکائی، تو شرم اور حیا کے مارے عنایہ نے اپنی آنکھیں موند لیں۔

عنایہ کی اس معصوم سی گھبراہٹ اور شرم کو

Maheen Malik Novel

دیکھ کر زایان مسکرایا اور کمرے کی لائٹ آف کر دی۔ اندھیرا ہوتے ہی ماحول کی گرمائش اور بڑھ گئی۔ زایان آہستہ آہستہ نیچے کی طرف بڑھنے لگا، اور دونوں کی دھڑکنیں بے قابو ہو کر اس حسین رات کے آغوش میں ایک دوسرے کے عشق کی گہرائی میں اترتی چلی گئیں۔

قسط:25 ۔

چند دن گزرنے کے بعد، ازلان کی طبیعت اب کافی بہتر ہو چکی تھی اور وہ اپنے پیروں پر چلنے پھرنے کے قابل ہو چکا تھا۔ جسمانی طاقت بحال ہوتے ہی اس کے دل میں سب سے پہلا خیال حیا کا آیا۔ وہ جو تین سال کی تاریکی اور اذیت کے بعد اس پسماندہ فلیٹ میں اکیلی گمنامی کی زندگی کاٹ رہی تھی، اب مزید ازلان کی دوری برداشت نہیں کر سکتی تھی۔

ازلان نے سیدھا زایان کا رخ کیا۔ زایان جو ابھی تک ماضی کے تلخ زخموں سے باہر نکلنے کی کوشش کر رہا تھا، جب اس نے ازلان کے تیور دیکھے تو وہ سمجھ گیا کہ اس کا بھائی کس ارادے سے آیا ہے۔

"زایان! حیا کہاں ہے؟" ازلان کی آواز میں ایک ایسا حکم اور بے تابی تھی جسے ٹالنا ناممکن تھا۔

زایان نے ایک گہری سانس لی اور فلیٹ کا پتا بتاتے ہوئے بولا، "وہ شہر کے اس کونے میں، اس پرانے فلیٹ میں اکیلی ہے، ازلان... کیا تم سچ میں اسے واپس اس حویلی میں لانا چاہتے ہو؟ دادی جان اور باقی سب کا ردعمل..."

"دادی جان یا کسی اور کا ردعمل اب میرے فیصلے کو نہیں بدل سکتا،" ازلان نے دوٹوک اور رعب دار لہجے میں کہا۔ "اس نے اپنے گناہوں

Meheen Malik Novel

کی سزا کاٹ لی ہے، اور اب وہ میری زندگی کا وہ حصہ ہے جس کے بغیر میرا وجود ادھورا ہے۔"

یہ کہے بغیر ایک لمحہ بھی ضائع کیے، ازلان اپنی گاڑی کی چابی اٹھاتا ہے اور تیز رفتاری سے اس پسماندہ علاقے کی طرف نکل پڑتا ہے جہاں حیا اس وقت تنہائی اور خوف کے سائے میں بیٹھی اس کی راہ دیکھ رہی تھی۔

جب ازلان اس پسماندہ علاقے کے پرانے فلیٹ میں پہنچا، تو وہاں کا دروازہ بند اور ویران پڑا تھا۔ اس نے فلیٹ کے باہر موجود وارڈن یا فلیٹ کی گائیڈ خاتون سے پوچھا، تو اس نے بتایا کہ اب حیا وہاں نہیں رہتی۔

گائیڈ نے دھیمی آواز میں بتایا، "بیٹا! وہ لڑکی تو اب زیادہ تر وقت اس قریبی مزار کے پاس ہی گزارتی ہے۔ وہ روزانہ وہاں جاتی ہے، یا تو

مٹی کے چراغ جلانے یا بس خاموشی سے بیٹھی روتی رہتی ہے۔ آج بھی وہ وہیں گئی ہوگی۔"

یہ سنتے ہی ازلان کا دل ایک عجیب سی بے چینی سے بھر گیا۔ اس نے ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کیا اور فوراً اپنی گاڑی کا رخ اس پرانے مزار کی طرف موڑ دیا۔ اس کے دل میں بس ایک ہی دھڑکن تھی کہ کسی طرح جلدی سے حیا تک پہنچے اور اسے اس اکیلے پن اور خوف کے حصار سے نکال کر ہمیشہ کے لیے اپنے ساتھ لے جانا تھا

دوسری طرف، حیا—جس کا باپ اپنے گناہوں کی سزا اندھیری کوٹھڑی میں کاٹ رہا تھا اور وہ خود جائیداد اور نام سے محروم ہو کر ایک عام سے فلیٹ میں گمنامی کی زندگی گزار رہی تھی—

آج اپنی پچھلی زندگی کے تکبر کی راکھ پر بیٹھی پچھتاوے کے آنسو بہا رہی تھی۔ وہ اب وہ مغرور حیا نہیں تھی، بلکہ حالات کی تھپیڑوں نے اس کی روح کو اندر سے چھلنی کر دیا تھا۔

شام کا وقت تھا، جب اذہان شہر کے ایک پسماندہ علاقے میں قائم ایک پرانے مزار کے پاس سے گزر رہا تھا۔ وہ اکثر دل کے سکون کے لیے ایسی جگہوں پر نکل آتا تھا۔ تیز ہوا چل رہی تھی اور سوکھے پتے سڑک پر اڑ رہے تھے۔

مزار کی سیڑھیوں کے پاس، سفید سادہ چادر اوڑھے ایک لڑکی گھٹنوں میں سر دیے سسکیاں لے رہی تھی۔ اس کے ہاتھ میں مٹی کے کچھ بجھے ہوئے چراغ تھے اور وہ انہیں دوبارہ جلانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔ تیز ہوا ہر بار اس کی لو کو بجھا دیتی۔

اذہان کے قدم وہیں رک گئے۔ اس نے آگے بڑھ کر اس لڑکی کے سر پر سایہ کرنا چاہا تاکہ ہوا رک سکے، مگر جیسے ہی اس لڑکی نے چونک کر اپنا سر اٹھایا، دونوں کے وجود ساکت رہ گئے۔

وہ حیا تھی۔

اس کے چہرے پر نہ کوئی میک اپ تھا، نہ وہ پرانا غرور۔ اس کی آنکھیں رو رو کر سوجھی ہوئی تھیں اور چہرہ زرد پڑ چکا تھا۔ اذہان شاہ زمان کو اپنے سامنے دیکھ کر حیا کے ہاتھ سے مٹی کا چراغ چھوٹ کر فرش پر جا گرا۔ وہ خوف اور شرمندگی کے مارے یکدم پیچھے ہٹی اور بھاگنے لگی۔

" حیا! رک جاؤ..." اذہان کی بھاری آواز نے حیا کے پیروں میں زنجیر ڈال دی۔

حیا وہیں رک گئی، اس کی پیٹھ اذہان کی طرف تھی اور وہ بری طرح کانپ رہی تھی۔

" مجھے معاف کر دیں اذہان... میں اور میرا باپ آپ کے مجرم ہیں۔ میں نے آپ کی زندگی برباد کی، مگر یقین کریں... مجھے نہیں معلوم تھا کہ میرے باپ نے آپ کو اس حد تک اذیت دی ہے۔ میں شاہ زمان خاندان کا نام استعمال کر کے صرف آپ کو پانا چاہتی تھی، مگر مجھے کیا معلوم تھا کہ میں اپنے ہی پیروں پر کلہاڑی مار رہی ہوں تھی۔"

اذہان دھیمے قدم اٹھاتا ہوا حیا کے بالکل قریب آیا۔ اس نے حیا کے کانپتے ہوئے کندھوں پر اپنے کھردرے، مضبوط ہاتھ رکھے اور اسے موڑ کر اپنے سامنے کیا۔ حیا نے شرمندگی سے اپنی آنکھیں بند کر لیں، وہ اذہان کا سامنا نہیں کر پا رہی تھی

" تین سال، حیا... تین سال میں نے اس اندھیرے میں گزارے جہاں مجھے موت بھی نصیب نہیں

ہو رہی تھی،" اذہان کی آواز حد درجہ گھری اور بوجھل تھی۔ "میں ہر روز خدا سے پوچھتا تھا کہ میرا گناہ کیا ہے؟ لیکن آج تمہیں اس حال میں دیکھ کر مجھے سمجھ آیا کہ مکافاتِ عمل کیا ہوتا ہے۔"

" مجھے سزا دیں اذہان... مجھے مار دیں، مگر اپنی ان آنکھوں سے مجھے ملامت مت کریں،" حیا نے روتے ہوئے اپنے نازک ہاتھ اذہان کے چوڑے سینے پر رکھ دیے، اس کا پورا وجود سسکیوں کے حصار میں تھا۔ازہان میں کھبی ماں نہیں بن سکتی ..

" ماں بننا یا نہ بننا تمہاری قدر و قیمت کا فیصلہ نہیں کرتا، حیا۔"

ازلان نے گھرے، سحر انگیز لہجے میں سرگوشی کرتے ہوئے حیا کے کانپتے ہوئے ہونٹوں پر اپنی انگلی رکھی اور اسے مزید قریب کھینچ لیا۔

Maheen Malik Novel

اس کی سیاہ آنکھوں میں حیا کے لیے محبت اور اپنائیت کا سمندر امڈ رہا تھا۔

" میں نے تمہیں اپنی زندگی کا حصہ اس لیے نہیں بنایا تھا کہ تم مجھے اولاد دیتی ہو، حیا۔ میں نے تمہیں اس لیے اپنایا ہے کہ اس ویران اور اندھیری دنیا میں تم میری روح کا سکون ہو۔ اور رہی بات انیا کی... تو جو کچھ ماضی میں ہوا، وہ تمہاری نادانی اور حالات کا جبر تھا، مکافاتِ عمل ہم دونوں دیکھ چکے ہیں۔ اب ہماری اس نئی زندگی کی خوشیوں میں برابر کی شریک ہوگی۔"

حیا کی آنکھوں سے تشکر کے آنسو بہہ نکلے۔ اس کا دل جو خود کو مجرم اور ادھورا سمجھ رہا تھا، ازلان کی ان مضبوط اور پختہ باتوں سے سرشار ہو گیا۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھ ازلان کے چوڑے سینے پر رکھ دیے اور بھرا ہوا

سانس لے کر بولی:

" میں شاید کبھی ماں نہ بن سکوں، ازلان... لیکن خدا نے مجھے آپ کی صورت میں وہ سب کچھ دے دیا ہے جس کا میں کبھی خواب بھی نہیں دیکھ سکتی تھی۔

اذہان نے گہرا سانس لیا۔ اس نے حیا کے آنسوؤں سے بھیگے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں اٹھایا۔ اس کی کالی آنکھوں میں اب انتقام کا زہر نہیں، بلکہ ایک انوکھا اور تپتا ہوا رومانوی خمار جاگ رہا تھا، جو حیا کے اس بدلے ہوئے روپ کو دیکھ کر اس کے دل میں کروٹیں لے رہا تھا۔

" شاہ زمان خاندان دشمنوں کو مٹانا جانتا ہے حیا، مگر توبہ کرنے والوں کو سینے سے لگانا بھی ہماری روایت ہے،" اذہان نے انتہائی والہانہ اور گہرے انداز میں سرگوشی کی، جس سے

حیا کے سانسوں کی ترسیل تیز ہو گئی۔
"تمہارے باپ کی سزا اس کا مقدر ہے، لیکن تم۔۔۔ تم اب اس گمنامی کے اندھیرے میں اکیلی نہیں رہوگی۔"

اس نے سب کی پرواہ کیے بغیر حیا کو کھینچ کر اپنے کسرتی سینے سے لگا لیا۔ حیا نے روتے ہوئے اذہان کے کرتے کو اپنے ہاتھوں میں بھینچ لیا۔ بجھے ہوئے چراغوں کے اس مزار پر، جہاں کبھی ان کے خاندانوں نے نفرت کی آگ جلائی تھی، آج اذہان اور حیا کی ادھوری داستانِ عشق پچھتاوے کے آنسوؤں سے دھل کر ایک بالکل نئے اور خوبصورت سفر کا آغاز کر رہی تھی۔

مزار کے اس الوداعی منظر کے بعد حیا کی زندگی کا رخ یکدم بدل چکا تھا۔ ازلان شاہ

Mateen Malik Novel

زمان نے دادی جان اور زایان کی شدید مخالفت کے باوجود حیا کے بدلے ہوئے روپ اور پچھتاوے کو قبول کرتے ہوئے اسے اپنے ساتھ حولی لےکر جانے فیصلہ کرا۔۔۔حیا کے لیے یہ کسی معجزے سے کم نہیں تھا کہ جس خاندان کو اس نے برباد کرنے کی کوشش کی، اسی خاندان کے بڑے چشم و چراغ نے اسے اپنے نام کی چادر اڑھا دی تھی۔

آج رات حویلی کا وہ عقبی حصہ حد درجہ پرسکون اور رومانوی سحر میں ڈوبا ہوا تھا۔ تیز ہوا کے ساتھ ساتھ کمرے کی بالکونی کے ہلکے گلابی پردے لہرا رہے تھے اور میز پر رکھے لیمپ کی سنہری روشنی کمرے کے ماحول کو مزید گہرا کر رہی تھی۔

حیا بیڈ پر بیٹھی چنبیلی کے گجرے اپنے نازک ہاتھوں میں پہن رہی تھی، اس کا سفید ریشمی

لباس اور بالوں میں سجا موتیے کا پھول اس کے حسن کو بلا کا نکھار دے رہا تھا۔ وہ اب وہ مغرور اور چالاک حیا نہیں تھی، بلکہ ازلان کی سچی محبت نے اسے ایک سلجھی ہوئی اور والہانہ عشق کرنے والی بیوی میں بدل دیا تھا۔

ٹھیک اسی وقت، کمرے کا بھاری لکڑی کا دروازہ کھلا اور ازلان شاہ زمان کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے کلف لگا بلیک کرتا پہن رکھا تھا اور اس کی گہری، سیاہ آنکھوں میں حیا کو دیکھ کر وہی پرانا، جابرانہ اور تپتا ہوا رومانوی خمار جاگ اٹھا۔ وہ دھیمے مگر حاکمانہ قدم اٹھاتا ہوا حیا کی طرف بڑھا۔

حیا نے دھڑکتے دل کے ساتھ اپنی سرمئی آنکھیں اٹھائیں اور شرما کر اپنی پلکیں جھکا لیں۔

ازلان نے بغیر کوئی وقت ضائع کیے حیا کی

نازک کلائی کو اپنے مضبوط، کسرتی ہاتھ کی گرفت میں لیا اور اسے ایک ہی جھٹکے میں بیڈ سے اٹھا کر اپنے چوڑے سینے سے پیوست کر لیا

" ازلان... آپ آ گئے؟" حیا کی آواز حلق میں پھنس رہی تھی، اس کے سانسوں کی تپش ازلان کے کرتے کو چھو رہی تھی۔

" اپنی بیوی کے پاس آنے کے لیے مجھے کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے، حیا،" ازلان کی بھاری، مخملی اور مردانہ آواز حیا کے کان کے پاس گونجی۔ اس نے اپنے کھردرے ہاتھ سے حیا کا چہرہ اوپر اٹھایا، جہاں پچھتاوے اور عشق کا ایک انوکھا تلاطم تھا۔ "تم نے مجھے تین سال اندھیرے میں رکھا، لیکن اب میں تمہیں اپنی زندگی کے کسی بھی لمحے میں خود سے دور نہیں ہونے دوں گا۔"

" میں اب صرف آپ کی ہوں، ازلان... میری ہر

سانس پر اب صرف آپ کا حق ہے،" حیا نے روتے ہوئے اپنے نازک ہاتھ ازلان کے کسرتی کندھوں پر کس دیے اور اپنا سر اس کے سینے پر رکھ دیا۔

ازلان کے ضبط کا بندھن اس اعتراف پر پوری طرح ٹوٹ گیا۔ اس نے حیا کو اپنی باہوں کے شدید حصار میں لیا اور دیوار کے ساتھ لگاتے ہوئے،

اپنے لب حیا کے کپکپاتے ہوئے سرخ لبوں رکھ دیے۔ یہ لمس پچھلے تمام گناہوں، پچھتاووں اور قیدِ تنہائی کے زخموں کا ابدی مرہم تھا جو ان دونوں کو ہمیشہ کے لیے ایک کر رہا تھا۔

کمرے کا مدہم لیمپ ان کے اس جنونی ملاپ کا گواہ بن گیا، جہاں نفرت کی راکھ سے اب عشق کا ایک ایسا لافانی پودا نکل چکا تھا جسے اب دنیا کی کوئی سازش مٹا نہیں سکتی تھی۔

ازلان مسکراتے ہوئے حیا کے اور قریب آیا، اس کا ہاتھ تھام کر اسے پیار سے اٹھایا اور اس کے محبت سے بھیگے ماتھے پر ایک گہرا اور پرسکون بوسہ دیا۔ اس کی سیاہ آنکھوں میں ایک عجب سی چمک تھی جب وہ بولا:

" چلو آؤ، بیگم... تہجد کا وقت ہو گیا ہے، پہلے اپنے رب کے حضور شکرانے کی نماز ادا کرتے ہیں۔"

حیا نے عقیدت اور محبت سے اپنی پلکیں جھکا دیں، ۔

تو باہر فضا میں ایک عجیب سا سکون اور طمانیت اتر آئی تھی۔ بالکونی سے آتی ہوئی ٹھنڈی ہوا کے جھونکے کمرے کی اداسی کو مکمل طور پر دھو چکے تھے۔

ازلان اپنی جگہ سے اٹھا اور وضو کیا۔ اس کے چہرے سے ٹپکتے پانی کے قطرے اس کی روح

Maheen Malik Novel

کی پاکیزگی کا پتہ دے رہے ہیں۔ تو حیا نے بھی بنا کسی تاخیر کے اپنا سفید دوپٹہ سر پر اوڑھ لیا۔حیا بھی ازلان کے پیچھے باقاعدہ باجماعت نماز ادا کرنا شروع کر دیتی ہے۔ اس کا دل دھڑک رہا ہے، اس کے دل کی تمام بے چینی اور پچھتاوے کی آگ، اب رب کے حضور جھک کر ٹھنڈی ہونے کے لیے مچل رہی تھی۔نماز مکمل ہوتی ہے۔ سلام پھیرنے کی آواز کے ساتھ ہی ماحول میں ایک دھیما سا ٹھراؤ آ جاتا ہے۔

حیا سجدے میں جاتی ہے۔ طویل سجدہ... ایک ایسا سجدہ جس میں الفاظ کی ضرورت نہیں ہوتی، صرف دل کی سسکیاں اور رب سے باتیں ہوتی ہیں۔ جب وہ سجدے سے سر اٹھاتی ہے، تو اس کی پلکیں بھیگی ہوئی ہیں۔ آنکھوں سے نکلنے والے موتی اس کے گالوں پر پھسل رہے ہیں۔

وہ اپنے اللہ کے آگے ہاتھ اٹھاتی ہے، اور بے اختیار ہچکیوں سے رونے لگ جاتی ہے۔ یہ رونے کا دکھ نہیں، بلکہ عشق، شکرگزاری اور توبہ کی وہ حلاوت ہے جو صرف دل ہی محسوس کر سکتا ہے۔

حیا)دھیمی، کانپتی آواز میں، آنسوئوں کے ساتھ(:

یا اللہ تیرا لاکھ شکر گزار ہوں آپ نے مجھے اس قابل بنایا میں آپ کے آگے جھک سکھوں

ازلان ہلکا سا پیچھے مڑتا ہے، اس کی نگاہیں نم آنکھوں والی حیا پر پڑتی ہیں۔ چہرے پر ایک ہلکی، پرسکون مسکان اور آنکھوں میں ایک ان کہی اپنائیت ابھرتی ہے۔

وہ دونوں، دنیا اور اس کے شور سے بے نیاز، اپنے رب کے نور میں ڈوب جاتے ہیں۔

ازلان نے دھیمی، پُرسوز اور رس بھری آواز میں

Maheen Malik Novel

تلاوت شروع کی۔ اس کی آواز کمرے کے کونے کونے میں گونج اٹھی، جو دلوں کو چیرتی ہوئی سیدھی روح میں اتر رہی تھی۔ حیا نے اپنے ہاتھ باندھ لیے اور اس کے پیچھے کھڑی ہو کر پہلی بار اتنے سکون کا سانس لیا۔ وہ دونوں جانتے تھے کہ ان کا یہ ملاپ کسی عام دنیاوی رشتے کا محتاج نہیں تھا، بلکہ یہ اس ذات کی مہربانی تھی جس نے بگڑے ہوئے راستوں کو بھی محبت کے اس خوبصورت موڑ پر لا کھڑا کیا تھا۔

جب ازلان نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے، تو حیا بھی فوراً اس کے قریب گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھ ازلان کے ہاتھوں کے ساتھ ملا دیے، اور اس کی آنکھوں سے تشکر کے آنسو پھر سے بہہ نکلے۔

ازلان نے دھیمی اور بھاری آواز میں دعا مانگی:

" یا اللہ! تو نے میری تاریک زندگی کو اس کے وجود سے روشن کیا ہے۔ ہمارے ماضی کی ہر غلطی کو معاف فرما اور ہمارے اس رشتے کو اپنی رضا کا ضامن بنا دے۔ ہمیں ہمیشہ کے لیے ایک دوسرے کا سکون اور محافظ بنا دے۔"

" آمین..." حیا کی سسکتی ہوئی سرگوشی کمرے کی فضا میں تحلیل ہو گئی۔

دعا ختم کرنے کے بعد ازلان نے محبت اور شفقت سے اپنا ہاتھ حیا کے سر پر رکھا۔ حیا نے جھک کر اپنا سر ازلان کے چوڑے کندھے پر رکھ دیا، اور اس سجدۂ شکر کے ساتھ ہی ان کی اس نئی زندگی کا آغاز ہو گیا، جہاں اب اندھیروں کا نام و نشان تک نہیں تھا۔

ازلان نے حیا کو اپنے سینے سے لگایا اور اس کے ماتھے پر ایک اور محبت بھرا لمس چھوڑتے ہوئے وہ پُرخلوص اور دھیمے لہجے میں بولا:

" حیا... آج کے بعد ہمارا ہر دن جائے نماز سے شروع ہو گا۔ کیونکہ تمہارے ساتھ رب بھی مل گیا ہے۔" اور اس کے ماتھے پر ایک اور محبت بھرا لمس چھوڑتے ہوئے وہ پُرخلوص اور دھیمے لہجے میں :

ازلان مسکراتے ہوئے حیا کے اور قریب آیا، اس کے ماتھے پر ایک بہت ہی گہرا اور محبت سے بھرا ہوا بوسہ دیا، اور اس کا ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھوں میں لے کر بولا:

" تم میری زندگی کی سب سے بڑی خوشی ہو، حیا۔ اگر اللہ نے چاہا تو ہمیں بھی اولاد کی نعمت سے نوازے گا،ہمارا رب بہت رحیم ہے، حیا۔ ہم اسی سے مانگیں گے،

اور اگر نہیں... تو ہمارے لیے زایان کی اولاد ہی کافی ہے، وہ بھی تو ہماری اپنی ہوگی۔ میرے لیے تم سے بڑھ کر اس کائنات میں کوئی اور اہم

نہیں ہے-"

حیا نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے ایک ُپرکشش اور مطمئن مسکراہٹ کے ساتھ اپنا سر ازلان کے سینے پر رکھ دیا۔ اس کی روح کا ہر بوجھ اب اتر چکا تھا اور وہ جانتی تھی کہ اب اسے دنیا کی ہر خوشی مل چکی ہے-

اذلان میں عانیہ اور زایان کے ساتھ بہت بڑا کرا ہے کیا وہ دونوں معاف کر دے گے ..حولی والے کیا مجھے اپنا لے گئے؟

ازلان نے حیا کا ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھوں میں لے کر اسے مزید اپنے قریب کیا، اس کی سرمئی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اس کے لبوں پر ایک ُپرعزم اور بھروسہ دلانے والی مسکراہٹ ابھری

۔ اس نے نہایت دھیمے اور مخملی لہجے میں کہا:

" ہاں، عانیہ اور زایان... دونوں کا دل صاف ہے۔

Maheen Malik Novel

یہ سچ ہے کہ ماضی میں جو ہوا وہ بہت تکلیف دہ تھا، لیکن جب وہ تمہارے اندر اس سچی ندامت اور بدلے ہوئے روپ کو دیکھیں گے، تو ان کا غصہ بھی پگھل جائے گا۔ معاف کرنا اپنوں کی ہی صفت ہوتی ہے، اور وقت کے ساتھ وہ تمہیں بھی معاف کر دیں گے۔"

ازلان نے اپنا ہاتھ حیا کے گال پر پھیرا اور گھرے اعتماد سے بولا:

" رہی بات حویلی والوں کی... تو اب اس حویلی میں تمہاری عزت اور مقام کا محافظ میں ہوں۔

جو کوئی بھی تمہیں قبول کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس کرے گا، وہ پہلے ازلان شاہ زمان کے اس فیصلے کے سامنے دیکھے گا۔ تم اب اکیلی نہیں ہو، حیا۔ اپنے اس دل سے ہر خوف اور وسوسے کو نکال دو، کیونکہ اب تمہاری اس نئی زندگی کا آغاز ہو چکا ہے جہاں صرف میرا

Maheen Malik Novel

عشق اور میرا ساتھ ہے۔"

قسط:26

اب کبھی تمہاری ان آنکھوں میں آنسو نہیں آنے دوں گا۔"

ازلان نے حیا کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں کے پیالے میں اٹھایا، اس کی سرمئی آنکھوں میں سیدھا دیکھتے ہوئے اس کے لبوں پر اپنا ایک ہلکا سا، پُرعزم اور دیوانہ وار مسکراہٹ بھرا لمس چھوڑ دیا۔

ہم نے ماضی کو پیچھے چھوڑ دیا ہے، اور اب " اس راستے پر صرف ایک دوسرے کا ہاتھ تھام کر چلنا ہے۔"

نماز مکمل کرنے کے بعد، جب انہوں نے رب کے حضور سجدہ ریز ہو کر اپنے سکون اور معافی کی دعا مانگ لی، ازلان نے حیا کو اپنے بازوؤں میں اٹھا کر نرمی سے بیڈ پر لٹا دیا، اور اس کے

جھکے ہوئے وجود کے اوپر خود کو جھکاتے ہوئے اپنے تپتے ہوئے لب اس کے ہونٹوں پر رکھ دیے،

رات کے اس پچھلے پہر، کمرے کی مدہم روشنی اور چنبیلی کی مہک میں، رات کا خمار اور رومانوی سحر اپنے عروج پر تھا۔ کمرے میں پھیلی مدہم روشنی میں ازلان کی سیاہ آنکھوں کی تپش صاف محسوس ہو رہی تھی۔

ازلان کا مضبوط اور کھردرہ ہاتھ حیا کی قمیض کے ریشمی کپڑے کو چھوتا ہوا دھیرے سے اندر کی جانب بڑھنے لگا، جس کے لمس سے حیا کے پورے وجود میں ایک سنسنی سی دوڑ گئی۔ اس کی سانسیں بے ترتیب ہونے لگیں۔

ازلان... نہیں..." حیا نے ہانپتے ہوئے اپنے کانپتے " ہاتھوں سے اس کا ہاتھ روکنے کی ناکام کوشش کی۔ اس کا چہرہ شرم و حیا سے سرخ ہو رہا

تھا اور سانسیں سینے میں اٹک رہی تھیں۔
"ابھی تو... ابھی تو آپ نے..."

اس سے پہلے کہ حیا اپنا جملہ مکمل کرتی، ازلان کے لبوں پر ایک جابرانہ اور دلفریب مسکراہٹ ابھری۔ اس نے حیا کی نازک کمر کے گرد اپنا بازو لپیٹ کر اسے ایک ہی جھٹکے میں اپنے چوڑے کسرتی سینے سے پیوست کر لیا۔

ازلان نے جھک کر اپنے تپتے ہوئے لب حیا کے کان کے بالکل قریب کیے اور انتہائی بھاری، مخملی اور پُرکشش لہجے میں سرگوشی کی:

" بیوی... تم مجھے پورے تین سال کی اذیت کے بعد ملی ہو،" اس کی آواز میں ایک ایسا جنون تھا جس نے حیا کو بے بس کر دیا۔ "ان تین سالوں کی تنہائی نے مجھے پاگل کر دیا تھا... اب مجھے روکو مت، اور میری یہ برسوں کی تشنگی مٹنے دو۔"

یہ کہتے ہی اس نے حیا کی مزید کوئی بھی بات سنے بغیر، اپنے لب اس کے کپکپاتے ہوئے لبوں پر رکھ دیے اور اسے اپنے دیوانہ وار عشق کے ایک ایسے طوفان میں الجھا لیا جس میں حیا کی ساری ہچکچاہٹ اور الفاظ پگھل کر رہ گئے۔ کمرے کا وہ مدہم ماحول ان کی اس بے پناہ اور نہ ختم ہونے والی محبت کی شدت کا گواہ بن گیا۔

ایان: روم میں آیا ---

"بابا, آپ سے ایک بات پوچھوں---؟؟"

(پیار سے مسکراتے ہوئے) "جی پوچھیں بابا کی جان---"

"چھوٹے بچے کہاں سے آتے ہیں---؟؟"

(حیرت سے) "یہ کیسا سوال ہے ---؟؟"

"بولیں نہ بابا---!"

Maheen Malik Novel

" آسمان سے ایک پری آتی ہے اور ہمیں بے بی دے کر چلی جاتی ہے---"

" پر ایسا تو بس فلموں میں ہوتا ہے نہ---" "

(ہنستے ہوئے) " تو تم کیا سننا چاہتے ہو---؟؟ اور یہ باتیں تمہیں کون سکھا رہا ہے---؟؟

"بتائیں نہ بابا---!!"

" مجھے نہیں پتا, جا کر اپنی ماما سے پوچھ لو---!!"

(منہ ہی منہ میں) " ماما نے ہی تو بھیجا ہے مجھے آپ کے پاس---"

(اسی لمحے عنایہ کمرے میں داخل ہوتی ہے)

: " باپ بیٹے کے درمیان کیا باتیں ہو رہی ہیں----؟؟"

(ایان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) " آؤ آؤ.. تمہارا لاڈلا پوچھ رہا ہے کہ چھوٹے بچے کہاں سے آتے

Meheen Malik Novel

ہیں..! اب بتاؤ اسے کہ کہاں سے آتے ہیں..."

)گھبرا کر(نہیں ماما! بابا جھوٹ بول رہے ہیں.. " میں نے ایسا کچھ نہیں بولا.."

ایے سالے! جھوٹ کیوں بول رہا ہے, سچ بول نہ...!"

)معصومیت سے حیا کی طرف دیکھ کر(ماما! " میں تو جھوٹ نہیں بولتا, آپ کو پتہ ہے ن..."

)چڑ کر(کمینے! مجھے تو شک ہو رہا ہے کہ تو " میری اولاد ہی نہیں ہے..."

زایان کو بازو سے کھینچتے ہوئے(بس کریں! " میرے بچے کو الٹی سیدھی باتیں سکھا رہے ہیں.. خوامخواہ رولا دیا میرے بے بی کو..."

)سر پر ہاتھ مارتے ہوئے(کہاں پھنس گیا میں " شادی کر کے..

ایان: ")آنکھوں میں آنسو لا کر(دیکھا ماما! بابا

Maheen Malik Novel

مجھے مار رہے ہیں.. میں تو صرف سچ پوچھ رہا تھا.."

)ازلان کو گھور کر(شرم کرو! 5 سال کے بچے " : سے ایسے بات کرتے ہیں؟"

میں؟ میں نے کیا کیا؟ یہ خود آیا تھا میرے " : پاس.. اب پھنسا دیا مجھے.."

)حیا کے پیچھے چھپ کر(ماما آپ ہی بتائیں " نا.. بچے کہاں سے آتے ہیں؟"

)شرما کر(بیٹا. وہ. وہ بس اللہ دیتا ہے.. دعا " کرو اللہ دے دے گا.."

)ہنستے ہوئے(واہ! بڑی آسان دعا ہے.. چلو پھر " دعا کرتے ہیں ایک اور آجائے.."

)تکیہ مار کر(بدتمیز! بچے کے سامنے کیا بک " رہے ہو."

ایان: ")معصومیت سے(بابا آپ پری والی بات کر

Maheen Malik Novel

رہے تھے.. ۔ تو آخر بچہ آتا کہاں سے ہے؟ : ")ایک ساتھ(بسسسس! بہت ہو گیا!!"

)مسکراتے ہوئے(اچھا ٹھیک ہے نہیں پوچھتا.. یوٹیوب پر سرچ کر لوں گا.."

)گھبرا کر(نہیں بیٹاا!! فون بند اب اس کا !"
)ہنستے ہوئے(یہی دن دیکھنے تھے شادی کے بعد.."

حیا: ")تکیہ اٹھا کر ازلان کے منہ پر مارتی ہے(تمہاری وجہ سے ہوا ہے یہ سب۔ اب نے اسکو فون دے دے کر خراب کرا ہے

ا")تکیہ بچاتے ہوئے(اوئے ہوئے! میں؟ میں نے کیا کیا؟ سوال تو اس نے کیا تھا!" میرا کیا قصور

ا ")ماما کے پیچھے چھپ کر(ہاں ہاں بابا نے ہی کہا پری دیتی ہے بچے.. اب ماما سے پوچھو پری کہاں ہے؟"

ایان بیٹا چلو کمرے سے باہر.. یہ آپ کے بابا کا

دماغ خراب ہے۔"

ہاں ہاں لے جاؤ۔۔ ویسے عنایہ تم نے جواب نہیں دیا۔۔ بچے کہاں سے آتے ہیں؟"

اللہ دیتا ہے! اور تم دعا کرو دوسرا نہ آ جائے۔"

ارے اب دعا تو کر لیتے ہیں۔ ایک اور ایان آجائے تو مزہ آ جائے گا"

نہیں بابا! ایک میں ہی کافی ہوں آپ دونوں کو تنگ کرنے کے لیے۔"

زایان اور عنایہ یہی تو مسئلہ ہے۔۔"

ازلان کی اس والہانہ اور جنونی محبت نے حیا کے وجود سے پچھتاوے کی رہی سہی زردی بھی مٹا دی تھی۔ لیمپ کی مدہم، پیلی روشنی اب کمرے کی دیواروں پر سستانے لگی تھی، لیکن ان دونوں کے دلوں کی دھڑکنیں اب بھی ایک ہی تال پر چل رہی تھیں۔ ازلان نے حیا کو

Maheen Malik Novel

اپنے کسرتی بازو کے حصار میں لیے بیڈ پر اپنے قریب کر رکھا تھا، اور اس کے کھردرے ہاتھ انتہائی نرمی سے حیا کے بکھرے ریشمی بالوں کو سلجھا رہے تھے۔

حیا نے اپنا سر ازلان کے چوڑے، ننگے سینے پر ٹکایا ہوا تھا، جہاں دل کی مستقل اور مضبوط دھڑکن اسے دنیا کے سب سے محفوظ حصار کا احساس دلا رہی تھی۔ اس نے اپنے نازک ہاتھ کی انگلیاں ازلان کے کرتے کے کالر پر پھیرتے ہوئے دھیمی، مخملی آواز میں کہا:

" ازلان... کبھی کبھی مجھے ڈر لگتا ہے کہ یہ سب کوئی خواب تو نہیں۔ میں نے جو خطائیں کیں، ان کے بعد میں اس احترام اور محبت کے قابل نہیں تھی جو آپ نے مجھے دی ہے۔ حویلی کا ہر شخص اب بھی مجھے دیکھ کر ماضی یاد کرتا ہے۔"

ازلان کے لبوں پر ایک گہرا اور حاکمانہ تبسم ابھرا۔ اس نے حیا کی ٹھوڑی کو اپنے انگوٹھے سے اٹھایا اور اس کی سرمئی، نم آنکھوں میں جھانکا، جہاں اب صرف اس کے لیے پوجا کا رنگ تھا۔

" حیا شاہ زمان۔۔۔" ازلان کی بھاری اور مردانہ آواز میں بلا کا مان تھا۔ "شاہ زمان کی حویلی کا قانون میں اور زایان لکھتے ہیں۔ دادی جان اور عنایہ تمہارے بدلے ہوئے روپ کو دیکھ چکی ہیں اور اب ان کے دل میں کوئی کڑواہٹ نہیں۔ تم ماضی کی حیا نہیں ہو، تم میری زندگی کے ان تین سالوں کا مرہم ہو جو میں نے اندھیرے میں گزارے۔ اب خود کو مجرم کہنا بند کرو۔"

اس نے جھک کر انتہائی والہانہ اور گہرے انداز میں اپنے تپتے ہوئے لب حیا کے ماتھے پر رکھ دیے، جیسے وہ اس کے دماغ سے ان تمام

وسوسوں کو ہمیشہ کے لیے کھرچ دینا چاہتا ہو۔

حیا کے لبوں پر ایک دلکش مسکراہٹ کھل اٹھی۔ اس نے اپنے بازو ازلان کے گلے میں ڈال دیے اور اسے اپنے مزید قریب کھینچ لیا۔ کمرے کی کھڑکی سے آنے والی رات کی ٹھنڈی ہوا ان کے اس خوبصورت اور پاکیزہ بندھن پر رقص کر رہی تھی، جہاں نفرت کا ہر ایک مہرہ اب محبت کے اس لافانی قلعے میں تبدیل ہو چکا تھا، اور شاہ زمان خاندان کی یہ بڑی سلطنت اب اپنے حاکم اور ملکہ کے ساتھ مکمل سکون پا چکی تھی۔

کمرے کا اندھیرا، جہاں بستر پر لیٹے ہوئے آیان سونے کا نام نہیں لے رہا اور ازلان جو اپنے روم میں پانی پھرتے ہوئے دیکھ کر اس سے بولا

ازلان سو جا، میرے باپ! "

آیان:)اپنی توتلی زبان میں، کمبل سے منہ نکال

کر اکڑتے ہوئے(

"میں نہیں سووں گا! .."

ازلان:)کمر میں ہاتھ رکھ کر، گھورتے ہوئے(

"جس نے جاگنا تھا، وہ سو گیا اپنے آراموں پر۔")پانی پرتی دیکھ کر غصے سے بولا("اور یہ کیا ڈراما لگا رکھا ہے تو نے؟"

آیان:)ایک دم سے ہنستے ہوئے بولا

"ہا ہا ہا... انیا میری جان ہے!"

بیستر سے اٹھ کر، سر پکڑتے ہوئے( )

"ایے سالے! وہ کب سے تیری جان ہوئی؟ ایے پہلے اگ تو جا، :)غصے سے لال پیلا ہو کر آیان کے سر پر کھڑا ہو گیا(

"ایے سالے! وہ کب سے تیری جان ہوئی؟ اور کتنی بار بولا ہے کہ انیا تیری ماما ہے!"

"تو کیا ہوا؟ ماما بھی تو جان ہوتی ہے نا!"

Mareen Malik Novel

توتلی زبان میں مزید آنکھیں مٹکاتے ہوئے( )
تو کیا ہوا؟ ماما بھی تو جان ہوتی ہے نا! آپ "
کیوں جل رہے ہو؟ کیا آپ کو بھی ماما سے پیار
نہیں ملتا؟"

ا)آسمان کی طرف دیکھ کر دونوں ہاتھ جوڑتے
ہوئے، درد بھرے لہجے میں(

یا اللہ! ایسے گندی اولاد کسی کو نہ دے! پوری "
رات دماغ کا دہی بنا کر رکھ دیا ہے اس چھوٹے
شیطان نے..

حویلی شاہ زمان کے بدلتے رنگوں میں جہاں
ازلان اور زایان اپنی محبتوں کو پا چکے تھے،
وہیں شایان شاہ زمان اور ایشال کا خوبصورت
رشتہ بھی اب گہرے رومانوی دور میں داخل ہو
چکا تھا۔ شایان، جو اپنے دھیمے مزاج اور
سنجیدگی کے لیے جانا جاتا تھا، ایشال کی
شوخیوں اور معصومیت کے سامنے ہمیشہ اپنا

Maheen Malik Novel

دل ہار بیٹھتا تھا۔

آج رات حویلی کا چاند اپنے پورے جوش کے ساتھ بالکونی پر روشنی بکھیر رہا تھا۔ ایشال آئینے کے سامنے کھڑی اپنے لمبے ریشمی بالوں کو برش کر رہی تھی۔ اس نے ہلکے فیروزی رنگ کا ریشمی لباس پہن رکھا تھا، جو اس کی رنگت کو مزید نکھار رہا تھا، اور اس کے گالوں پر حیا کی ہلکی سی سرخی لہرا رہی تھی۔

ٹھیک اسی وقت، ساہیان کلف لگا بلیک کرتا پہنے، ہاتھ میں مٹی کے برتن میں تازہ چنبیلی کے گجرے لیے کمرے میں داخل ہوا۔ اس کی گہری، مخملی آنکھوں میں ایشال کو اس روپ میں دیکھ کر ایک تپتا ہوا خمار ابھر آیا۔ وہ دھیمے، باوقار قدم اٹھاتا ہوا اس کے بالکل پیچھے آ کر کھڑا ہو گیا۔

ایشال نے آئینے میں اس کا عکس دیکھا تو اس

کا دل زور سے دھڑک اٹھا۔ اس نے برش میز پر رکھنا چاہا، مگر شایان نے آگے بڑھ کر اس کا نازک ہاتھ اپنی مضبوط گرفت میں لے لیا اور برش سائیڈ پر رکھ دیا۔

شایان... آپ کب آئے؟" ایشال کی آواز میں ایک مدہم سا لرزہ تھا۔

" جب میری ملکہ اپنے حسن کو شیشے میں دیکھ کر مغرور ہو رہی تھی،" شایان کی بھاری، دھیمی اور حد درجہ رومانوی آواز ایشال کے کان کے قریب گونجی۔ اس نے اپنے کھردرے، گرم ہاتھ سے ایشال کی ریشمی زلفوں کو ایک طرف کیا اور جھک کر اس کی گردن کے نازک موڑ پر اپنے لب رکھ دیے

ایشال کی آنکھیں موند گئیں اور اس نے بے اختیار شایان کے چوڑے کندھوں پر اپنے ہاتھ ٹکا دیے۔ شایان نے اپنے ہاتھ میں پکڑے چنبیلی

Mareem Malik Novel

کے گجرے انتہائی والہانہ انداز میں ایشال کی گوری کلائیوں میں پہنائے، جس کی خوشبو نے کمرے کے ماحول کو مزید سحر انگیز بنا دیا۔

" شایان، چنبیلی کی خوشبو بہت گہری ہے،" ایشال نے دھڑکتے دل کے ساتھ سرگوشی کی۔

" تمہارے عشق کی خوشبو سے زیادہ گہری نہیں، ایشال،" شایان نے ایک ہی جھٹکے میں اس کا رخ اپنی طرف موڑ کر اسے اپنے کسرتی وجود اور میز کے درمیان محصور کر لیا ۔ اس کی سیاہ آنکھوں میں اب وہ ضبط نہیں تھا جو وہ عام طور پر دنیا کو دکھاتا تھا۔

اس نے مزید ایک سیکنڈ کا فاصلہ بھی گوارا نہیں کیا۔ شایان نے جھک کر انتہائی اپنے لب ایشال کے کپکپاتے ہوئے سرخ لبوں پر رکھ دیے۔ نہ جانے شاہ نے کتنے ٹائم بعد اس کے ہونٹوں کو اپنے لبوں سے آزاد کیا اور اس کے بالوں میں

منہ چھپا گیا۔

ایشال جو سانس لینے کی کوشش کر رہی تھی، وہ پھر سے کانپی۔ش۔۔ شا۔یا نن۔نن۔ہوں۔۔ں۔۔ " شایان نے بہکی ہوئی۔ آواز میں بولا ۔شایان نے اس کی گردن پر لب رکھ دیے اور جگہ جگہ اپنی محبت کے نشان چھوڑ نے لگا۔ ایشال ہمیشہ کی طرح بے بس ہو گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ پیچھے ہوا۔۔۔

" چلو بیگم بائیک رائیڈنگ پر چلتے ہیں۔ آج میں آپ کو گھما کر لاتا ہوں۔"

شایان کی بات سن کر ایشال نے خوف سے پیچھے ہٹتے ہوئے سر نفی میں ہلا دیا۔

" نہیں۔۔۔ شایان، میں نہیں جاؤں گی! مجھے بہت ڈر لگتا ہے۔ میں نے پہلے کبھی بائیک پر ایسے سفر نہیں کیا۔"

اس کی آواز میں سچی گھبراہٹ اور معصومانہ

ضد تھی۔

شایان ہلکا سا مسکرایا۔ اس کی آنکھوں میں شرارت اور بے پناہ محبت رقص کر رہی تھی۔ اس نے ایک قدم آگے بڑھ کر نرمی سے اس کا ہاتھ تھام لیا اور بولا،

" ارے میری جان، ایسے کیسے نہیں جاؤ گی؟ جب تمہارا یہ شایان تمہارے ساتھ ہے تو پھر ڈرنے کی کیا بات ہے؟ چلو بس، اب کوئی بہانہ نہیں چلے گا!"

* "نہیں شایان، پلیز سمجھو نا... مجھ سے نہیں بیٹھا جائے گا، میں گر جاؤں گی!"

اس نے منہ بناتے ہوئے انکار کرنا چاہا، لیکن شایان کی محبت بھری زبردستی کے آگے اس کی ایک نہ چلی۔

شایان نے پیار سے زبردستی کرتے ہوئے اسے بائیک پر بٹھایا اور خود بھی بیٹھ گیا۔

جیسے ہی بائیک آہستہ آہستہ آگے بڑھی، ٹھنڈی ہوا کا ایک جھونکا آیا۔ ایشال نے ڈر کے مارے فوراً اپنی انگلیاں شایان کی جیکٹ میں مضبوطی سے گڑھا دیں اور اپنا چہرہ اس کی پشت سے چھپا لیا۔

شایان نے بائیک کی رفتار بالکل دھیمی رکھی تاکہ اسے ذرا سا بھی خطرہ محسوس نہ ہو۔

راستے میں ایک حسین اور ویران موڑ پر اس نے بائیک سائیڈ پر روک دی۔ پیار سے مسکراتے ہوئے اس نے ایشال کو بائیک سے اتارا اور پھر محبت بھری ضد سے اسے اپنے آگے بٹھا لیا، تاکہ وہ اس کے حصار میں مکمل طور پر محفوظ رہے۔

ایشال نے شرم اور گھبراہٹ سے پلکیں جھکا لیں۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی، شایان نے اپنے دونوں بازوؤں کے درمیان اسے گھیر لیا۔۔۔

اس کا دوپٹا سائڈ پر کرا وہاں لب رکھے۔۔اور جگہ جگہ اپنی محبت کا نشان چور نے لگا ۔۔۔ شایان۔۔۔ایشال نے بولایا۔۔۔ہوں۔۔ں ۔۔بہکی بہکی ہوئی آواز میں بولا ۔

" شایان... کوئی دیکھ نہ لے..."

اس نے گھبرا کر ادھر دیکھتے ہوئے دھیمی آواز میں کہا۔شایاں ایشال کے آواز کو اگنور کرتے ہوئے ۔۔اپنی لب ایشال کے لبوں پر رکھ دیئے ۔۔نہ جانے کتنے ٹائم بعد اس نے ایشال کے ہونٹوں کو آزادی بخشی ۔۔اور اس کے بالوں میں منہ چھپایا۔۔

شایان کوئی دیکھ لے گا ۔۔۔گھر چلتے ہیں

شایان کے لبوں پر دلکش مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ جھک کر پیار سے بولا،

* "کوئی نہیں دیکھے گا بیگم... یہ میری فیورٹ جگہ ہے۔ یہاں صرف میرا دل اور تم ہو۔"

Maheen Malik Novel

شایان... مجھے ڈر لگ رہا ہے، میں گر جاؤں" **
گی!"

اس نے گھبرا کر اپنے دونوں ہاتھ اس کی مضبوط گرفت میں دے دیے۔

شایان نے ہلکا سا قہقہہ لگایا اور تسلی دیتے ہوئے بولا،

ارے میری جان، تم میری بائیک پر آگے بیٹھی " *
ہو۔ جب شایان تمہارے بالکل پیچھے ہے تو تمہیں ڈرنے کی یا کہیں جانے کی ضرورت نہیں۔ تم صرف میری ہو!"

یہ کہہ کر شایان نے بائیک دوبارہ آگے بڑھائی۔ کچھ فاصلے پر جا کر اس نے بائیک روکی اور محبت میں ڈوب کر جھکا۔ اس نے ایشال کے ماتھے پر بے شمار چاہت بھرے بوسے سجا دیے، جہاں اس کی ہر سانس اور ہر لمس میں صرف ایشال کے لیے عشق بول رہا تھا۔

Maheen Malik Novel

اس سے پہلے کہ ایشال کچھ اور کہتی، شایان نے مزید ایک لمحے کی بھی دیر کیے بغیر اپنے لب اس کے کپکپاتے ہوئے لبوں پر رکھ دیے۔

قسط:27

زایان آفس کا کوٹ کندھے پر لٹکائے، ہاتھ میں بریف کیس پکڑے تھکا ہارا گھر پہنچتا ہے۔

وہ جیسے ہی اندر گھسنے لگتا ہے تو دروازے پر ایان کھڑا ملتا ہے۔

بابا آپ اندر نہیں جا سکتے۔۔ماما نے منع کیا ہے دروازے کی چوکھٹ پر ہاتھ رکھ کر راستہ روکتے ہوئے بولا ---

مجھے آپ کے ماما سے ارجنٹلی ملنا ہے میری جان

(بیچینی سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہوئے

ایک سیکنڈ ہٹو راستے سے، ایان۔

سر ہلا کر، مضبوطی سے کھڑے رہتے ہوئے(

ماما نے کہا ہے وہ آپ سے نہیں ملیں گی۔

دانت پیستے ہوئے_ ہٹ میرے آگے سے میری _ گندی اولاد۔ تیرے ماما کو تو میں دیکھتا ہوں۔

اگر آپ نے میرے ماما کے ساتھ زبردستی کی تو میں بھول جاؤں گا کہ آپ میرے بابا ہیں۔

ابے! تو نے مجھے بابا کب سمجھا تھا؟

منہ پھلا کر_ بس... میں نے بول دیا آپ کو۔ _*

تیری ماما وہ بعد میں بنی ہے۔ پہلے وہ میری بیوی تھی۔)آگے بڑھنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے، جلی کٹی آواز میں بولا ۔۔

منہ چڑھا کر_ وہ آپ کی بیوی پہلے تھیں، _ * اب وہ میرے ماما ہیں۔

تیری ماما میری وجہ سے ہی بنی ہے، سمجھ

میرے لال۔ غصے سے پھنکارتے ہوئے بولا

یہ آپ کو پہلے سوچنا چاہیے تھا۔ اب میرے ماما کو تنگ مت کریں۔)بے پرواہی سے کندھے اچکا کر، دوٹوک لہجے میں بولا

خود کلامی کے انداز میں، ہانپتے ہوئے(واہ! ماں بیٹا دونوں میرے خلاف ہو گئے ہیں۔

پہلے بیٹے کو راضی کروں گا، تب ہی میں اس کے ماما تک پہنچ سکوں گا۔

چنبیلی کی مسحور کن خوشبو کمرے کے رومانوی سحر کو مزید گہرا کر رہی تھی۔ شایان کے والہانہ اور شدید لمس نے ایشال کے پورے وجود کو اپنے حصار میں لے رکھا تھا۔ جب شایان نے دھیمے سے اپنے لب اس کے سر خ لبوں سے ہٹائے، تو ایشال کے سانس بری طرح اکھڑ رہے تھے اور اس کا گورا چہرہ حیا اور رومانوی خمار سے تمتما اٹھا تھا۔ اس نے اپنی

Maheen Malik Novel

سرمئی آنکھیں بند کیے شایان کے چوڑے، کسرتی سینے پر اپنا سر ٹکا دیا، جہاں ساہیان کے دل کی تیز دھڑکن اس بات کی گواہ تھی کہ شاہ زمان خاندان کا یہ سلجھا ہوا مرد اس کی محبت میں کس حد تک گرفتار ہو چکا تھا۔

شایان نے گہرا اور تپتا ہوا سانس لیا، اس کے مضبوط بازو ایشال کی نازک کمر کے گرد کفت ہو چکے تھے۔ اس نے اپنی کلف لگی آستینیں اوپر چڑھائیں اور انتہائی محبت پاش نظروں سے اپنی شرمیلی بیوی کو دیکھا، جو اس کے سینے سے لگی خود کو دنیا کی سب سے محفوظ پناہ گاہ میں محسوس کر رہی تھی۔

ایشال..." شایان کی بھاری، مخملی آواز کمرے " کی خاموشی میں گونجی۔ اس نے اپنے کھردرے انگوٹھے سے ایشال کی ٹھوڑی کو اٹھایا تاکہ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ سکے۔ "شاہ زمان

حویلی کے اس بڑے آنگن میں، میں نے ہمیشہ خود کو بہت سنجیدہ اور خاموش پایا تھا، لیکن جب سے تم میری زندگی میں آئی ہو، مجھے زندگی کی اصل رونق سمجھ آئی ہے۔"

ایشال نے اپنی بوجھل، مخملی پلکیں اٹھائیں اور شایان کے خوبصورت مردانہ چہرے کو دیکھا، جہاں اس وقت حاکمیت نہیں بلکہ سراسر وارفتگی تھی۔ اس نے اپنی گوری، گجروں سے سجی کلائیاں شایان کے گلے میں ڈال دیں

" اور میں نے ہمیشہ یہ سوچا تھا کہ شایان شاہ زمان ایک سخت گیر انسان ہیں،" ایشال کے لبوں پر ایک دلکش اور شرارتی مسکراہٹ ابھری۔ "مگر مجھے کیا معلوم تھا کہ اس جلال کے پیچھے ایک ایسا دل چھپا ہے جو اتنی شدت سے عشق کرنا جانتا ہے۔"

" تم نے ابھی میرے عشق کی شدت دیکھی ہی کہاں ہے، ایشال،" شایان کی آنکھوں میں ایک بار پھر وہی جنونی اور گہرا خمار جاگ اٹھا۔

ایشال کو اپنی باہوں میں اٹھایا اسے نے بیڈ کی نرمی پر مائل کرتے ہوئے خود اس کے وجود پر جھک گیا ۔ رات کے اس پہر، کمرے میں مدہم روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ شایان کی نگاہیں عشق اور شدت سے لبریز تھیں۔ اس نے آہستہ سے آگے بڑھتے ہوئے اپنے لب ایشال کے لرزتے ہوئے ہونٹوں پر رکھ دیے۔ایشال نے بے اختیاری کے عالم میں اپنی پلکیں موند لیں۔ اس کی سانسیں مدہم اور بے ترتیب ہو رہی تھیں، جیسے اس ایک لمحے نے اس کے اندر صدیوں کا سکوت توڑ دیا ہو۔کمرے میں صرف ان کی مدہم سانسوں کی آواز گونج رہی تھی، اور وقت جیسے اس لمحے پر ہمیشہ کے لیے ٹھہر گیا ہو۔ جب شایان نے اپنا چہرہ ذرا سا پیچھے ہٹایا، تو

Maheen Malik Novel

اس کی انگلیاں احتیاط سے ایشال کے گال کو چھونے لگیں۔

تم جانتی ہو ایشال...؟" شایان کی آواز دھیمی " لیکن پرجوش تھی، "تمہارے بغیر میری سانسیں بھی ادھوری ہیں۔"

ایشال نے نمدیدہ پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا، اور لبوں پر ایک ہلکی سی لرزتی ہوئی مسکان سجا کر سر جھکا لیا۔

لیمپ کی مدہم سنہری لو ان کے اس لافانی اور خوبصورت ملاپ پر رقص کرنے لگی، جہاں شایان اور ایشال کا یہ رومانوی سفر اب اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ شاہ زمان خاندان کی تاریخ کا ایک اور حسین اور انوکھا باب بن چکا تھا

اگلی صبح جب حویلی شاہ زمان کے وسیع دالان میں سورج کی اجلی اور سنہری کرنیں

Maheen Malik Novel

اتریں، تو فضا میں ایک انوکھا اور دلکش سکون بکھرا ہوا تھا۔ شایان اور ایشال کے کمرے کی بالکونی سے آنے والی ٹھنڈی ہوا اب پرسکون ہو چکی تھی۔ ایشال جاگ چکی تھی اور آئینے کے سامنے کھڑی اپنی کلائیوں میں سجائے چنبیلی کے گجروں کو دیکھ کر مسکرا رہی تھی، جن کی دھیمی خوشبو اب بھی اس کے وجود کو مہکا رہی تھی۔

شایان کلف لگے سفید کرتے میں ملبوس، ہمیشہ کی طرح پروقار اور سنجیدہ انداز میں کمرے میں داخل ہوا۔ اس کی سیاہ، گھری آنکھوں میں ایشال کو دیکھ کر وہی رات کا مخملی خمار جاگ اٹھا۔ وہ خاموشی سے آگے بڑھا اور ایشال کو پیچھے سے اپنے کسرتی حصار میں لے لیا

آج حویلی کے سب لوگ دالان میں جمع ہو رہے " ہیں، اور میری ملکہ ابھی تک یہیں کھوئی ہوئی

Maheen Malik Novel

ہے؟" شایان نے اپنی بھاری، مردانہ آواز میں سرگوشی کی اور اپنے لب ایشال کے گال پر رکھ دیے۔

" شایان... بس آپ کی محبت کے سحر سے نکلنے کی کوشش کر رہی ہوں،" ایشال نے مڑ کر شایان کے چوڑے سینے پر اپنے نازک ہاتھ رکھ دیے، اس کی سرمئی آنکھیں چمک رہی تھیں۔

شایان نے مسکرا کر اس کے ماتھے پر ایک تپتا ہوا لمس چھوڑا اور دونوں کا ہاتھ تھامے نیچے دالان کی طرف بڑھ گیا۔

حویلی کا مرکزی دالان آج پوری طرح اباد تھا۔ دادی جان صوفے پر بیٹھی تسبیح پڑھ رہی تھیں، جبکہ زایان اور عنایہ ننھے ازمیر کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ دوسری طرف ازلان اور حیا بھی چائے کے مگ ہاتھ میں لیے ایک دوسرے سے دھیمی آواز میں گفتگو کر رہے

Maheen Malik Novel

تھے۔ حویلی کے تینوں بھائی—زایان، ازلان، اور شایان—اپنی اپنی محبتوں کے ساتھ اس سلطنت کو ایک مکمل قلعہ بنا چکے تھے۔

شایان اور ایشال کو ایک ساتھ آتے دیکھ کر عنایہ کے لبوں پر ایک خوبصورت مسکراہٹ ابھری۔ "آؤ ایشال! دیکھو آج دادی جان نے سب کے لیے ایک خاص سرپرائز رکھا ہے۔"

دادی جان نے مسکرا کر اپنے تینوں پوتوں اور ان کی بیگمات کو دیکھا۔ ان کا کانپتا ہوا ہاتھ حویلی کی روایتی صندوقچے پر تھا، جس میں شاہ زمان خاندان کے خاندانی اثاثے اور نئی نسل کے لیے دعائیں محفوظ تھیں۔

" میرے بچوں! شاہ زمان خاندان نے بہت سے طوفان دیکھے، بہت سی نفرتیں سہیں، لیکن آج تم سب کو اس طرح ایک ساتھ، خوش اور محبت کے حصار میں دیکھ کر میری زندگی کی

سب سے بڑی خواہش پوری ہو گئی ہے،" دادی جان کی آواز میں خاندانی مان اور بزرگانہ شفقت جھلک رہی تھی۔

زایان نے عنایہ کا ہاتھ مضبوطی سے تھاما، ازلان نے حیا کی طرف دیکھا، اور شایان نے ایشال کی کلائی کو اپنے لمس سے گرمایا۔ نفرت کی وہ پرانی دیواریں جو کبھی ان خاندانوں کے درمیان کھڑی تھیں، اب ہمیشہ کے لیے مٹی میں مل چکی تھیں اور شاہ زمان کی یہ لافانی سلطنت اب اپنی نئی نسل کے ساتھ، محبت، وفا اور ابدی خوشیوں کے ایک نئے اور حسین ترین سفر پر گامزن ہو چکی تھی.

حویلی کا بڑا کچن اس وقت صبح کی چہل پہل اور چائے کی خوشبو سے مہک رہا تھا۔ ایشال، جو پچھلے دو تین دن سے یہیں رکنے آئی ہوئی تھی، اس وقت چولہے کے پاس کھڑی

کچھ کام میں مصروف تھی۔

صبح کا وقت تھا کہ اچانک عنایہ کچن میں داخل ہوئی۔ اس کی تیز نظروں سے ایشال کی گردن پر پڑا ہلکا سا نشان چھپ نہ سکا۔رات کو شیان ایشال سے ملنے ایا تھا چپ کر۔۔ عنایہ نے شرارت سے مسکراتے ہوئے، جان بوجھ کر ماحول میں ہلچل مچانے کے لیے فورًا طنز کیا۔

عنایہ نے آنکھ مٹکا کر، چھیڑنے والے انداز میں پوچھا

" یہ تمہارے گردن پر کس چیز کا نشان ہے؟ "

ایشال کا رنگ ایک دم اڑ گیا۔ اس نے گھبرا کر فورًا اپنے دوپٹے یا بال سے گردن چھپانے کی کوشش کی اور ہکلاتے ہوئے بمشکل سے بولی:

ایشال:)ہکلاتے ہوئے، بوکھلاہٹ میں(

" وہ... وہ... مچھر نے کاٹا ہے! "

Maheen Malik Novel

عنایہ کھلکھلا کر ہنس پڑی اور ایشال کی اس معصومانہ صفائی پر اسے اور زیادہ چھیڑنے کا سوچ ہی رہی تھی کہ اتنے میں باہر لان میں شایان کی آواز آئی۔ شایان، جو ایشال کو واپس لینے کے لیے آیا تھا، اندر داخل ہوا۔

شایان کی دھیمی سی آواز کچن تک پہنچی:

شایان:"السلام علیکم!"

کچن میں کام میں مصروف ایشال نے شایان کی جانی پہچانی آواز سنی تو چونک گئی۔ اس نے جلدی سے اپنے بال درست کیے، دل کی دھڑکن ذرا تیز ہوئی اور کچن سے باہر کی طرف دیکھتے ہوئے اونچی آواز میں پوچھا: کون آیا ہے؟"

اس سے پہلے کہ ایشال خود جا کر دیکھتی، عنایہ نے موقع غنیمت جانا اور شایان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ہنستے ہوئے زور سے بولی

Maheen Malik Novel

" تمہارا مچھر..!"

یہ سنتے ہی ایشال کا چہرہ مارے شرم کے ٹماٹر کی طرح سرخ ہو گیا۔ دل جیسے ایک دھڑکا سا بھول گیا۔

" یہ عنایہ بھی نا..." وہ زیرِ لب بڑبڑائی۔

عنایہ کی بات سنتے ہی شایان کا چہرہ بھی شرم سے سرخ ہو گیا۔ کچن کے دروازے پر کھڑی ایشال نے جب شایان کا سرخ پڑتا ہوا چہرہ دیکھا تو اس کی اپنی ہنسی چھوٹ گئی۔ مگر ساتھ ہی وہ شرم سے نظریں جھکا گئی۔ ادھر عنایہ دونوں کی حالت دیکھ کر ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہی تھی کہ آج تو زبردست شکار پھنس گیا ہے!

شام کے سائے حویلی شاہ زمان کے اونچے جھروکوں پر گھرے ہو رہے تھے، مگر حویلی کا

مرکزی دالان آج کسی مچھلی بازار کا منظر پیش کر رہا تھا۔ وجہ کوئی اور نہیں، بلکہ زایان اور عنایہ کا لاڈلا، حویلی کا چھوٹا چشم و چراغ یعنی ننھا ,ایان" تھا، جو اس وقت پورے دالان کو اپنے ننھے پیروں پر نچا رہا تھا۔

حیا صوفے پر بیٹھی مسکرا رہی تھی، جبکہ ازلان شاہ زمان—جو دنیا کے سامنے ایک رعب دار اور سنجیدہ حاکم مرد تھا—اس وقت اپنے کلف لگے سفید کرتے کی آستینیں چڑھائے، دالان کے وسط میں ہاتھ میں فیڈر لیے کھڑا تھا۔

ایان! ادھر آؤ بیٹا... دیکھو بابا نے کیا کہا تھا؟ " شام کو دودھ پینا لازمی ہے،" ازلان نے اپنی بھاری، مخملی آواز کو جتنا ہو سکے نرم بنانے کی کوشش کی، مگر اس کے چہرے کا رعب دار نقش برقرار تھا۔

ایان، جو صرف تین سال کا تھا، صوفے کے

پیچھے چھپ کر اپنے تایا جان کو دیکھ کر معصومیت سے کھلکھلا کر ہنسا۔ اس نے زایان کی طرح کالی آنکھیں اور عنایہ جیسا گورا چہرہ پایا تھا، اور شرارتیں تو جیسے اس کے خون میں دوڑ رہی تھیں۔

" نہیں برےبابا! نہیں پینا ..." ایان نے اپنی توتلی زبان میں کہا اور وہاں سے بھاگ کر سیدھا حیا کے دوپٹے کے پیچھے جا چھپا۔

حیا نے ہنستے ہوئے اسے گود میں اٹھا لیا اور اس کے گال پر پیار کیا۔ "ازلان! بس کریں، کیوں میرے بچے کو تڑپا رہے ہیں؟ نہیں پینا اس نے ابھی۔"

ازلان نے فیڈر میز پر رکھا اور دھیمے، حاکمانہ قدم اٹھاتا ہوا حیا کے پاس آیا۔ اس کی گہری، سیاہ آنکھوں میں حیا کو ازمیر کے ساتھ اس روپ میں دیکھ کر ایک تپتا ہوا رومانوی خمار

ابھر آیا

،۔ اس نے آگے بڑھ کر حیا کے کندھے پر اپنا مضبوط ہاتھ رکھا اور جھک کر اس کے کان کے پاس سرگوشی کی:

بیگم! آپ اس کی سائیڈ لے کر شاہ زمان کے " قانون کی خلاف ورزی کر رہی ہیں۔ اس کی سزا یاد ہے نا؟" ازلان کی مردانہ آواز حیا کے سانسوں کو سلب کرنے کے لیے کافی تھی۔

حیا کا چہرہ شرم سے سرخ ہو گیا اور اس نے ایان کو آگے کر دیا۔ "ازلان... بچہ دیکھ رہا ہے۔"

ٹھیک اسی وقت، زایان اور عنایہ دالان میں داخل ہوئے۔ زایان نے جیسے ہی اپنے بھائی کو فیڈر ہاتھ میں لیے اور اپنے بیٹے کو شرارتیں کرتے دیکھا، اس کے لبوں پر ایک گہرا تبسم ابھرا۔ وہ عنایہ کا ہاتھ تھامے آگے بڑھا۔

کیا بات ہے ازلان؟ شاہ زمان کی عدالت آج ایک "

تین سال کے بچے کے سامنے ہار گئی؟" زایان کی گرجدار، بھاری آواز دالان میں گونجی۔

عنایہ نے لپک کر ایان کو حیا کی گود سے لیا اور اسے چوما۔ "میرے بیٹے نے برے پاپا کو تنگ کیا؟"

" تنگ نہیں بھابھی، اس نے تو ازلان شاہ زمان کی حاکمیت کو چیلنج کر دیا ہے،" حیا نے ہنستے ہوئے زایان اور عنایہ کو دیکھا۔

ازلان نے ایک گھرا سانس لیا اور حیا کو اپنے کسرتی وجود کے قریب کرتے ہوئے اس کی کلائی کو اپنے لمس سے گرمایا "چلو زایان، اب تم اپنی ملکہ اور شہزادے کو سنبھالو، میں اپنی بیگم کو لے کر ذرا کمرے کی طرف جا رہا ہوں، کیونکہ شاہ زمان کا اصل قانون تو اب کمرے میں چلے گا۔"

حیا نے شرماتے ہوئے اپنی پلکیں جھکا لیں اور

Maheen Malik Novel

ازلان اسے اپنے مضبوط حصار میں لیے سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ دالان ننھے ایان کے قہقہوں اور زایان اور عنایہ کی مسکراہٹوں سے گونج اٹھا،

حیا کی طبیعت پچھلے کچھ دنوں سے کچھ ٹھیک نہیں چل رہی تھی، اسے چکر آنے جیسی شکایتیں ہو رہی تھیں، مگر وہ کسی نہ کسی وجہ سے ڈاکٹر کے پاس جانے سے گریز کر رہی تھی۔ آخرکار آج اذلان خود زبردستی کرکے اسے ڈاکٹر کے پاس لے ہی گیا۔

جب ڈاکٹر نے معائنے کے بعد مسکراتے ہوئے خوشخبری سنائی، تو دونوں کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہیں رہا۔ اذلان اور حیا کی برسوں کی دعائیں اور ان کا مسلسل صبر آج رنگ لے آیا تھا—اللہ پاک نے انہیں اولاد کی نعمت سے نواز دیا تھا۔

وقت پر لگا کر جیسے اڑ گیا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے حیا کے حمل کو پانچواں مہینہ لگ چکا تھا، اور گزرے ہوئے دنوں کا پتہ ہی نہیں چلا۔ پچھلے دنوں کے یہ سارے انتظار اور تکالیف اس ایک پل کی خوشی میں ایسے غائب ہو گئے تھے جیسے کبھی کوئی پریشانی تھی ہی نہیں۔۔

"سنیں..؟" حیا نے محبت بھرے لہجے میں پکارا۔

"بولیں..." اذلان نے کتاب سے نظریں ہٹا کر اس کی طرف دیکھا۔

"مجھے بھوک لگ رہی ہے..." حیا نے معصومیت سے بے تکلف کہا۔

"لا حول ولا قوۃ! پچھلے تین گھنٹوں سے لگاتار کھا رہی ہو تم، بیگم!" اذلان صدمے سے اچھل پڑا، "اور اب بھی تمہیں بھوک لگ رہی ہے؟"

حیا نے اسے گھور کر دیکھا، "آپ میرے کھانے پر نظر رکھ رہے ہیں، تبھی تو ہضم نہیں ہو رہا

Maheen Malik Novel

مجھے!"

"اپنی بات کرو تم بھکڑ! تھکی نہیں ابھی کھا کھا کر؟ ابھی اور کھانا ہے؟" اذلان نے ماتھے پر ہاتھ رکھا۔

"ہاں جی! اور آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ یہ بھوک مجھے نہیں، میرے اندر آپ کی اولاد کو لگ رہی ہے۔" حیا نے نخرے سے گردن اکڑائی۔

"صدقے جاؤں میں تمہارے!" اذلان نے قہقہہ روکا، "سارا الزام میری معصوم اولاد کو دے دو تم، اپنا نام نہ لینا ذرا بھی!"

"بس! اسی بات پر آپ لڑائی کیوں کر رہے ہیں؟ جائیں، جا کر کھانا بنا لائیں میرے لیے۔" حیا دانت پیستے ہوئے بولی۔

م۔میں بنا کر لاؤں ۔۔اذلان نے اپنی آنکھوں پر یقین نہ کرتے ہوئے حیرت سے پوچھا۔

"جی! بھوک آپ کی بھی اولاد کو لگ رہی ہے نا؟

Maheen Malik Novel

تو کھاؤں گی میں اور آپ بنائیں گے۔ دونوں مل کر اس کا خیال رکھیں گے۔ کیسی لگی میری ڈیل؟ اچھی ہے نا؟ اب جائیں جلدی سے، بھوک لگ رہی ہے!"

اذلان نے منہ بنایا، "اس ڈیل میں مجھے اپنے نقصانات کے امکانات زیادہ کیوں لگ رہے ہیں؟"

" اگر آپ کو زیادہ لگ رہے ہیں تو بے بی کو آپ اپنے پیٹ میں رکھ لیں، میں کچن سے کھانا بنا لاتی ہوں!" حیا نے چالاکی سے مسکرا کر کہا۔

" استغفراللہ! جا رہا ہوں میں، میرے جینڈر پر اٹیک کرنے کی ضرورت نہیں ہے!"

اذلان نے ہار مانتے ہوئے اٹھتے ہوئے بڑبڑایا، "بس زندگی میں اب اسی چیز کی کمی رہ گئی تھی... بچے نہ پیدا کرنے کا طعنہ بھی اب میری بیوی مجھے دے گی!"

اچھا سنو..." کچن کی طرف جاتے جاتے اذلان

اچانک رکا اور پلٹ کر دیکھا۔

حیا نے پلکیں جھپکا کر پوچھا, "اب کیا ہے؟ کھانا جلدی لائیے گا!"

کھانا تو لے آؤں گا، پر یہ بتاؤ کہ رات کے اس " پہر محترمہ کو اچانک کس چیز کی فرمائش کرنی ہے؟ کوئی خاص مینیو ہے یا جو سامنے آئے گا، وہی صدمہ برداشت کرنا پڑے گا مجھے؟" ازلان نے دونوں ہاتھ کمر پر رکھتے ہوئے پوچھا۔

حیا نے مسکرا کر بولی , "ابھی تو جو دل کرے لے آئیں، ویسے آئس کریم ہو تو زیادہ بہتر رہے گا!"

ازلان نے آسمان کی طرف دیکھا اور ہاتھ اٹھائے, "یا اللہ! حمل اس کا ہے، لیکن امتحان میرا لیا جا رہا ہے!"

زیادہ ڈرامے بازیاں مت کریں، جائیں جلدی!" "

Maheen Malik Novel

حیا نے تکیہ اٹھا کر اس کی طرف اچھالا، جسے ازلان نے ہنستے ہوئے فورا کیچ کر لیا اور سر ہلاتے ہوئے کچن کی طرف بڑھ گیا

کمرے میں ہلکی سی نائٹ لیمپ کی روشنی ہے۔

ازلان* کمبل اوڑھے گہری نیند میں ہے۔ بستر پر* ایک طرف چھوٹا سا ابھار بنتا ہے — *آیان*، جو کمبل کے اندر سے سر نکالتا ہے۔

توتلی زبان میں_ با... بابا! _ *

ازلان:* _نیند میں کروٹ بدلتے ہوئے_ ہمم... کیا* ہوا؟

بڑے فخر سے_ میییییں... میں بھی اپنے بڑے _ پا... پاپا کی طلح جن ملید بنوں گا ۔! ازلان فورًا اٹھ کر بیٹھ گیا۔کیا بنے گا؟"

اپنے ننھے ہاتھوں سے گھٹنے دکھاتے ہوئے_ _

آیان:* اپنی بیییوی کے گھٹنوں سے َلگ کے*

Maheen Malik Novel

بیٹھووں گا! جیسے بڑے پا... پاپا بیٹھتے ہیں نا... ما... ماما کے پاس!

ازلان نے بے بسی سے اپنا ہاتھ ماتھے پر مارا۔

ایے چھوٹے شیطان! یہ سب تجھے کس نے سکھایا؟

بڑی معصومیت سے_ بڑے پا... پاپا نے! وہ _ کہتے ہیں... بیبیٹا، یہییی سکون ہے!

ازلان نے سر پکڑ لیا۔

ازلان:* یا اللہ! یہ جن مرید نہیں بنے گا... یہ تو* پورا محلہ مرید بنا دے گا!

آیان:* _انگوٹھا منہ میں ڈالتے ہوئے، خوشی* سے_ اور میں اپنی بیبیوی کو... مییی جانو بھی بولوں گاا! اور چاائے بھی بنا کے دوں گا!

ازلان نے چند لمحے اسے گھورا، پھر دل ہی دل میں بڑبڑایا۔

Maheen Malik Novel

دل میں_ اس کی بیوی ابھی سے بیچاری_ *:*
رو رہی ہوگی!

لمبی سانس لے کر_ بس کر، سو جا! ابھی_ *:*
تیری بیوی پیدا بھی نہیں ہوئی اور تو نے اس
کے لیے چائے بنانا بھی شروع کر دیا!

پا... بابا، میری بیییوی بہت اچھی ہووے گی نا؟

ہاں ہاں، بہت اچھی ہوگی... بس اللہ اسے تم *:*
سے بچائے!

میں اس کو روز ُگھٹنے کے پاس بیٹھاؤں گا! *:*

ازلان نے فورًا کمبل منہ پر کھینچ لیا۔آیان نے
ہنستے ہوئے ازلان کا بازو پکڑ لیا۔"پا... بابا؟"

اب کیا ہے؟":"آپ بھی ماما کے ُگھٹنے دے پاس "
بیٹھتے ہو؟

ازلان چند سیکنڈ بالکل خاموش رہا۔

پھر آہستہ سے بولا:

Maheen Malik Novel

یہ سوال تو مجھے کل صبح تیری ماما سے ":
پوچھنا پڑے گا..."

شام کے سائے حویلی شاہ زمان کے اونچے جھروکوں پر گہرے ہو رہے تھے، مگر حویلی کا مرکزی دالان آج کسی مچھلی بازار کا منظر پیش کر رہا تھا۔ وجہ کوئی اور نہیں، بلکہ زایان اور عنایہ کا لاڈلا، حویلی کا چھوٹا چشم و چراغ یعنی ننھا "ازمیر" تھا، جو اس وقت پورے دالان کو اپنے ننھے پیروں پر نچا رہا تھا۔

حیا صوفے پر بیٹھی مسکرا رہی تھی، جبکہ ازلان شاہ زمان—جو دنیا کے سامنے ایک رعب دار اور سنجیدہ حاکم مرد تھا—اس وقت اپنے کلف لگے سفید کرتے کی آستینیں چڑھائے، دالان کے وسط میں ہاتھ میں فیڈر لیے کھڑا تھا۔

ایان! ادھر آؤ بیٹا... دیکھو بابا نے کیا کہا تھا؟ "

شام کو دودھ پینا لازمی ہے،" ازلان نے اپنی بھاری، مخملی آواز کو جتنا ہو سکے نرم بنانے کی کوشش کی، مگر اس کے چہرے کا رعب دار نقش برقرار تھا۔

ازمیر، جو صرف تین سال کا تھا، صوفے کے پیچھے چھپ کر اپنے چچا کو دیکھ کر معصومیت سے کھلکھلا کر ہنسا۔ اس نے زایان کی طرح کالی آنکھیں اور عنایہ جیسا گورا چہرہ پایا تھا، اور شرارتیں تو جیسے اس کے خون میں دوڑ رہی تھیں۔

"نہیں چچو! پینا..." ازمیر نے اپنی توتلی زبان میں کہا اور وہاں سے بھاگ کر سیدھا حیا کے دوپٹے کے پیچھے جا چھپا۔

حیا نے ہنستے ہوئے اسے گود میں اٹھا لیا اور اس کے گال پر پیار کیا۔ "ازلان! بس کریں، کیوں میرے بچے کو تڑپا رہے ہیں؟ نہیں پینا اس نے

ابھی۔"

ازلان نے فیڈر میز پر رکھا اور دھیمے، حاکمانہ قدم اٹھاتا ہوا حیا کے پاس آیا۔ اس کی گہری، سیاہ آنکھوں میں حیا کو ازمیر کے ساتھ اس روپ میں دیکھ کر ایک تپتا ہوا رومانوی خمار ابھر آیا (Deep & Intense Glance)۔ اس نے آگے بڑھ کر حیا کے کندھے پر اپنا مضبوط ہاتھ رکھا اور جھک کر اس کے کان کے پاس سرگوشی کی:

" بیگم! آپ اس کی سائیڈ لے کر شاہ زمان کے قانون کی خلاف ورزی کر رہی ہیں۔ اس کی سزا یاد ہے نا؟" ازلان کی مردانہ آواز حیا کے سانسوں کو سلب کرنے کے لیے کافی تھی۔

حیا کا چہرہ شرم سے سرخ ہو گیا اور اس نے ایان کو آگے کر دیا۔ "ازلان... بچہ دیکھ رہا ہے۔"

ٹھیک اسی وقت، زایان اور عنایہ دالان میں

داخل ہوئے۔ زایان نے جیسے ہی اپنے بھائی کو فیڈر ہاتھ میں لیے اور اپنے بیٹے کو شرارتیں کرتے دیکھا، اس کے لبوں پر ایک گہرا تبسم ابھرا۔ وہ عنایہ کا ہاتھ تھامے آگے بڑھا۔

"کیا بات ہے ازلان؟ شاہ زمان کی عدالت آج ایک تین سال کے بچے کے سامنے ہار گئی؟" زایان کی گرجدار، بھاری آواز دالان میں گونجی۔

عنایہ نے لپک کر ازمیر کو حیا کی گود سے لیا اور اسے چوما۔ "میرے بیٹے نے چچو کو تنگ کیا؟"

"تنگ نہیں بھابھی، اس نے تو ازلان شاہ زمان کی حاکمیت کو چیلنج کر دیا ہے،" حیا نے ہنستے ہوئے زایان اور عنایہ کو دیکھا۔

ازلان نے ایک گہرا سانس لیا اور حیا کو اپنے کسرتی وجود کے قریب کرتے ہوئے اس کی کلائی کو اپنے لمس سے گرمایا (Intense

Maheen Malik Novel

"چلو زایان، اب تم (Romance in corner .
اپنی ملکہ اور شہزادے کو سنبھالو، میں اپنی بیگم کو لے کر ذرا بالکونی کی طرف جا رہا ہوں، کیونکہ شاہ زمان کا اصل قانون تو اب کمرے میں چلے گا۔"

حیا نے شرماتے ہوئے اپنی پلکیں جھکا لیں اور ازلان اسے اپنے مضبوط حصار میں لیے سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ دالان ننھے ازمیر کے قہقہوں اور زایان اور عنایہ کی مسکراہٹوں سے گونج اٹھا، جہاں حویلی کا ہر رنگ اب صرف اور صرف خوشیوں سے جڑا ہوا تھا۔

ابھی تک غصے سے گھور رہی ہے، بازو باندھ کر طنزیہ انداز میں کہتی ہے(

ہاں !َزَیان صاحب! اب کھڑے کیا دیکھ رہے ہو؟ سمجھاؤ اپنے لاڈلے شہزادے کو! ذرا اپنی اس "محنت" والی تقریر کا اگلا حصہ بھی تو سناؤ

اس کو، شاید یہ روکا ہوا طوفان تھم جائے!

پسینے سے شرابور، مسکراہٹ چہرے پر منجمد ہو چکی ہے)

ارے عنایہ! تم بھی نا... بات کا بتنگڑ بنا دیتی ہو! بچہ ہے، نادان ہے، اس کو کیا پتا یہ سب اتنی جلدی نہیں ہوتا... اور ویسے بھی، یہ کون سا شاپنگ مال کی چیز ہے کہ ابھی آرڈر کیا اور ہوم ڈیلیوری ہو گئی!

زمین پر دونوں پاؤں پٹختے ہوئے اور زور زور سے روتے ہوئے)

مجھے ہوم ڈیلیوری چاہیے! مجھے ابھی پارسل چاہیے!

(پورے گھر میں ایک بار پھر ؔایان کی چیخوں اور رونے کی آواز گونج اٹھتی ہے، عنایہ غصے سے منہ پھیر لیتی ہے آسمان کی طرف دیکھ کر آِہ سرد بھرتا ہے، پھر جھک کر دوبارہ ؔایان کو

Maheen Malik Novel

منانے کی کوشش کرتا ہے)

ارے میرے بچے، میرے لعل! ہوم ڈیلیوری کے لیے تھوڑا انتظار کرنا پڑتا ہے، آرڈر بک ہوتا ہے، پروسیسنگ ہوتی ہے... ارے بھائی! یہ آن لائن شاپنگ تھوڑی ہے کہ کلک کیا اور کورئیر والا دروازے پر آ گیا!

بنائی ہوئی سنجیدگی اور غصے کو برقرار رکھتے ہوئے، زَیان کو طعنہ دیتی ہے)

اب خود ہی پھنسے ہو تو خود ہی نکلو باہر! جب منہ سے پھول جھاڑتے وقت عقل گھاس چرنے گئی تھی، تب تو بڑا مزا آ رہا تھا نا؟ اب بھگتو اپنے شہزادے کی فرمائش!

آنکھیں اور ناک رگڑتے ہوئے، سسکیاں بھر کر ایک اور دھماکے دار مطالبہ کرتا ہے)

مجھے پروسیسنگ نہیں چاہیے! مجھے کلک کر کے ابھی بڑا بھائی چاہیے! اگر نہیں ملا تو میں

نے کھانا نہیں کھانا، اور میں نے زمین پر لیٹ
جانا ہے!

(آیان واقعی دھڑام سے فرش پر لیٹ جاتا ہے
اور ہاتھ پاؤں مارنا شروع کر دیتا ہے)

دیکھ لو عنایہ... تمہارا یہ لاڈلا میرا جینا حرام
کیے دے رہا ہے۔ اب تم ہی کوئی ترپ کا پتہ
پھینکو، ورنہ پڑوسیوں نے پولیس بلا لینی ہے
کہ گھر میں کوئی بچہ اغوا ہو گیا ہے!

عنایہ

(ہونٹوں پر دبی ہوئی مسکراہٹ کو چھپاتے ہوئے

دونوں ہاتھ سر پر رکھے، زمین پر بیٹھے ہوئے
آیان کو دیکھتا ہے، پھر عنایہ کی طرف التجا
بھری نظروں سے دیکھتا ہے)

یار عنایہ! مذاق ایک طرف، اب سنجیدہ ہو جاؤ۔
یہ پراجیکٹ اگر فیل ہو گیا تو مارکیٹ میں
میری بڑی مٹی پلید ہو جائے گی۔ ویسے بھی،

Maheen Malik Novel

اکیلا َایان رو رہا ہے، تم تو کم از کم اس کا ساتھ مت دو! کوئی ماسٹر پلان بتاؤ ورنہ یہ واقعی بھوک ہڑتال پر چلا جائے گا۔

عنایہ

(اپنے بازو پُرسکون انداز میں باندھ کر، ابرو اچکا کر کہتی ہے)

ماسٹر پلان؟ ماسٹر پلان تو تم نے خود ہی بنا دیا تھا نا "رات والی محنت" کا! اب بھگتو اس کے نتائج۔ ویسے بچّے نے بات بالکل پتے کی کی ہے... جب تک تم اس کو پریکٹیکل کر کے نہیں دکھاؤ گے، یہ ماننے والا نہیں ہے!

(آنکھیں پھاڑ کر عنایہ کو دیکھتا ہے اور گھبرا کر بولتا ہے)

توبہ کرو عنایہ! تم بھی نا... بچوں کے سامنے کیسی باتیں کر رہی ہو! وہ تو بس معصوم سا سوال کر رہا تھا، تم اس کو سچی مچی کا

سلیبس پڑھانے پر تُل گئی ہو!

زمین پر لیٹے لیٹے ہی ایک بازو ہوا میں لہرا کر چیختا ہے)

مجھے کوئی سلیبس نہیں چاہیے! مجھے بس بھائی چاہیے! اور اگر ابھی نہیں ملا تو میں نے صوفے کے نیچے جا کر بیٹھ جانا ہے، اور باہر نہیں نکلنا!

(اَیان روتے اٹھتا ہے اور واقعی دوڑ کر ڈرائنگ روم کے صوفے کے نیچے گھسنے کی کوشش کرتا ہے، لیکن اس کا گول مٹول جسم صوفے کے نیچے پھنس جاتا ہے!)

گھبرا کر اَیان کی طرف بھاگتا ہے)

ارے میرے اللہ! میرا بچہ تو آدھا اندر اور آدھا باہر ہو گیا! ارے پتر باہر نکلو، صوفے کے نیچے مکڑیاں ہیں!

عنایہ

Maheen Malik Novel

(اب ہنسی ضبط نہ کرتے ہوئے کھلکھلا کر ہنس پڑتی ہے)

لو بھئی! اب سنبھالو اپنے ہوم ڈیلیوری والے پارسل کو! لگتا ہے اس کی پیکنگ کا سائز کچھ زیادہ ہی بڑا تھا، اس لیے صوفے میں اٹک گیا ہے!

(گھبراہٹ میں َایان کو صوفے کے نیچے سے کھینچنے کی کوشش کرتا ہے)

ارے پتر باہر آؤ! باہر آؤ ورنہ تمہاری یہ ہوم ڈیلیوری کینسل ہو جائے گی!

چھوٹا َایان

(صوفے کے نیچے سے آدھا منہ باہر نکال کر، ناک پونچھتے ہوئے غصے سے کہتا ہے)

نہیں نکلنا! جب تک بھائی پارسل میں پیک ہو کر نہیں آتا، میں یہیں رہوں گا! اور پاپا... آپ نے جو کہا تھا نا کہ رات کو "محنت" کرنی ہوگی... میں نے بھی جاگنا ہے اور دیکھنا ہے آپ دونوں

Maheen Malik Novel

کیسے محنت کرتے ہو!

زَیان کے ہاتھ میں پکڑا ہوا پانی کا گلاس)
چھلک کر اس کے اپنے جوتوں پر گر جاتا ہے(

آنکھیں باہر نکال کر، کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے(

توبہ توبہ! یا اللہ! یہ بچہ ہے یا سی آئی ڈی کا ایجنٹ؟ میری اپنی ہی زبان نے میرا جینا حرام کر دیا ہے! عنایہ خدارا اب کچھ بولو، ورنہ یہ لڑکا کل سکول جا کر ٹیچر کو بھی یہی کہے گا کہ میرے پاپا اور مما رات کو "پراجیکٹ" پر محنت کر رہے تھے

پیٹ پر ہاتھ رکھ کر ہنستے ہنستے لوٹ پوٹ ہو رہی ہوتی ہے(

اب بھگتو! میں کیوں بچاؤں؟ اب خود ہی اپنے اس چھوٹے "سفارت کار" کو سمجھاؤ کہ سرکاری پراجیکٹس اتنی جلدی پاس نہیں ہوتے!

Maheen Malik Novel

(بے چارے انداز میں صوفے کے پاس بیٹھ جاتا ہے اور ہاتھ جوڑ کر َایان کو منانے کی کوشش کرتا ہے)

ارے میرے شہزادے! میرے جگر کے ٹکڑے! میری جان! بس کر دو اب... اگر تم نے صوفے کے نیچے سے باہر آنے کا نام نہ لیا تو پاپا نے بھی یہیں صوفے کے نیچے آ کر بیٹھ جانا ہے! اور رہی بات اس "پراجیکٹ" کی... تو وہ پراجیکٹ فینسل! سمجھو گورنمنٹ نے فنڈز ہی روک دیے ہیں!

چھوٹا َایان

(صوفے کے نیچے سے نکل کر گرد جھاڑتا ہے اور غصے سے ہاتھ باندھ کر کہتا ہے)

فنڈز کیوں روکے ہیں؟! آپ جھوٹ بول رہے ہو! میں نے کمپلین کر دینی ہے کہ پاپا کام چور ہیں اور "محنت" کرنے سے ڈرتے ہیں!

(ہنسی پر قابو پانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے،

Maheen Malik Novel

مسکراتے ہوئے کہتی ہے(

بچے نے بالکل ٹھیک پوائنٹ پکڑا ہے َزَیان! ویسے بات میں دم تو ہے... اب اتنی بڑی پبلک ڈیموند کے بعد اگر پراجیکٹ شروع نہ کیا گیا تو اپوزیشن)یعنی یہ چھوٹا صاحب(تحریک عدم اعتماد لے آئے گی!

َزَیان)ہونقوں کی طرح عنایہ اور َایان کو باری باری دیکھتا ہے، پھر ہاتھ اٹھا کر توبہ کرتا ہے(

بس بھئی بس! ہار مان لی میں نے! آج کے بعد اس گھر میں کوئی "محنت" کا نام بھی لے گا تو اس کی زبان کھینچ لوں گا!

َایان فاتحانہ انداز میں مسکراتا ہے اور کہتا ہے) "تو پھر آئس کریم لے کر آؤ، ڈیل فائنل!"، اور َزَیان اپنا سا منہ لے کر سر پکڑ لیتا ہے

کمرے میں ہلکی اور مدھم روشنی پھیلی ہوئی

Maheen Malik Novel

تھی۔ کئی گھنٹوں کی تھکن کے بعد َایان بڑی مشکل سے اب گہری نیند میں سویا تھا۔ دوسری طرف، عنائہ ڈریسنگ عنایہ سامنے بیٹھی اپنے بالوں کو سنوار رہی تھی۔

زیان دبے پاؤں کمرے میں داخل ہوا اور پیچھے سے آکر عنائہ کو اپنی باہوں میں بھر لیا۔ اس نے اپنے گرم لب عنایہ کی نازک گردن پر رکھ دیے۔ عنایہ نے ہلکا سا چونک کر کہا، "پیچھے ہٹ جاؤ... ابھی ایان بڑی مشکل سے سویا ہے وہ، تمہاری آواز سے جاگ جائے گا۔"

زیان نے عنایہ کو اپنی طرف موڑا اور اپنے لب اس کے لبوں پر رکھ دیے۔

َایان نے مسکراتے ہوئے عنایہ کی زلفوں کو کان کے پیچھے کیا، اس کی آنکھوں میں جھانک کر بولا، "سوئے تو وہ، لیکن جاگ تو میں رہا ہوں...

اور میرا جاگنا صرف تمہارے لیے ہے۔"

عنایہ کی پلکیں شرم سے جھک گئیں، لیکن اس کے لبوں پر ایک دلکش مسکراہٹ بکھر گئی۔ اس نے َایان کے سینے پر ہلکا سا مکا مارا، "بہت باتیں بنانی آتی ہیں آپ کو... چلیں اب تنگ نہ کریں مجھے سونے دیں۔"

مگر زیان کہاں ماننے والا تھا! اس نے عنایہ کو جانے دینے کے بجائے اپنی گرفت مزید مضبوط کر لی

اس نے اپنا ایک ہاتھ عنایہ کی کمر کے گرد لپیٹ کر اسے مزید قریب کر لیا۔ فاصلے اتنے سمٹ گئے کہ دونوں کی دھڑکنیں دھڑکتی ہوئی محسوس ہونے لگیں۔

سونے دوں؟" َایان نے دھیمی اور مدہم آواز میں سرگوشی کی، اس کے لب عنائہ کے کان کے

قریب تھے، "جب تم اتنی حسین لگ رہی ہو، تو کوئی کیسے سو سکتا ہے؟"

عنائہ کا چہرہ شرم سے اور زیادہ سرخ ہو گیا۔ اس نے نظریں اٹھا کر َایان کو دیکھا، جن کی آنکھوں میں گہری چاہت اور دیوانگی کا ایک طوفان مچل رہا تھا۔

تم... تم بالکل نہیں سدھرو گے،" عنائہ کی آواز میں خفگی سے کہ

زیان نے مسکراتے ہوئے اپنے ہاتھ کی پوروں سے عنائہ کا گال چھوا، اور ایک بار پھر جھک کر اس کی پیشانی پر اپنے ہونٹ رکھ دیے۔

دوسری طرف، کمرے کا منظر بالکل مختلف لیکن اتنا ہی پرسکون تھا۔ ازلان بیڈ پر بیٹھا ہوا تھا، اور اس کے بالکل سامنے حیا موجود تھی، جبکہ ان دونوں کے درمیان ان کی چھوٹی سی

بیٹی میرا بیٹھی کھیل رہی تھی۔

ازلان کی نظریں کبھی اپنی بیگم حیا کے چہرے پر ٹک جاتیں تو کبھی اپنی معصوم بیٹی پر۔ وہ دل ہی دل میں سوچ کر خوش ہو رہا تھا کہ اس کی زندگی کتنی خوبصورت ہے—اس کی بیگم کتنی حسین اور دلکش ہے، اور اس کا گھر انہی دونوں کی وجہ سے جنت کا نمونہ بنا ہوا ہے۔

حیا نے میرا کی اس حرکت پر پیار بھری مسکراہٹ کے ساتھ اپنی بیٹی کو گود میں تھوڑا سا اور اوپر اٹھایا اور ازلان کی طرف دیکھا، جن کی آنکھوں میں ان دونوں کے لیے بے پناہ چاہت اور اپناپن امڈ رہا تھا۔

Maheen Malik Novel

گھر کے ماحول میں ایک خوبصورت اور

پرسکون خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ میرا کی ہلکی سی قہقہے بازی اور بچوں کی معصوم کلکاریاں اس شام کو اور بھی حسین بنا رہی تھیں۔

حیا نے میرا کو ہلکا سا جھولا دیتے ہوئے ازلان کی طرف دیکھا، جس کی آنکھوں کی چمک یہ بتا رہی تھی کہ اس کے لیے دنیا کی ساری خوشیاں اسی ایک کمرے میں سمٹی ہوئی ہیں۔

ازلان اپنی جگہ سے اٹھا اور آہستہ آہستہ چل کر حیا اور میرا کے قریب آ گیا۔ اس نے جھک کر پہلے اپنی بیٹی کے گال پر پیار کیا اور پھر سیدھا ہو کر حیا کی آنکھوں میں دیکھا، جہاں محبت کا ایکا ایک سمندر موجیں مار رہا تھا۔

جانتی ہو..." ازلان نے دھیمی اور رومانوی آواز " میں سرگوشی کی، "جب بھی میں تم دونوں کو اس طرح اپنے سامنے دیکھتا ہوں، تو لگتا ہے کہ

خدا نے میری ہر دعا کا بہترین صلہ مجھے دے دیا ہے۔"

حیا کا چہرہ شرم اور خوشی سے کھل اٹھا۔ اس نے ہلکا سا نکھارتے ہوئے نظریں جھکا لیں، مگر اس کے لبوں پر بکھری مسکراہٹ نے ازلان کے دل کو مزید دھڑکا دیا۔ میرا نے شاید اپنے ماں باپ کی اس خاموش محبت کو محسوس کر لیا تھا، اس نے اپنے ننھے ہاتھ بڑھا کر دونوں کے بازوؤں کو چھوا، جیسے اس محبت کی تائید کر رہی ہو۔

باب: ایک اور حسین شام

میرا کی ننھی سی انگلیوں کا لمس پا کر ازلان اور حیا دونوں ہلکا سا مسکرا دیے۔ ازلان نے جھک کر اپنی بیٹی کو گود میں اٹھا لیا اور اسے ہوا میں ہلکا سا اچھالا، جس پر میرا کی

Maheen Malik Novel

کھلکھلاہٹ پورے کمرے میں گونج اٹھی۔

حیا محبت بھری نظروں سے باپ بیٹھی کے اس کھیل کو دیکھ رہی تھی۔ اس کے دل میں ایک عجیب سا سکون اور اطمینان تھا—ایک ایسا احساس جو صرف اپنوں کے درمیان ہی ملتا ہے۔

ازلان نے میرا کو پیار کرتے ہوئے دوسری بازو سے حیا کو بھی اپنے قریب کھینچ لیا۔ اب وہ تینوں ایک دوسرے کی آغوش میں اس خوبصورت لمحے کا حصہ بنے ہوئے تھے۔ باہر ڈھلتی ہوئی شام کی روشنی کھڑکی سے اندر آ رہی تھی، جو اس پرسکون گھرانے پر جیسے محبت کی چادر تان رہی ہو۔

" تم دونوں کے بغیر میری زندگی کا تصور بھی ادھورا ہے،" ازلان نے دھیمے لہجے میں حیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا، اور پھر محبت سے اس کے ماتھے پر اپنے ہونٹ رکھ دیے۔

حیا کی پلکیں خرام سے جھک گئیں، اور اس نے اپنے شوہر کے کندھے پر سر رکھ دیا۔ زندگی کی ساری دوڑ دھوپ اور باہر کی دنیا کا شور اس کمرے کے دروازے پر ہی رک چکا تھا، جہاں صرف محبت، سکون اور ایک دوسرے کا ساتھ

🌸با السلام علیکم

❤️حصارِ جنون کیسی لگی؟